خزینۂ خیال (دیوانِ ماہرؔ)

تصنیف

خدائے سخن خلاقِ معانی نواب مولانا سید مہدی حسین ماہرؔ اجتہادی

ناشر

نورِ ہدایت فاؤنڈیشن

حسینیۂ حضرت غفران مآبؒ، مولانا کلب حسین روڈ، چوک،

لکھنؤ-۲۲۶۰۰۳ (یو۔پی)۔انڈیا

Noor-e-Hidayat Foundation

Imambara Ghufranmaab, Maulana Kalbe Husain Road,

Chowk, Lucknow-3 INDIA

Website: www.noorehidayatfoundation.org

www.naqeeblucknow.com

E-mail: noorehidayat@gmail.com, noorehidayat@yahoo.com

Ph:0522-2252230Mob :08736009814,09335996808

بعون خالق الانس و الجان صانع کون و مکان

درین زمان میمنت اقتران دیوان عدیم المثال مسمّی باسم تاریخی

خزینهٔ خیال

۱۳۱۲ھ

بحسن اہتمام و تصحیح تمام جناب ... سید محمد عرف ...

در مطبع احمدی واقع لکھنؤ بکمال آرائش و زیبائش مطبوع گردید

بسم اللہ الرحمن الرحیم

غزل ۱	ردیف الف	شعر ۵

فگار دل ہی ہر اک حزین کا سخن سنا ہے یہہ کس حسین کا

جگر ہو زخمی ہر اک نگین کا مزا یہہ ہے حرفِ دلنشین کا

ہے سبکو غم تیرے ہمنشین کا اوداس گھر ہے ہر اک مکین کا

نہین ہے مرقد تیرے حزین کا پھٹا ہے غم سے جگر زمین کا

نہ دل ہو کیون شاد چرخ کین کا مکان تیار ہے مکین کا

جو دفن لاشہ ہو مجھہ حزین کا بھر آئے زخم جگر زمین کا

نہین سُویدا دلِ حسین کا وہی تو ہے حرم اوس نگین کا

جو داغ ہے یہان دلِ حزین کا وہ صاف شیشہ ہر ذرّہ بین کا

ٹپک رہا ہے عرق جبین کا یہ رنگ گلشن ہر رُخ حسین کا

ملال لائے ہو کیا کہین کا بگڑ کے فرمایا ہان دہین کا

سفر جہان سے وہ مجھ حزین کا ہجوم وہ رہزنانِ دین کا

کیا مسافر نے رُخ زمین کا ملا نہ جب راستہ کہین کا

دُھوان یہ ہے آہ آتشین کا مکان ہے تاریک ہر مکین کا

بُجھا ہے دل جب سے مجھ حزین کا چراغ جلتا نہین کہین کا

نہ پوچھ تو دین زاہدون کے سمجھ لے خود کسکے ہین یہ بندے

کیئے ہین از بسکہ زر کو سجدے بنا ہے درہم نشان جبین کا

گُنہ سے ہون شل کچھ نادم نہ کیون ہو سیلاب مجھکو لازم

رہی نہ اک قطرہ جہان میں سالم عرق ہے گر مری جبین کا

نہ کیون ہو سکتا سا جھپہ طاری گنہ سے طرفہ ہے شرساری

مثال فوارہ ہائی جاری گیا قدم تک عرق جبین کا

نہ تر ہو کیون اب زبان محشر ہون غرق عصیان ہائے

لپٹ گئے تشنگان محشر عرق جو دیکھا مری جبین کا

ثنا تو اونکی ہو کچھ رقم بھی اوٹھے مگر ہاتھ مین قلم بھی

کمر وہ ہستی بھی ہی عدم بھی محل ہے ہان کا نہ کچھ نہین کا

یہان ہوا رخ چمن مین روشن وہان ہوئی صبح شام سوسن

نہ کیون ہو اب سنبلون کو الجھن کھلا ہے بل زلف عنبرین کا

غضب تھے بید رد اہل دنیا ہر ایک خورشید حشر سمجھا

گیا فلک پر جو اوڑ کے پھاہا مرے کسی داغ آتشین کا

فلک پہ منہ مہر کا پھرا ہے سبب تو دیکھوں کہ اسکا کیا ہے

یقینی سمجھا ہا مرک گیا ہے مرے کسی زخم آتشین کا

تمہارے مستونکی جب بنی تھی سہانی محشر کی روشنی تھی

وہ دھوپ تھی سر پہ چاندنی کی یہ نشہ تھا جامِ آتشین کا

بتا ہو کیونکر نہ زخم سے پا زمین پہ ہر دھوپ دن کا سایا

لقب ہے خورشید حشر جسکا وہ چلپہ ہے داغ آتشین کا

نہیں ہے محشر کی صبح روشن ہوی ہے ظاہر حرارتِ تن

اوڑا ہے کافور بعد مردن یہ مرہم داغ آتشین کا

تو ہی بتا منصفی سے بادل نہیں حبابون مین موج کوکل

کبھی مری آنکھ سے بھی اک پل جدا ہوا چاک آستین کا

شبِ جدائی مین وائے قسمت پھٹا گریبان سحر کی صورت

جسے سمجھتے تھے دست وحشت بنا وہی مار آستین کا

کہا جو ساعد کو شمع ہمنے سبب یہی تھا جو کوئی سمجھے

اونھین جو خود حسن شبکو دیکھے جلے کنول کیون نہ آستین کا

نہ میرے آنیسے کیون ہو ہلچل کہ خود پٹکتا ہون سر کو ہر پل

نکھاؤن افعی کی طرح کیون بل بنا ہون مار اپنی آستین کا

فلک سے کیا یہ دل تو ہولے جو کوئی بگڑا تو ہم نہ بولے

مثالِ تصویر لب نہ کھولے چڑھانا آیا نہ آستین کا

عجب زمانہ ہوا ہے ابتر کہ پست فطرت ہین نام آور

زلال کیونکر نہو مکدّر عروج ہے دُردِ تہ نشین کا

فنِ محبت مین تھے جو کامل رہے وہ آتش مین بھی تو شامل

سپند آسا جلا دیا دل اشارہ پایا جو ہمنشین کا

مگر مین تسبیح کا ہون دانا جو اسکو کھونا تو اوسکو پانا

ہزار پھرتا رہا زمانا فراق دیکھا نہ ہم نشین کا

مثال دندان پیر بیدم ہین بھی احباب کا ہے وہ غم

بغیر باندھے نہ تھم سکے ہم فراق دیکھا جو ہمنشین کا

یہہ پیچ تھے تیرے دل جلون کے کہ جسسے چھوٹے ہین دلیلونکے

کھلا نہ دیوونسے جنگلون کے وہ بل تھا شاخ غزال چین کا

جہان مین وحشی جشم ہین جسم بھرین نہ زورونکا انپر کیون دم

مروڑ سے شاخ جب ہوی خم نکلگیا بل غزال چین کا

جنھین ہے دست و قلم پہ تکیہ وہ نہین کچ کافی ہی بس یہ نکتہ

کیا جہان مین جو نام پیدا اسیاہ منھ ہو گیا نگین کا

جہان مین کر دونون باتین پیدا بغیر اسکے نہ نام ہوگا

جو آئے مہرون کا تجھ سے گلا تو عشاق بیٹھا ہی تو تو نگین کا

بنی نگیون خم ہون مثل خاتم اور اٹھا سے مرحبا بار ہم

نگیون تو اصنع سے ہون مگر تم نشان سے چھپتے نگین کا

کسی نامی سے ہو مقابل ہمیشہ نقل اصل سے ہے باطل

شرف وہ کاغذ کو ہو نہ حاصل وتا سے چھاپہ بھی گو نگین کا

اگر ہے نام و نشان کا جویا ابھی قوی سے ضعیف ہو جا

بڑھا زمانہ مین نام اوتنا گھٹا بدن جسقدر نگین کا

کمال سے گر تجھے ہے بہرہ جہان مین کر کسر نفس شیوہ

نیا ہوا نام اور پیدا جھکا جو کاغذ پہ سر نگین کا

ملا وخمین کے نہ ہمکو مدفن جو خود تھے نام و نشان مسکن

کیا یہ آخر کو نام روشن چراغ سے جلنے لگا نگین کا

یہ کون شئی تہی جہان مین نامی جھپنی تھی خاطر مدامے
جو خود بھی تھے خسرو گرامی لیئے تھے دل ہاتھ مین نگین کا

یہ لے گھری بھی غضب کا یہ غم ہوا ہی ہر سنگدل بھی بیدم
ہوا جو خانہ خراب خاتم او لٹگیا غم سے دل نگین کا

کنہ کا او ترا ہے ٹھیک جامہ غزل نکیون ہو عمل کا نامہ
چلا جہان مین مثال خامہ سیاہ طبقہ ہوا زمین کا

جو سوزِ غم سی نصیب پھوٹے تو نقب اوڑنے سے قبر چھوٹے
پہاڑ اک ایک لڑ کے ٹوٹے جہان سے طبقہ اوڑے زمین کا

کہو کچھ اب حال اپنے دل کا مین ایکدن جو لحد مین تڑپا
جہان مین اک زلزلہ سا آیا کلیجہ ہلنے لگا زمین کا

کب آئی افسوس اپنی پستی بنائی جب اک مکان کی ہستی

منگا کے دیکھی جو ہمنے دستی نشان ملا کچھہ کہین کہین کا
نہ میرا مرنا جو کوئی بھولے فلک کو ایک ایک آہ چھولے
نمازِ میت پڑھین بگولے اوٹھے جنازہ جو مجھ حزین کا
وہ میرے غم مین ہین محو شیون جلا نہ افسوس قلب دشمن
کیا تو ہمنے کہین کا روشن چراغ جلنے لگا کہین کا
بیان وہ اب کچھ ہین ہونے والے کہ جس سے روئین گے رونے والے
لحد مین سوتے ہین سونے والے مکان خالی ہے ہر مکین کا
خیال جنکے سے دل پھکی ہین عدم مین ہمسے وہی رکے ہین
مکان بھی ڈھونڈھنے جھکے ہین نشان ملتا نہین مکین کا
کسیکا لاشہ تو ایسا ہو لے غزالِ صحرا بھی جسکو رولے
بگولے پیچھے ہین سر کو کھولے بتازہ گی ہے مجھ حزین کا

نہ پوچھ حالِ وطن مسافر ہوں مثلِ گُل بازیوں سے آخر
ہے میری سرگشتگی سے ظاہر میں ہنسنے والا نہیں کہیں کا

وہ ضعف چلنا وہ منزلوں کا بھر آئے کیوں دل نہ آبلوں کا
بھٹکتا پھرتا ہے قافلوں کا کوئی مسافر لُٹا کہیں کا

نہیں ہے ماہر سا بھی بلاکش پھرے نہ کیوں مضطر و مشوش
بنا ہے گردش سہر دُو د آتش نہ آسمان کا ہے نہ زمین کا

بڑھاپا آتے ہی بیگانہ ہر یگانہ ہوا
سحر طلوع ہوئی قافلہ روانہ ہوا

محل خوف یہ آخر سیاہ خانہ ہوا
کہ مثل سایہ دبے پاؤں جن روانہ ہوا

طلسم رحم دلی کا بھی کارخانہ ہوا
کسی کے تیر لگا دل مرا نشانہ ہوا

شبِ وصال سا بھی تیز بادیانہ ہوا
کہ عکس کاہکشاں جسکو تازیانہ ہوا

نگہ پڑی تھی کہ بسمل ترا زمانہ ہوا
اس ایک تیر سے کس کس کا دل نشانہ ہوا

جنازہ جیسے غریبوں کا جب روانہ ہوا
یہ چھایا یاس کا عالم کہ شامیانہ ہوا

گذشتگان کا بیان کرکے مین روانہ ہوا — فسانہ گو تھا جو کل آج خود فسانہ ہوا

نہ غم ہوا تو خوشی مین ہر اک روانہ ہوا — ہمارے آنسوؤن کو کچھ نہ کچھ بہانہ ہوا

فروغ مے سے فروغ دل یگانہ ہوا — کہ آفتاب سے روشن چراغ خانہ ہوا

بڑھاپا آتے ہی زور بدن روانہ ہوا — یہ ضعف تن ہوا رستم زمانہ ہوا

سفر کے ہوتے ہی راحت نے ساتھ چھوڑ دیا — قدم کسیکا بڑھا اور کوئی روانہ ہوا

کمیت آخر شب کسطرح تھمے اے وصل — کہ جلوہ خط ابیض کا تازیانہ ہوا

بزنگ بو ہون نہ پوچھو مرے سفر کا حال — ہوا جدھر کی چلی وسطرف روانہ ہوا

دئیے جو سو تو عوض مین ملے ہزار مجھے — ہوا جو صرف تو مملو مرا خزانہ ہوا

نشان ملا نہ کسیکو ہمارے مسکن کا — غریب خانہ بھی عنقا کا آشیانہ ہوا

ہزارون پھڑکے قفس مین ترے تازہ اسیر — ہمین قفس مین تو صیاد اک زمانہ ہوا

ٹپک کے رزق پہونچنے کا مین معا قائل — نصیب سبزہ جو شبنم کا آب و دانہ ہوا

زہے نصیب ملی قبر بھی وہ بلبل کو
کہ دامنِ گُلِ تر جسپہ شامیانہ ہوا

جنون وہی ہون مین وحشی کہ جس کا نقش قدم
مثالِ سایۂ مرغِ ہوا روانہ ہوا

عدم کی راہ سے اکراہ یہ رہا مجکو
قدم سے غیر کے سوئے لحد روانہ ہوا

تلوّن سے نہ اک حال پر کبھی دیکھا
مزاجِ یار بھی نیرنگیِ زمانہ ہوا

کچھ اس ادا سے ملی تارِ سنبل پیچان
کہ رخشِ حسنِ گلستان کو تازیانہ ہوا

وہی ہے حسرتِ مردہ کی قبر دلِ چاک
کہ جسپہ زخم کی دہن کا شامیانہ ہوا

قفس کی تیلیان سے بار گل چکین صیّاد
خیال کر تو مری قید کو زمانہ ہوا

بنا کے گھر نہ رہا عنکبوتِ زار مین دم
نفس کا تار بھی کیا صرفِ آشیانہ ہوا

نفس کے ساتھ جو آہین نکل گئین دل سے
تو رخشِ عمر کو اک اور تازیانہ ہوا

جنازہ لا کے لحد پر پٹک دیا سب نے
مین بارِ دوش تھا اک دفن بھی بہانہ ہوا

جہان مین حال ہے بس اونکا قابل گریہ
جنھین جز اشک میسّر آب و دانہ ہوا

سیاہ بخت وہ ہون جسدن اُٹھا مرا تابوت
سوادِ شام یہ چھپایا کہ شامیانہ ہوا

ہوائی منزوی خانہ حباب ہو غمین
رہیگا گھر بھی نہ باقی جو مین روانہ ہوا

ہزارون کیفیتین دیکھین نشۂ مے مین
یہہ دورِ جام بھی کیا گردشِ زمانہ ہوا

نہ پوچھو منزلِ ہستی کی خستگی یارو
تڑپ کے رہگئے ہم قافلہ روانہ ہوا

خلاصہ ساری اسیری کا ہی یہ اے صیاد
تباہ ہم ہوے برباد آشیانہ ہوا

کسی نے ہم سے نہ اے بیخودی کہا اتنا
کدھر کا قصد کیا تھا کدھر روانہ ہوا

لگن مین تربتِ پروانہ دیکھکر آخر
جھکا یہ شمع کا شعلہ کہ شامیانہ ہوا

مین عنکبوت سرِ تار تھا مگر اے ضعف
جدھر کو آہ بڑھی وسطرف ترانہ ہوا

بغیر سوکی کشش کے ہوئی نہ شکل معاش
ہمارا رزق بھی چیونٹی کی منھ کا دانہ ہوا

اب اس سے بڑھکے ستم ہوگا ہمصفیرو کیا
قفس چمن سے مرا صبحدم روانہ ہوا

مثال ساغرِ مے ہین دنی بھی اے مینا
بھر آیا قلب جو خالی ذرا خزانہ ہوا

نگاہ دیدۂ کم بین پیہ ہی وہ سمند
کہ جسکو جنبش مژگان کا تازیانہ ہوا

مثال سیل نکی فکر بیخودی مین کبھی
جدہر کو پاون بڑہا اوسطرف روانہ ہوا

بتاون کونسے ہنگام کو مین لے صیاد
ہوئی تھی شب کہ بیدا مجھسے آشیانہ ہوا

وہ ناتوان ہون اودہر بھی پھڑپھڑا نہ پرا
جدہر کو سایۂ مرغ ہوا روانہ ہوا

رہ اروی یہ نظر آئی کوئی قاتل مین
قدم تھمی تھے کہ سر جسم سے روانہ ہوا

جزائی خیر دمی حق عنکبوت مرقد کو
بنُے یہ تار کہ تیار شامیانہ ہوا

ہوا یہ حضرت قارون کے بخل کا انجام
کہ نقد ذات تلک داخل خزانہ ہوا

اودھئین مین جا ملو ماہر تو خوب گذریگی
جنھین نے مانیکو چھوڑ ہوئے مانہ ہوا

عکس لیلی تری نظرون کے مقابل آیا
قیس آنکھون مین بٹھا صاحب محمل آیا

لے وہ پیکان سر ناوک قاتل آیا
پیشوائیکو بڑھ اے آہ مرادل آیا

سمجھی لیلیٰ کہ کسیکا شتر دل آیا
کوئی جگنو جو تڑپ کر سوئے محمل آیا

کشش حسن پہ مجنون کا نہ اک دل آیا
کوئی تارا بھی جو ٹوٹا سوئے محمل آیا

جاکے مژگان پہ سوئے زلف رسا دل آیا
قیس چلتا ہوا تب تک سر منزل آیا

کہہ تو کچھ قبر مین کسطرح سے اے دل آیا
پاؤن غیرون کے بڑھے مین بہ منزل آیا

شوق مین جب طرف کوچۂ قاتل آیا
دل جو اچھا بھی گیا یہان سے تو بسمل آیا

انہین آنکھون سے رہ عشق مین یہ بھی دیکھا
راہزن لٹ گئے رہرو سر منزل آیا

دیکھنے حسن کو روحین نکل آئین تن سے
آستین کو جو چڑھاتا ہوا قاتل آیا

وائی بدیروئی مردم کہ زبان اوسکو کہا
آہ کے ساتھ اگر منھ کو میرا دل آیا

دور سے آئی نہ جب کان مین لیلی کی صدا
سایہ کترا کے پس پردۂ محمل آیا

زخمی اٹھ بیٹھے تماشے کے لیے مقتلمین
تیغ ابرو کا تری جب کوئی بسمل آیا

عادتین ہو گئین کچھ اور ادائین کچھ اور
اونکے پہلو سے جو پہلو مین مرے دل آیا

گرہِ تار نفس غم نے کھلا کر جو کیا
منھ کو بھر سانس مین سینہ سے مرا دل آیا

موجِ دریائی محبت نے دکھایا دھارا
دست و پا مار کے جب مین لب ساحل آیا

جانے والو سفرِ قبر کی سختی دیکھو
بار جان پھینک کے رہرو سوئے منزل آیا

طی رہِ الفتِ محبوب کی یون مجنون نے
گاہ دل گاہ سنبھالے ہوئے محمل آیا

زندگی مین تو نہ کچھ حال کھلا الفت کا
جب گئی جان تو سمجھا کہ مرا دل آیا

رکھدئی قیس نے ہاتھ آنکھ پہ اف ری غیرت
مڑ کے ناقہ کا بھی جب سر سوئی محمل آیا

وائی قسمت کہ وہان مجمع اغیار رہا
میرے پہلو مین نہ اکدن بھی مرا دل آیا

پردہ گھرا ہوا منظور جہان لیلی کو
دامن گرد سر پردہ محمل آیا

راہ بھر قیس یہ ہین دید سے محروم رہا
جب ہٹی گرد نظر پردہ محمل آیا

خاتمہ کا جو مرے جسم پہ اک وار کیا
ہاتھ سے پھینک کے تلوار کو قاتل آیا

کہ تو کچھ پاؤن کے نیچے تو نہین مل ڈالا
آج روتا ترے کوچہ سے مرا دل آیا

جان اتنی تھی بس پہ مرگ بھی مجھ پہ اے قبر — رہ گئے خضر مگر مین سر منزل آیا

تیرے دشمن کبھی تنہائی سی گھبرا کر — بیٹھنے کو ترے پہلو مین مرا دل آیا

شور نالہ جو سُنا قافلہ اشک بڑھا — زنگ بجتا ہوا آیا کہ مرا دل آیا

طبع برہم ہوی گر نیلگی جھک کر لیلی — سایۂ قیس جو چڑھکر سوئے محمل آیا

آنکھین پھوٹین کہ جو پہچانی ہو صورت بھی ذرا — بعد برسون کے جو پہلو مین مرا دل آیا

ناقہ اوڑتا ہوا آئے نہ ترا کیون لیلی — پر پرواز ملے جب تہِ محمل آیا

عشق مین کونسا رتبہ ہوا حاصل یارب — درد تعظیم کو اوٹھا جو مرا دل آیا

دلِ لیلی کے بہلنے کی جو معلوم تھی راہ — قیس اوڑتا ہوا جگنو سوئے محمل آیا

دلبر و ہاتھ سے اسکے مین ڈرا تھا ایسا — رہگیا ہلکے کلیجہ جو کبھی دل آیا

ہو گئی دل کو خبر سی جھجک اوٹھی لیلی — سایۂ قیس کبھی گر سوئے محمل آیا

کچھ ہنسی آئی تو کچھ آنکھ سی ٹپکے آنسو — ناز کرتا ہوا مجھسے جو مرا دل آیا

تھا جو منظور نہ اُف کی بھی صدا دین بسمل | سرمہ آنکھوں مین لگائے ہوئے قاتل آیا
کہ تو اے موجِ یمِ عشق مین کیا تھا تنکا | اوڑ کے دھارے مین گیا جب لبِ ساحل آیا
مجھمین ہوش اتنے کہان تھے کہ سمجھتا کھو کر | درد اوٹھا تو مین سمجھا کہ مرا دل آیا
قیس سمجھا کہ اشارے سے بلاتا ہے کوئی | نظر اوڑتا ہوا جب پردۂ محمل آیا
سمجھی لیلی کہ دلِ داغی قیس آتا ہے | غولِ صحرا جو کبھی جانبِ محمل آیا
لیلی و قیس مین لڑنے لگین آنکھین جو بہم | صلح کو بیچ مین خود پردۂ محمل آیا
تہ و بالا ہوئی محمل بھڑک اوٹھا ناقہ | کھڑکھڑاتا ہوا مجنون جو سلاسل آیا

غزل ے

وہ بھی دن آئیگا **ماہر** کبھی جب نہ کہین
جسکو کھوئے ہوئے بیٹھے تھے وہی دل آیا

شعر ۹

ہوس بغیرِ پسِ مرگ بھی قرار نہ تھا | جہان ہوتے تھے وہان کب مرا غبار نہ تھا
نکال جاسے کدورت مین آشکار نہ تھا | مین کب چراغِ تہِ دامنِ غبار نہ تھا

جہان مین درد مرا کیون نہ منتشر ہوتا
زمین پر کسی پہلو مجھے قرار نہ تھا

چھٹی جگہ نہ کبھی شکل مرغ قبلہ نما
تڑپ رہا تھا مگر پھر بھی بیقرار نہ تھا

لحد مین میرے تڑپنے سے یہ ہٹی تھی زمین
مجھے ذرا گلہ تنگی مزار نہ تھا

اوڑا تھا زخم جگر کا سرے کبھی کافور
سفیدۂ سحر حشر آشکار نہ تھا

ذرا سے میرے تڑپنے سے برق کو نہین چین
بھلا ہوا کہ مین فرقت مین بیقرار نہ تھا

ہماری کیا دل مضطر مین حسرتین تھمتین
تمہارے ہاتھ کو سینہ پہ جب قرار نہ تھا

ہمارے مرنے پہ ماہرو وہ بول اوٹھے اتنا
ہمین تو تیری محبت کا اعتبار نہ تھا

نقاہت مین ہوا مجکو جو عشق گلرخان پیدا
کیا رنگ پریدہ نے ہوا پر بوستان پیدا

کیا ہی اوس کف پا نے ہمنے فشان پیدا
خدا کی شان ہے بندے ہوئے ہین غیب دان پیدا

اگر افشائے راز سوز دل منظور ہو مجھکو
بسان شمع ہو ہر بن مو سے زبان پیدا

وہ شوخِ جنگجو اولٹے نقابِ رخ جو گلشن مین
شکستِ رنگِ گل سی ہو صدائے الاماں پیدا

وہ بلبل ہون کہ لطفِ وصلِ گل پایا اسیری مین
کیا رنگین خیالی سی قفس مین بوستان پیدا

حسینونکو خدا بھی چشمِ بد سی پوشیدہ رکھتا ہے
حجابِ ظلمتِ تن مین ہوا ہے نورِ جان پیدا

زمین پر بیٹھکر اوٹھنا جو مجکو غیر ممکن ہے
ہوا تھا خاکِ نقشِ پا سی کیا مین ناتوان پیدا

دکھائی بادہ خواری نے ہمین گردش زمانیکی
مگر تھا دورِ ساغر مین بھی دورِ آسمان پیدا

سفر بھی سالکانِ راہِ حق کا اک عبادت ہے
مگر ہے کوس کی آواز سی بانگِ اذان پیدا

وجود اپنا جہانمین کالعدم ہے ناتوانی سے
ہمارے خانۂ تن مین ہے طورِ لامکان پیدا

دکھائے ناتوانی نے ہمین ساماں اسیری کے
کیے ہے گردن مین تارِ جیب سے طوقِ گران پیدا

حسینونکی محبت دل مین رکھنے سے گنہ کیا ہے
خدا کے گھر سے ہے ہمکو ہوا عشقِ بتان پیدا

گلون کے زیرِ پا مجھ دل جلے کو دفن کرتے ہین
کریگی آب نہالِ شمع خاکِ بوستان پیدا

فصاحت اسکو کہتے ہین نزاکت نام ہو اسکا
گلے سے اونکلے ہین معنی الفاظِ بیان پیدا

تمہاری چھب کے آئینہ کا جو پوچھوں حال گلشن سے
زبان موجِ بوئی گل سی ہو راز نہان پیدا

سمایا ہے جو عشق اک آئینہ رو کا رگ و پے مین
لطافت سی کیا ہی جسم نے بھی لطف جان پیدا

غزل ۶

ازل سے گول مین ما ہی عشقِ خالِ روئی جانان ہے
کیا ہے ابتدا سے ہمکو حق نے نکتہ دان پیدا

شعر ۲۱

نشان موت کی سختی کا آشکار رہا
بجا ہے نصب جو تیغہ سر مزار رہا

ہر ایک موئی محاسن خضاب دار رہا
بشر سفید بھی ہو کر سیاہ کار رہا

مدام نشئہ عرفان کردگار رہا
وہ مست ہون کہ جو غفلت مین ہوشیار رہا

ملال بخش ہر آشنا و یار رہا
صفائی نکلے مرے قلب مین غبار رہا

وہ رحم دل ہون کہ تا حشر غمگسار رہا
کوئی گھڑی جو لحد کا جگر فگار رہا

یوہین عروج سی کارہ مین خاکسار رہا
ہوا پہ گرد کو جسطرح انتشار رہا

تنک مزاجی کیا گذرے باوقار و تمکین
زمین سے دیکھ لے برخواستہ غبار رہا

اثر تھا یہ بھی تڑپتی ہوی جگر کا مری | مرا غبار رہوا پر جو بیقرار رہا
مری اجل کا تو کچھ حسن بڑھ گیا تمسے | مجھے تمھارا تمھین اوسکا انتظار رہا
یہ منفعل مین گناہون سے تھا دمِ گریہ | کہ تر عرق مین مرے آنسوون کا تار رہا
وہ کون تھا کہ نہ پیسا مجھے سدا جسنے | ہر اک کے ہاتھ سے گل کی طرح فشار رہا
کدورتون کو ترقی ہے کیون دمِ گریہ | بلند بارشِ باران مین کب غبار رہا
بکا کو سلسلۂ زندگی نکیون سمجھون | نظر مین رشتۂ جان آنسوون کا تار رہا
ہر ایک فصل مین داغِ الم رہے تازہ | مرے چمن مین سدا موسمِ بہار رہا
مین گر گیا یہ ندامت ہوئی عزیزون سے | مرا جنازہ کوئی دم جو اونپہ بار رہا
نہ کسطرح سے کھٹکتا اسے یہ جسمِ نزار | مین زیرِ آبلۂ چرخ مثلِ خار رہا
غم و الم رہے بعد فنا مرے ہمدم | لحد مین بھی نہ مین بے آشنا و یار رہا
نہ اشتیاق تھا فرقت مین اک مجھی کو ترا | ہر ایک روزن در چشمِ انتظار رہا

کسی کی آس نہو اب مجھے زمانہ مین
مین یاس سے یہ ہمیشہ امیدوار رہا

رقم جو حالِ تکدر کبھی کیا مین نے
ہر ایک حرف مین رنگِ خطِ غبار رہا

ہوا نہ زخمِ نہان مندمل کبھی ماہر
گہر کی طرح ہمیشہ مین دل فگار رہا

حشر تک دل سے نہ سوزِ غمِ پنہان نکلا
ہو نہین وہ شمع کہ بجھنے پہ فروزان نکلا

پردۂ لفظ مین مضمون مرا رخشان نکلا
یہ حسین وہ ہے کہ جامے مین بھی عریان نکلا

اشک ہر ایک مثالِ دُرِ غلطان نکلا
دلکی ویرانی سے گنجینۂ پنہان نکلا

ہی جہان تابعِ فرمانِ خطِ عارضِ یار
مور سمجھے تھے جسے ہم وہ سلیمان نکلا

جوشِ غم مین بھی تناسب کا مین پابند رہا
جیب مین ہاتھ نہ کب دستِ گریبان نکلا

اسفلون مین نہین عالی گہرونکی خلقت
دیکھلے چاہ سے کب گوہرِ غلطان نکلا

برقِ آہِ غمِ سوزان جو نکل کر چمکی
دُودِ دل بھی صفتِ ابرِ بہاران نکلا

یہ بھری سر مین شہیدونکے زیارت کی ہوا
باغ سے پھول ہر اک چاک گریبان نکلا

دی تمہی چشم نے اک پل مین مریضونکو شفا
خود جو بیمار تھا وہ عیسی دوران نکلا

جو ہے بیتاب اُسے جامے سے باہر پایا
کب شرر دود کے پردے مین عریان نکلا

سیکڑون قتل امیدین ہوئین لاکھون ارمان
میرا ویرانہ دل گنج شہیدان نکلا

فرقت یار مین دل سینہ سے منھ کو آیا
پا بگل سمجھے تھے ہم سروِ خرامان نکلا

تنِ لاغر مین ہوئے داغ نمایان کیا کیا
خار سے پھول تو پھولون سے گلستان نکلا

چاک ہونیکا یہ وحشت نے کیا تھا خوگر
ہاتھ سینے تلک آیا کہ گریبان نکلا

کسکو ہوتا نہین ہم جنس کی فرقت کا ملال
آگ سے دود بھی نکلا تو پریشان نکلا

حکمت حق کے بیان مین نہ کھلی ایک زبان
پیر کیا کیا نہ یہان کودک نادان نکلا

زیست سے تنگ تھا مین پھر ملا چین مجھے
ملک الموت مرے درد کا درمان نکلا

پاؤن اُلجھے رہے دامن سے طریقِ غم مین
ہاتھ طے کر کے رہِ چاک گریبان نکلا

خانۂ دہر سے آخر کو ہوئے سب رخصت — میزبان کون یہان تھا جو مہمان نکلا

منزل دوست کا کچھ کس سے پتا مجھکو ملے — خضر بھی نابلد کوچۂ جانان نکلا

میرے یوسف سا حسین ایک نہ عالم مین ملا — حسن گو لیکے چراغ رخ تابان نکلا

ہون وہ بلبل کہ مرے دم سی گلو تلی تھی بہار — جب اوڑا ساتھ لیے رنگ گلستان نکلا

غزل

رخ روشن سے نقاب اوس نے اوٹھائی ماہر

پردۂ ابر سے خورشید درخشان نکلا

شعر ۲۱

دل مین کب عشق کے داغونکو نمایان دیکھا — ایک غنچہ مین تماشائی گلستان دیکھا

رنگ صانع کا ہر اک گل سے نمایان دیکھا — سبزۂ باغ کو خضر رہ عرفان دیکھا

جانستان حسن کو پردے مین نہ پنہان دیکھا — تیغ کو چادر جوہر مین بھی عریان دیکھا

باغ سے صنعت صانع کو نمایان دیکھا — ہر رگ گل کو رہ منزل عرفان دیکھا

بعد عالم مین نہ مٹی ہوئے کچھ دیر لگی — نقش بر آب خط مہر سلیمان دیکھا

ہون وہ غم دوست کہ غم ہو نہ کبھی فکر مجھکو
جمع خاطر ہوئی جب دل کو پریشان دیکھا

منھ کو آیا دل پروانہ جو طرفہ ہے بہار
شمع کو تشنۂ تابانکو خضر ایمان دیکھا

یون تو ظاہر ہوا حال شکستہ میرا
آئینہ ہو گیا جسنے مجھے حیران دیکھا

سایہ مین میکے ہو کیونکر تنِ داغی کی بہار
صرف تصویر مین کب رنگ گلستان دیکھا

جانب وادیٔ عرفات جو کبھی آ نکلے
صورت نقش قدم خضر کو حیران دیکھا

کان رکھکر نہ کبھی مین نے سُنی بات اوسکی
آدمیت سے جو خارج کوئی انسان دیکھا

بعد مرنیکے نظر چشم قناعت سے جو کی
خاک کے ذرون سے تربت پہ چراغان دیکھا

دی جلا دلکو تو صورت نظر آئی اوسکی
عکس آئینہ مین قلعی سے نمایان دیکھا

حد کسی نے نہ مرے ذہن رسا کی پائی
ہون وہ دریا کہ نہ جسکا کبھی پایان دیکھا

کچھ خبر اپنی نہین یاد رخ دلبر مین
خود فراموش کو بھی حافظ قرآن دیکھا

چمن دہر مین جمعیت خاطر ہے کسے
بوئے گل کو بھی جو دیکھا تو پریشان دیکھا

منعمو وہ بھی سنا دار فنا مین تمنے
مورنے قبر مین جو حال سلیمان دیکھا

سوزِ غم نے مجھے ہم خصلت پروانہ کیا
بجھ گیا دل نہ اگر شمع کو سوزان دیکھا

کیون نہ گریان صفت شمع ہوان باتون پہ
تھے جو دلسوز اونہین قبر پہ خزان آ دیکھا

کیون نہ سوزِ غمِ دوری سے ترا قلب ملی
داغ سے سینۂ بلبل بہ گلستان دیکھا

غزل ۸

دوست جو چھڑ گئے لے پھول چڑھا ماہر
کیا چراغ سر مدفن کو گل افشان دیکھا

شعر ۲۴

عاشقی مین مرتبہ معشوق کا مل جائیگا
جسم کانٹا ہو کے پھولون مین مجھے تلوائیگا

رنگ آخر کو یہ رنگِ زرد میرا لائیگا
کھربا کیطرح تنکے ایکدن چنوائیگا

شدت کاہیدگی سے ماہِ نو بنجائیگا
قدِ پرخم مجھپہ اکدن اونگلیان اوٹھوائیگا

چین لے ساقی مجھے برسات مین کب آئیگا
ابرِ باران برقِ تابان کیطرح تڑپائیگا

بخت اوسے گر قامتِ موزون ترا دکھلائیگا
صحنِ گلشن مین صنوبر شرم سے گڑ جائیگا

ابھی دل وحشت مین دشتِ لامکان کو کھیلانگا
سر فلک اپنے قدم کا آبلہ بنجائیگا

اسقدر بھی احتیاطِ جسم او خود بین نکر
آئینہ سا تن یہ اکدن خاک مین ملجائیگا

او دلِ جانباز رہیو باادب شمشیر پر
یہ وہ جادہ ہے جہان سر بھی قدم بنجائیگا

ضعف کی شدت سے قاصد گو نہین چلنے تلک
ہاتھ کا رعشہ جواب خط ترا لکھ لائیگا

پھیر سے پرکارِ قدم سے نقطۂ خالِ سیاہ
دائرہ گم گشتگی کا دہر مین کھنچوائیگا

جو تجھے دیکھیگا خنجر میرے پسِ دیوار سے
چشمِ روزن کیطرح آنکھون مین جالا چھائیگا

او چراغِ حسن سوزِ غم ترا فرقت کی شب
شمع سان بزمِ جہان مین مجھکو ڈھونڈھوائیگا

دیکھ مٹجائیگا دم مین تو حبابونکی طرح
بحرِ عالم مین جو سیر ہو سی بھی اوٹھجائیگا

وہ بلا یہ صرصرِ آہِ دلِ رنجور ہے
جسکی جھونکے سے چراغِ زندگی بجھ جائیگا

جب دیارِ دل مین شاہِ عشق کا ہوگا عمل
قطعہ کچھ وزیرِ خاص دردِ ہجر سے فرمائیگا

سنتی ہی اوسی وہ حکمِ محکم فرمانروا
اہلکاران فغان و آہ تک پہونچائے گا

اوس سے پہونچیگا جو نالے کی منادی تک وہ حکم
کوچہ لب مین یہی کہتا ہوا وہ آئیگا

جو کریگا اشک سرتابی روانی مین ذرا
دیکھلینا دار مژگان پر کھینچا جائیگا

متہم مستی کشی سے نعمت کردیگا مجھے
قد پر خم پاون پر سر اکدن جھکوائیگا

عشق کی پوشیدگی چاہی تو کر لب کو نہ بند
راز یہ بستگی مین اور بھی کھلجائیگا

میری رنگ زرد سے سودا وہ ہوگی ذہن مین
زعفران کو رنگ میرا اکدن ہنسوائیگا

کیون نہ بعد زوال سوز غم ہر داغ دل
جب چراغ خانہ بجھ جائیگا گل کھلجائیگا

دیکھلینا جان لیگا روز کا رونا مرا
چشم کا پیر آب رہنا کیا یہ خالی جائیگا

غزل ٩	ماہر اوس نادان کو دل دیتا تو ہی پر جان لے یہ تن خاکی کی گھروندے کیطرح مٹ جائیگا	شعر ١٩

نہین ہے یہ خط مشکین نمایان عذار سے پیدا
دھوان ہے آتش رنگ گل رخسار سے پیدا

سراپا داغ غم ہین تیرے جسم زار سے پیدا
تماشا ہے ہزارون گل ہوئے ہین خار سے پیدا

وہ رشکِ آفتابِ حشر ہو گھر مین جو نور افگن
قیامت کی ہو گرمی سایۂ دیوار سے پیدا

کہے کوئی اگر افسانہ میرے سوزشِ دل کا
بسانِ شمع شعلے ہون لبِ گفتار سے پیدا

وہ دیوانہ ہون قدمون سے مرے صحرا گلستان ہے
کیا ہے خون پانی رنگِ گل ہر خار سے پیدا

یہ کس دیوانے نے یارب کیا ہی کوچ دنیا سے
صدا ماتم کی ہے زنجیر کی جھنکار سے پیدا

کمر کی کچھ حقیقت سُنکے اونسے یہ کھلا مجھپر
رموزِ غیب ہوتے ہین دہانِ یار سے پیدا

مریضِ حرصِ زر پائین اس کسطرح صحت
اثر ہے شربتِ دینار کا دینار سے پیدا

کبھی دیکھا رُخِ روشن جو اپنا اوسمین قاتل نے
ہوا خورشیدِ مشرق مغربی تلوار سے پیدا

مشابہ ہی جو اون دانتون سے میرے دلکو الفت ہے
نیا رشتہ کیا ہے گوہرِ شہوار سے پیدا

نکلتے گھر سے دیکھا جب اوس لیلی شمائل کو
تو کین آنکھون نے راہین روزنِ دیوار سے پیدا

بجائے اشکِ غم لختِ دل آنکھون مین آئے ہین
ہوئے لعل دُرجِ گوہرِ شہوار سے پیدا

غبارِ دل مین ملکر اشک آئے ہین جو مژگان پر
نیا ٹاپو ہوا ہی چشمِ دریا بار سے پیدا

نہیں ٹپکے ہیں آنسو حسرتِ دندانِ دلبر میں
ہوئے ہیں یہ حبابِ آب دُرِ شہوار سی پیدا

نشانِ ظلم خونخوار ونکے دم کے ساتھ رہتا ہے
لہو کا رنگ ہو اب تک لبِ سوفار سے پیدا

خرامِ ناز سے اوسنے کیا ہے قتل عالم کو
چلیں تلوار کا ہو یار کی رفتار سے پیدا

ذرا جب ضبط کرتا ہوں میں سوزِ آتشِ غم کو
شرارے جائے مو ہوتے ہیں جسمِ زار سے پیدا

دکھا دے وہ مسیحا دم اگر آئینہ رخ کو
صدا ہو طوطیِ تصویر کی منقار سے پیدا

غزل ۱۰

وہ ہوں رنگین نوا بلبل اگر چہکوں کبھی عالم
برنگِ گل ہوں نالے غنچۂ منقار سے پیدا

شعر ۱۰

اوس کمر کی یاد میں ایسا میں لاغر ہو گیا
جسم گھلکر داخلِ تعریفِ جوہر ہو گیا

میں یہ کچھ محوِ دُرِ دندانِ دلبر ہو گیا
رشتۂ جان بھی بدن میں سلکِ گوہر ہو گیا

وقتِ گریہ آ گیا جب رُخِ روشن کا خیال
دیدۂ تر چشمۂ خورشیدِ محشر ہو گیا

وحشتِ دل سے جو آ نکلا اُسکے میخانہ میں
مجکو دورِ چشمِ آہو دورِ ساغر ہو گیا

آبرو پہ پھیرا پانی نہ وہ دندان صاف — گوشفہ گہر اسواسطے دریا مین گوہر ہو گیا

وصل کی شب مین تھا صبح کا آنا ہوا — صور محشر نعرۂ اللہ اکبر ہو گیا

ایری دست حنائی جو پونچھے میرے اشک — پنجۂ مرجان غریق آب گوہر ہو گیا

جام بھر کر دیئے کس آتشین رخسار نے — شعلۂ جوالہ ساقی دور ساغر ہو گیا

قتل سے میرے ہوئی اسکی اصالت کی نمود — خون جگر خنجر قاتل مین جوہر ہو گیا

غزل ۱۱

سینہ پر داغ ہیں ماہی بن ٹپکے اشک چشم
صحن گلشن مین برابر فرش گوہر ہو گیا

شعر ۲۱

ضعف تنہا مجھے پیری کی جفا سے نہوا — ہاتھ خالی مرے سایہ کا عصا سے نہوا

صاف احباب کا دل میرے صفا سے نہوا — دور اس آئینہ کا زنگ جلا سے نہوا

دل کشادہ مرا آہ ونکی ہوا سے نہوا — یہ وہ غنچہ ہے شگفتہ جو صبا سے نہوا

بادۂ روح کا کیون نشہ ہی مجھکو یارب — مست ہمیشہ تو مے ہوش ربا سے نہوا

یاد گیسو مین نہ کیونکر دلِ پر داغ ہو شاد
کون طاؤس ہے جو مست گھٹا سے نہوا

جوش زن چشم مین آنسو ہون نہ کیون آہون سے
شور کس بحر مین تیزیِ ہوا سے نہوا

ہاتھ پکڑا نہ کبھی اوٹھکے تھکے ماندون کا
خوش مین پابوسیِ نقشِ کفِ پا سے نہوا

مجھ پہ نازل ہوئی عصیان کی بدولت رحمت
کم مرا دامن ترا برِ عطا سے نہوا

تو ہی راہیِ شوق بتا ہے کوئی منزل جسمین
داخلہ پہلے مرا بانگِ درا سے نہوا

کشتۂ راہِ رضا ہو وفا زیست کی دیکھ
دم جدا مر کے بھی جسمِ شہدا سے نہوا

خاک آگاہ شکستِ دلِ نازک سے وہ ہون
آشنا ٹوٹ کے شیشہ یہ صدا سے نہوا

حسنِ کامل کو زمانہ مین نہین حاجتِ زیب
دستِ مرجان کبھی گلرنگ حنا سے نہوا

ہادیونکی مجھے تکرارِ سخن کیا ہو گران
قافلہ تنگ کبھی بانگ درا سے نہوا

باغبان رنگ یہ ہے رحم دلی کا میرے
ہاتھ آلودہ کبھی خونِ حنا سے نہوا

ضعفِ پیری نے یہ سرکش کو جھکایا آخر
آشنا ہاتھ کبھی فرقِ عصا سے نہوا

کیون نہ تڑپائین مجھے سوز الم آہین | کون شعلہ ہے جو بیتاب ہوا سے نہوا
کبھی سالم نہین ہمتی کا مرض ہے اوسکو | درد جس قلب مین آواز گدا سے نہوا
کثرت نالہ سے آواز مری بند ہوئی | کام کیا شور سے ہوتا جو صدا سے نہوا
چشم مشتاق نے رخ اوسکا ادہر پھیر لیا | جذب کعبہ کا کسے قبلہ نما سے نہوا
ضعف پیری نے یہ پابند کیا آخر کار | شام کی طرح جدا ہاتھ عصا سے نہوا

غزل ۱۲ — شعر ۱۲

نہین باتون پہ ہے ماہر تجھے مطلب کی طلب
منہ سے مانگا تو دل آگاہ دعا سے نہوا

بڑھا ہے حسن میرے عشق سے صاحب جمالون کا | مرا رنگ پریدہ کیا ہے غازہ سے گل گالون کا
کھلا مجھسے نہ کوئی پیچ اونکے سر کے بالون کا | رقیبونکا سیہ دل ہے کہ جوڑا خوش جمالون کا
اگر افشا کرے تو راز ہم وحشت خصالون کا | زبان خار کہدے سب تو کندہ حال چھالون کا
پڑے سایہ جو نخل باغ پر ہم درد والون کا | چٹک مین غنچہ گل کے اثر ہو دل کے نالون کا

[illegible] ترحم کرے جو رگ گل کی طرح کاٹے — جو وہ گرم پانی ہے مرے پاؤن کے چھالونکا
[illegible] ن تیا بیو مین یاد آبرو سے قاتل — یہ جوہر شمشیر پرسان کون ہے بسمل کے حالونکا
[illegible] جلوہ گاہ شاہد صاف بہاری ہو — تو پھر فرش شجر کیون نہ سایہ نہالونکا
نہین ہین پرفشان شبنم سی شاخین سمن گل بن — ٹپکتا ہے یہ خون حسن بدن نہالونکا
روان ہوئین سوے مقتل اگر شوق شہادت مین — قلم پارون کے نقشہ کھینچے ہین بسمل کی چالونکا
مرادین جو سیہ گیسو فروغ شام لیتا ہو — چراغ آگے بھلا اونکے چلا کسطرح کالونکا
فلک سے تو ... تاشی سے حسن کی ادا سے — اوتارا تو نے نقشہ کسطرح ایسے جمالونکا

غزل ۱۴

ہوا ہون زار ما ہجر مین اپنے استماع عصیان سے
سوکھا تا ہے مرتن کو پسینہ انفعالونکا

شعر ۲۶

ترک زینت ہان ہوئی ہائے جسم بیجان ہوگیا — آئینہ مین شکل اونکا کیون نمایان ہوگیا
آہ دل سے جوش اشک چشم حیران ہوگیا — لو ہوا کے آب آئینہ مین طوفان ہوگیا

وحشت آگین جب رقم مضمونِ ہجران ہو گیا ‫ ‫ شعر مین ہر مصرع ہر اک دستِ گریبان ہو گیا

بعد مردن فصلِ باران کا یہ احسان ہو گیا ‫ ‫ جگنوؤن سے قبر پر میری چراغان ہو گیا

کلک نے چھوڑا ہاتھ سے لکھا کہ ہجران ہو گیا ‫ ‫ کلک مردہ ہو گیا مدفن قلمدان ہو گیا

ناتوان ہم ایسے وحشی جو گریبان ہو گیا ‫ ‫ آبجو ہر جادۂ راہِ بیابان ہو گیا

دل ہین اپنے کب ہجومِ داغِ ہجران ہو گیا ‫ ‫ ایک غنچہ تیری قدرت سے گلستان ہو گیا

مجھ پہ جب بیم ترا مرقد مین آسان ہو گیا ‫ ‫ اک چراغِ گلفشان رشکِ چراغان ہو گیا

صاف باطن ہین بغیر سعی و کوشش کامیاب ‫ ‫ پرتوِ انجم سے دریا مین چراغان ہو گیا

کیا ہوا سایہ فقیرون کی جو تربت پر نہین ‫ ‫ ہر بگولہ گنبدِ گورِ غریبان ہو گیا

سیرِ گلشن دیکھنے کو جب چلا وہ رشکِ گل ‫ ‫ اوڑ کے رنگِ رخ مرا رنگِ گلستان ہو گیا

اک جہان کو ہم فقیرون نے مسخر کر لیا ‫ ‫ بوریے کا نقش بھی نقشِ سلیمان ہو گیا

منزلِ مقصد کی راہِ عشق مین جب کی کشش ‫ ‫ جو نہال سبز تھا خضرِ بیابان ہو گیا

مے ترے برسا جو ابر آے ساقی ابروکمان
مجھکو بارانِ کرم بھی تیرِ باران ہوگیا

یون در آئے حسنِ کردار خم دیکھنے مین ہم
جیسے عکس آئینہ مین تیرا نمایان ہوگیا

محفلِ مے مین جب آیا دشتِ وحشت کا خیال
دورِ ساغر گردشِ چشمِ غزالان ہوگیا

پڑگیا ہے جن فقیرونکو قناعت کا مزا
خوانِ نعمت اونکو خالی گردۂ نان ہوگیا

ہون وہ بیخود ٹھیس گر شیشے کو لگتی دیکھلے
جانکر اپنا دلِ نازک مین نالان ہوگیا

وہ شکار افگن جو آیا سیرِ گلشن کو کبھی
مرغِ بسمل طایرِ رنگِ گلستان ہوگیا

مجھکو بعدِ مرگ ہو کیا حاجتِ شمع و چراغ
دل جلی احباب جب آئے چراغان ہوگیا

دیکھ تو سوزش مرے زخمونکی اے ناوک فگن
شمع کا شعلہ تری ناوک کا پیکان ہوگیا

کچھ نہ پوچھو ضبطِ دردِ دلمین جو گذری یہان
بجھ گئے آنسو جو تر اشکون سے دامان ہوگیا

انکے قدمون پر قدم پڑتا ہے میرا دشت مین
کیا مین وحشی سایۂ چشمِ غزالان ہوگیا

کچھ تو گوشِ گل مین پھونکا تھا صبا نے صبحدم
نالۂ بلبل پہ ایک اک گل جو خندان ہوگیا

پوچھتے کیا ہو ہزارون قتل کرکے حسرتین
دل کبھی تھا اتنا اک گنجِ شہیدان ہوگیا

غزل ۱۴۱

باغ سے گھر کو چلا ماہر جو وہ رشکِ بہار
اوڑ گئین سب بلبلین ویران گلستان ہوگیا

شعر ۱۵

اثر سے موقلم کو بھی نہین یارا روانی کا
مصور اب یہ نقشہ ہی ہماری ناتوانی کا

ضعیفی مین نکیون کشتہ ہون زورِ ناتوانی کا
مری پیری ہے اور عالم بڑھاپے پر جوانی کا

ضرر کیا ہم سبک سیرون کو پہونچے ناتوانی کا
مثالِ سایہ یہان عالم ہی گرنے مین روانی کا

دکھا دیتا ہون نقشہ جب مین اپنی ناتوانی کا
اوتر جاتا ہے چہرہ صورتِ تصویر مانی کا

خیال آئے جو ساقی چشمِ مستِ یار جانی کا
دل پر خون بنے شیشہ شرابِ ارغوانی کا

مزا ہے نرم می مین شمع سان آتش زبانی کا
مثالِ شیشہ یہان منع نہین پنبہ دہانی کا

نہ کیونکر طالبِ دیدار رہتا یار جانی کا
مجھے تھا دیکھنا منظور اوسکی لن ترانی کا

نہ زائل حسن ہو یا رب کبھی اوس یار جانی کا
رہے ممدود سر پر زلف سان سایہ جوانی کا

جباب آسا سمٹکر تن سے دم آیا ہے آنکھون مین
تپین مشتاق سوز دلکی گرمی سے مین پانی کا

خطِ رخ کو نکیون نکتہ دان سمجھین خطِ مصحف
ترے ہنسی بتا دیتی ہے تیر انکی نشانی کا

حقیقت مین ہے گریا گرم باتین شعلہ رویونکی
زبانی شمع سا ان دعوی ہین آتش زبانی کا

نہ کچھ ہوگی کمی مجھ زار کے سیراب کرنے مین
مثالِ خار اسی شبنم سے ان پیاسا ہون پانی کا

نگاہِ شوخ موسی نے توکب کا دیکھ پایا تھا
فروغِ حسن گر پردہ رکھے لن ترانی کا

سفیدی دھوپ کے مانند آجاتی ہے بالونپر
بشر کے سر سے اوٹھجاتا ہے جب سایہ جوانی کا

غزل ۱۵

ہوا ہو جاؤنگا مین بھی مثالِ رفتگان ہا پھر
تعلق ہے یہ تن خاکی غبارِ کاروانی کا

شعر ۱۵

ترے نام سے دم فنا ہو گیا
مین ہو کہہ کے یارب ہوا ہو گیا

جسے عشق زلفِ دوتا ہو گیا
اسیرِ کمندِ بلا ہو گیا

ترا نہین کیا کیا نہ تنکے چنے
تنِ زرد جب کہربا ہو گیا

بنایا جو قسمت نے دانا مجھے
فلک فرق پر آسیا ہو گیا

تصور سے دیکھا رخِ صاف یار
نہ آئے اگر وہ تو کیا ہو گیا

ہوا آگ جب گرمِ شگون کا آب
بدن خاک اور دم ہوا ہو گیا

مرے جذبِ دل سے چلے آئے وہ
مرض دردِ دل کی دوا ہو گیا

جفا کر کے مشہورِ عالم ہوئے
برائی سے اونکا بھلا ہو گیا

یہ عطر اونکے ملنے سے آفت ہوئی
سے چلے جب تو فتنہ بپا ہو گیا

بھرا خون قاتل کے دامن مین جب
بہارِ ریاضِ ادا ہو گیا

تکدر کی یہانتک کی لوگون نے قدر
غبارِ دلی کیمیا ہو گیا

ہوا عیش شاہی کا باعث شباب
جوانی کا سایہ ہما ہو گیا

عبث کب ہے نالان جرس راہ مین
کوئی قافلہ سے جدا ہو گیا

بنا فرد الفت جو دل عشق مین
ہر اک داغ مہرِ وفا ہو گیا

غزل ۱۶	کہو تو جو ماہر کو مارا عبث بتو تمسے راضی خدا ہو گیا	شعر ۸

تقصیر محتسب نہ مغان کا قصور تھا
شیشہ تو خود شراب کے نشہ مین چور تھا

وابستہ جس سے تھا اوسی دلبر سے دور تھا
یارب مگر مین سایہ بال طیور تھا

ممکن نہ گر نظارہ حسن حضور تھا
پروانگی سے عرش پہ پھر کیا ضرور تھا

کیا خوش ہون جب مین بزم مین شمعون کا نور تھا
تپنا تھا پاس اونکا قدمون سے دور تھا

اس بعد پر تو سوز درون نے کیا سیاہ
اچھا ہوا کہ سایہ ہر تن سے دور تھا

معراج کی تو رات ہوا ور بے حجاب ہو
پہلے پہل کی بات تھی پردہ ضرور تھا

آتی تھی کیون نبی کو صدائے پس حجاب
کوئی ادھر نہ تھا تو ادھر تو ضرور تھا

غزل ۱۷	ماہر کھلا لحد مین کہ تھی زیست دور بین نزدیک دیکھتے تھے جسے ہم وہ دور تھا	شعر ۱۶

آید به بعد عمر گر از کوی یار ما — گیرد به بر نه تنگ هوا را غبار ما

ظاهر شود چه سوز دل بیقرار ما — آتش زند به دامن صرصر غبار ما

چون نیست هیچکس بجهان سوگوار ما — جامه دری کند به غم ما غبار ما

آخر فنا شده همه شان و وقار ما — بر خود چسان ز رنج نه پیچد غبار ما

چون باد تند بود دم احتضار ما — رفت از ثرا به اوج ثریا غبار ما

آمد به سر ز چرخ چه بر حال زار ما — دارد هوا بدست خطی از غبار ما

از پیچ و خم نه شانه کند چون غبار ما — افتاده است بر سر ما کار و بار ما

در جوشش بحر با کف دریا شود سحاب — اشکی چکد گر از مژه اشکبار ما

بینی بیک اشاره ز باد فنای دهر — صد بار رخت بست ز هستی غبار ما

گردند صرف ظلمت بحر و بر آن سواد — آمد ز یاد آنچه ز کنج مزار ما

حیف است لطمه های هوا را گمان برید — گردم زند دمی بغم ما غبار ما

از تشنگی مپرس که دریا فرو برد	چون ابر گر برآب برآید غبار ما
آهم خلاف طبع هوای جهان رود	گر ساعتی بخاک نشیند غبار ما
آن منتهی بپا شید و این منتهی بچشم	آن زلف تو و این شب تار مزار ما
تا آسمان فضائی جهان پرشود ز خاک	مشتی ز گرد غم چو فشاند غبار ما

غزل ۱۸

عاجز نباد و هر نه چون صدمه ها رسید
داند غبار را جگر زخمدار ما

شعر ۵۱

تن خود کب آفتون مین تن نزار لیگیا	سایہ بھی گر چڑھا تو سر دار لیگیا
یوسف کو کیا سمجھکے خریدار لیگیا	جو حسن تھا وہ صدمۂ بازار لیگیا
تربت مین بیدھی یہ تن زار لیگیا	کیا جان تھی کہ مرکے بھی کچھ بار لیگیا
سایہ بھی ساتھی قدِ یار لیگیا	سودا تھا کیا کہ گر کے خریدار لیگیا
یوسف کے حسن نے کیا گاہکونکا حال	جو جسکو ملگیا سر بازار لیگیا

تڑپا لحد مین بھی تو یہ حیران ہوئی اجل — دم مجکو دیکھے کیا ترا بیمار لیگیا

وہ اور ہین جو ڈالتے ہین بوجھ چار پر — مین قبر مین تڑپ کے تن زار لے گیا

رہرو زمین پہ رکھکے اوٹھا لیتے ہین قدم — کیا سوز دل حضور کا بیمار لیگیا

کی آئینہ پہ ڈر کے زلیخا نے بھی نظر — یوسف کو حسن جب سر بازار لیگیا

صدمے سے زخم تن بھی لہو ڈالنے لگے — تیری ہنسی اوڑا کے جو سوفار لیگیا

کیا کہتے درد دل ترے پیکان سے میرے زخم — جب منھ کی بات چھین کے سوفار لیگیا

میخانہ مین یہ راتکو زاہد کی گت بنی — شال کمر کوئی کوئی دستار لیگیا

جب پائمال ہونیکو بیٹھے ترے ضعیف — سایہ زمین سے سر دیوار لیگیا

دیوانگان عشق کا جبتک کہ ہو گذر — مین چن کے خار وادی پرخار لیگیا

بازار عشق مین مرا سودا بکا تو یون — نقصان مجھکو دیکھے خریدار لیگیا

منزل کو وہ ہے صفت سایہ راہ بھر — مین کھینچتا ہوا جسد زار

منقار میں اوٹھا کے نجانے کہ کس لئے
افتادہ پر بھی مرغ گرفتار لے گیا

پورے نہ دام مال کے جب دے سکا غریب
کچھ رنج مول لیکے خریدار لے گیا

صیاد مجھ غریب پہ بس ہو چکے ستم
سو بار لایا باغ سے سو بار لیگیا

منعم بھی کیوں نہ مرکے جنازہ میں ہو سوار
اگلی ہوائے سر تو ہوادار لیگیا

نقصان ہوا تجارتِ الفتمین ہر طرح
سودا ابکا تو رونقِ بازار لیگیا

منظور حالِ زار دکھانا تھا باغ کو
ٹوٹے بھی پر جو مرغِ گرفتار لیگیا

پہونچا اوسیکے زور سے تا منزلِ عدم
جو دم چرا کے موت سے بیمار لیگیا

دنیا ادھر کی جنسے ہوا کرتی تھی ادھر
وہ کروٹیں فقط ترا بیمار لیگیا

چاکِ لباسِ قبر بھی تھا لبکہ مجھپہ شاق
پیوند کے لیے جسدِ زار لیگیا

نالے اوسیکے گوشِ گلِ باغ تک گئے
جو دل دو نیم صورتِ منقار لیگیا

یوں نکلے سیرِ باغ کے ارمان ضعف مین
جب رنگِ رُخ اوڑا سوئی گلزار لیگیا

بجھکر چراغ قبر جلا اوٹھتا ہے راتکو — وہ سوز دل حضور کا بیمار لیگیا

تربت بلند ہو کے بھی کچھ خاک بچ رہی — حسرت زمین کی یہ زمیندار لیگیا

مین کیا وہ یاد آئینگے تا حشر خلق کو — آخر مین ہچکیان جو ترا زار لیگیا

کیون میرے شکر مین نہ زبان تیر کی ہو لال — زخمون کی تھی جو بات وہ سوفار لیگیا

سو بار تیرے عشق مین مرنے کا تھا جو جوش — جب دم دیا کسی نے یہ بیمار لیگیا

ہنستے نہ تیرے تیر پہ کیون زخم تن مرے — کھلوا کے منہ کو ضبط بھی سوفار لیگیا

وہ سوئے کفر جانے مین مجبور بھی تھوے — گردن مین ہاتھ ڈال کے زنار لیگیا

کنج قفس سے پیشکش باغ کے لیے — تیّسے صد کے مرغ گرفتار لیگیا

سر سے نکلکے پاؤن تک آئے بسان زلف — یون خار مین چھو کے مین ہر خار لیگیا

اب رو رہا ہون درد کو یہ سوچ سوچکر — وہ شے تھا یہ کہ جسکو خود آزار لیگیا

اتنی بھی قید تھی جو رہائی پہ ناگوار — سایہ بھی ساتھ مرغ گرفتار لیگیا

یوسف نے بس نگاہِ توجہ ادسی پہ کی
دل ہاتھ مین فقط جو خریدار لیگیا

پلکین گواہ ہین انہین دیوانونکے لیے
آنکھونسے چھلکے دشت کے مین خار لیگیا

لین لاکھ حقکی بندہ زر نے عبادتین
ماتھا مگر علامتِ دینار لیگیا

ڈھونڈھین تڑپ تڑپ کے مریضِ جہان ہزار
جو درد تھا وہ آپ کا بیمار لیگیا

اللہ ری حرص درد کی اللہ رے مزے
کس کس کے زخم مرہم زنگار لیگیا

دنیا کی دوڑ دھوپ سے منصور دیکھ لے
دم یون چڑھا کہ تن کو سر دار لیگیا

کاغذ بھرا اور اوتر گیا چہرہ ضعیف کا
تصویر کھینچکر جو طلبگار لیگیا

آئی صدا کراہنے کی قلبِ زار سے
جب منھ بغل مین آپ کا بیمار لیگیا

پاؤنکو جانے دیجیے خود سر سے پوچھیے
شانہ نکالکر مرے کے خار لیگیا

بکنے لگا جو موت کا سودا جہان مین
آنکھونکو بند کرکے خریدار لیگیا

دیکھی لحد پہ جسنی مری قلب کی چمک
ہر بار ہاتھ اوٹھا لیا ہر بار لیگیا

گوہرسی ترہ کی کون ہی محتاج دہر مین		جو آبرو سی شی سر بازار لیگیا

غزل ۱۹

ماہر کچہہ اوس سی پوچہہ لے چشم سیاہ کا حال
کاجل نگہہ سی ہاتہہ پہ جو پار لے گیا

شعر ۳۷

رونق تن سی شباب اپنا وفا کیا کرتا	تہم کے سایئے کے لیۓ مرغ ہوا کیا کرتا
دل نہ دکہتا تو غریبون سے وفا کیا کرتا	چوٹ پڑتی نہ جگر پر تو درا کیا کرتا
باوفائی مین جفاؤن کا گلہ کیا کرتا	اچہی دل کو مین حسینون سی ہبہ کیا کرتا
مین عزیزون سے بہلا ترک وفا کیا کرتا	خون مین خون ملا تہا تو جدا کیا کرتا
ہوشمین آکے خود اپنے کو فنا کیا کرتا	ہون حباب لب جو چشم کو وا کیا کرتا
تہی یہ صورت تو اثر کا مین گلہ کیا کرتا	ہاتہہ مطلب سے اوٹہاتا تو دعا کیا کرتا
نام مین وصف صفائی سی بہلا کیا کرتا	اور گے خون سی مین نشو ونما کیا کرتا
عکس آئینہ ہو نمین اونسی گلا کیا کرتا	لب ہلاتا بہی تو مطلب کو ادا کیا کرتا

چاند سی شکل کا ہی عکس مری سینہ مین
اور اب آئینہ دل کی جلا کیا کرتا

کروٹین لیسکی شب ہجر یہ مین کہتا ہون
دل جو ہوتا تو محبت کا مزا کیا کرتا

راہ چلتون پہ مٹا مین صفتِ نقشِ قدم
اب سلوک اور محبت کا مزا کیا کرتا

استخوان کھائی نہ اس وجہ سی مجھہ وحشی کے
جائی پرخار نکلتی تو ہما کیا کرتا

آپ بیٹھا ہوا زخمون پہ چھڑکتا ہون نمک
اور اب مجھسی محبت کا مزا کیا کرتا

اونگلیان بند کھلی جاتی ہین دیکھو تڑپن
دل کو مٹھی مین نہ دیتا تو بھلا کیا کرتا

دیدیا ہی اونھین مٹھی مین مسلنی کے لیئے
اور اب دل کے تڑپنے کی دوا کیا کرتا

راہ مین کون مری ساتھ اوٹھاتا زنجیر
ساتھ ہی اپنی مین سایہ کو جدا کیا کرتا

اسپہ تو آنکھونکو کھولے رہا ایک ایک حباب
سر مین بھرتی جو نہ دنیا کی ہوا کیا کرتا

دیکھتا آئینہ سان لیکی نکیون دل مین تجھے
نے تیری سیرِ طلسمات فنا کیا کرتا

سود ہین درد کی لذت نے دیئے اک دل کو
اور اب زخم کے کھانے کا مزا کیا کرتا

اچھی خاصونکی تو آواز ہے یہ نالے ہین
میری نالون کو جو سنتا تو ورا کیا کرتا

عکس آئینہ ہو گمین ہو تو اونہین کو ہو گلہ
اونسی مین شکوہ انداز و ادا کیا کرتا

سایہ مرغ ہو آنکہ کی تو تڑپا چھوڑا
اور اب دل کے تعلق کا مزا کیا کرتا

ڈھونڈھتی پھرتے تھے شب خانۂ اصلی اپنا
نہ اشارے سے بتاتا تو عصا کیا کرتا

سو جگہ لیتی ہوئی دم اجل آئی مجہتک
اتنی دوریمین ملاقات قضا کیا کرتا

روکی ہین بوجہہ ضعیفی کا نگاہین میری
لیکی مین ضعف کے عالم مین عصا کیا کرتا

لاکہہ کچہہ تہا یہ نہ مٹہی سی نکلنے پایا
شوخی کرتا بہی تو وہان رنگ حنا کیا کرتا

اونکی پرچھائین کی صورت سی نظر آتی ہی
جسم سی اپنی مین سایہ کو جدا کیا کرتا

مین تو خیر آئینہ کا عکس جو ہوتا گویا
آسپی آپکی باتون کا مزا کیا کرتا

دل نکلجانی پر آتا تو نکل ہی جاتا
مجمع غمزہ و انداز و ادا کیا کرتا

شمع کشتہ کی طرح ہمکی نہ جلبت کیونکر
جو فنا کر کے بلی مین وہ بقا کیا کرتا

کسی درماندہ بیکس کی صدا آتی تھی
کان پر ہاتھہ نہ رکھتا تو ڈرا کیا کرتا

جان اجل لیگئی اور ہاتھہ نہ پکڑا مین نی
اور اب دم کی نکلنی کا مزا کیا کرتا

چل بسی شام کا سب تاج ٹھہانیوالے
سر برہنہ جو نہوتا تو عصا کیا کرتا

پیچھے آنے پہ ضعیفون کے تو یہ نالی ہین
بیٹھہ جاتے کہین تھک کر تو ڈرا کیا کرتا

دل تو خیر آبھی گیا چھوٹی سی مٹھی مین وہان
اب کلیجے کے تڑپنے کی دوا کیا کرتا

دست و پا تک کو تو پھیلا ہی ہون دینی کی لئی
اور اب جان کی دینی کا مزا کیا کرتا

غزل ۲۰

ہاتھہ کس سے دکھین بند ہوا دئی ونکے ماہر
شوخیان اس سے ہوا رنگ حنا کیا کرتا

شعر ۵

نہین ہے آج سے ای سوز غم گلہ دل کا
کر آنکھہ کھولکی دیکھا ہی آبلہ دل کا

لکھو شباب سے روکی نہ ولولہ دل کا
نکلنی دی جو نکلتا ہی حوصلہ دل کا

لٹا ہی لاکھہ حسینون سے حوصلہ دل کا
کہان کہان نہ لٹا ایک قافلہ دل کا

سما سکا جو نہ خود اونمین ولولہ دل کا
سمٹ کی سینے سی نکلا ہی حوصلہ دل کا

شریک درد ہی کیونکر کرون گلہ دل کا
ہنسا جو مجھپہ تو رویا ہی آبلہ دل کا

بلا سبب نہین کچھہ تنگ حوصلہ دل کا
تپک رہا ہی کہین کوئی آبلہ دل کا

چلا ہی آج سوی چشم حوصلہ دل کا
کھڑی ہین راہزن آتا ہی قافلہ دل کا

خوشی یہی ہی تو اچھا سنو گلہ دل کا
کسیطرحسی بہی ہو تو فیصلہ دل کا

جلا رہا ہی جگر کو جو حوصلہ دل کا
لئی ہی آب کا چلو ہر آبلہ دل کا

ہی رخ کے آئنہ کا سبزہ حوصلہ دل کا
گرا ہی پیاس مین پانی پہ قافلہ دل کا

وہ دیکھلین تو نہ دل ہو نہ ولولہ دل کا
لڑی نگاہ تو ہو جائی فیصلہ دل کا

کبھی نہ دلکی تو کیونکر ہو نہ گلہ دل کا
کبھی تو منھہ سے بہی پھوٹے کچھہ آبلہ دل کا

یہ قول تجربہ کاران درد فرقت ہی
نہ آنکھہ ہو نہ نظر آئے آبلہ دل کا

کلیہ سی جو تپک کے بہی کھل نہین سکتا
وہ قفل دل مین لگائی ہے آبلہ دل کا

بلند دیکھی سینہ نہ اتنا کہ دک ہو — اسیطرح سر اوٹھاتا ہی حوصلہ دل کا

بخیر ہو سفر طفلی و جوانی و شیب — وسط کی چھوڑ دی منزل جو قافلہ دل کا

یہ وقت نزع رگ جانکی پہانس او بھری ہے — اٹک اٹک کی نکلتا ہی حوصلہ دل کا

جگر نے چین سا پایا ہی بند ہین آنکھین — ابھی جو پھوٹ بہا ہی کچھہ آبلہ دل کا

چھپائی بیٹھی ہین زلفون کو وہ ڈوپٹی سی — سرا کو ڈونڈھتا آتا ہی قافلہ دل کا

کبھی جو خار رگ جان سی چھیڑ دون اسکو — تمام عمر لہو روئی آبلہ دل کا

اجل کے وقت کا ہون منتظر جو فرقت مین — دکھا رہا ہی گھڑی مجکو آبلہ دل کا

نہ دیکھی جائیگی صورت بھی مجھسی ماتم کی — کلاہ سر سے اوتاری نہ آبلہ دل کا

مقام خوف جو ہین طفلی و جوانی و شیب — سہ منزلہ کیئی آتا ہے قافلہ دل کا

نہ نیچی پاؤن کے آجائے کچھہ سنبھل کے چلو — ملا ہی گیسوؤن سی جا سلسلہ دل کا

عجب نہین اسی اشاری سی چلی آئین — تپک تپک کی بلاتا ہی آبلہ دل کا

خبر نہین او نہین وہ ہان کُھل رہی ہین زلف کی بل — ہلا رہا ہون نہین یہان سی جو سلسلہ دل کا

ستائے مجکو یہ فرقتین وصلمین وہ اونھین — مجھی جگر کا ہی شکوہ نہین گلہ دل کا

بجھا دی آگ وہی سی مری کلیجے کی — بھری ہی آ کی چھپا گل جو آبلہ دل کا

نہ آئے دشت سی کیون سائین سائین کی آوانہ — نکلگیا تھا کبھی ہو کی قافلہ دل کا

خطا مجھی سی ہوئی جب جو کچھہ کہون مجرم — چلو سدھارو مبارک تمہین گلہ دل کا

جو تم کھلا ہوا منہہ دیکھتی ہو مرنے پر — نکلگیا ہی اسی سی جو حوصلہ دل کا

اچانک آکے گری ہین جھپٹ رہزنانِ ادا — تتر بتر ہوا جاتا ہی قافلہ دل کا

وہ اک ادا سی جو آ بیٹھے ہین مرے دل مین — دھری ہی پیار سی منہہ دلپہ آبلہ دل کا

اوسی سی آئی قیامت اوسی سی حشر ہوا — ہماری دل سی جو نکلا تھا حوصلہ دل کا

چہار سمت جو ہین رہزنانِ حسن تو ہون — دباکے راہ نکلجائے قافلہ دل کا

کھڑی ہین لوٹتی جو منہہ وہ دیکھتی رہجائین — جو دبے باکے نکلجائے قافلہ دل کا

بہت ہی خوب رہی گیسوؤنکی پہ دلہن
جورا تارات نکلجائی قافلہ دل کا

سرائی زلف کی ججری ہے بہر ہوئی ہین تمام
اوترر ہاہی برابر جو قافلہ دل کا

صدا یہ دیتی ہی بو ملگجے ڈوپٹے کی
لٹا ہی گرد کے پڑ مین قافلہ دل کا

چلا نہ زور کسی سی کبھی غریبون کا
دبائی راہ کو کیونکر نہ قافلہ دل کا

کھویا وہ کسی کہ اب ڈھونڈھنی سی کیا حاصل
نکلگیا کسی جانب کو قافلہ دل کا

یہ بعد مرگ کیا کسنی بند منہہ کو مرے
نکل رہا تھا ابھی دل سی حوصلہ دل کا

وہ ہاتھہ کان پہ کہتی ہین مین ہٹاتا ہون
کبھی وصال مین ہوتا ہی یون گلہ دل کا

وہ اپنی سینی کے کچھہ حسن کو جو روکے ہین
کھنچا ہوا ہی شکنجی مین حوصلہ دل کا

مسل کے پھینکدین وہ اپنی ہاتھہ سی جو کبھی
تمام قصی ہون ہوجائی فیصلہ دل کا

گواہ اسپہ حباب ہے وان دریا ہین
کہ دم مرا لیئی جاتا ہی آبلہ دل کا

یہ کمسنی یہ درم نزع یہ سے چلے آنا
ہٹو ہٹو کہ نکلتا ہی حوصلہ دل کا

یہ کس طریق سے لپٹی ہو رکھکے گل تکیہ	اوٹھاؤ گال کہ دبتا ہے آبلہ دل کا
ہماری نزع کی اولجھن سے تم نہ گھبراؤ	اسیطرح سی نکلتا ہی حوصلہ دل کا

غزل ۲۱	کلیجے دیکھنے والونکی پھٹتی ہین ماہر جو منہہ کو ڈہانپ کے روتا ہی آبلہ دل کا	شعر

شمع کیطرح بشر فکر مین بیدم ہوگا	اور بھی جسم گھلیگا سر اگر خم ہوگا
دل بھی اک زخم ہی خوش ہوگا تو بیدم ہوگا	جسقدر اسکو ہنساوگے لہو کم ہوگا
چرخ کسطرح کری خوش کہ جیا غم ہوگا	رنگ نکلیگا جو میرا تو لہو کم ہوگا
ہجر کی شبکی درازی سی نکچھہ غم ہوگا	رنگ اوڑنے سی مری صبح کا عالم ہوگا
صفت شیشہ می نظم مین عالم ہوگا	لعل و گلونگا سر فکر اگر خم ہوگا
بی سبب کے نہ یہ دھڑکن نہ عبث غم ہوگا	دل مین ارمان کے مرجانیکا ماتم ہوگا
دیکھینگی اولٹی ہوئی آنکھین بھی جھک جھک کے نہین	نشئہ فصل جوانی مین وہ عالم ہوگا

شعر ١٧	تیز رکھ اپنی زبان تیغ کی صورت ماہر تجھ مین دم ہوگا تو دشمن ترا بیدم ہوگا	غزل ۲۲

ہمنی تو جان نذر دی دل کو فدا کیا
اب تم تباؤ چاہنی والون سی کیا کیا

الفت مین سعی مرگ نہ کرسکے برا کیا
مرنیمین ہات پاؤن نہ ماری تو کیا کیا

نہ لاش سی اوٹھائی نہ دم کو فنا کیا
ای درد تو نی اوسکی کلیجی مین کیا کیا

خاکی بدن نی روحکو بس یون فنا کیا
جسطرح آب جام گلی مین گھٹا کیا

مضطر وہ تھا کہ ایک مری خوف دفن سی
برسون مین کا بھی کلیجہ ہلا کیا

افسوس زلزلہ کہا اوسکو جہان نی
پر دیمین خاک کی جو مرا دل ہلا کیا

رشتہ سی کہہ رہا ہی کافور شمع بزم
ٹھنڈا کلیجہ جسنی جلایا جلا کیا

سمجھاتا بیخودان محبت کو ہی عبث
خود آپ کہہ رہی ہین کہ یہ ہمنی کیا کیا

مین گر مطیع عشق ہوا تو عجب ہی کیا
خود دلو آب چاہ کا پانی بھرا کیا

دی مین نی جان آنکھونپہ تو کیا کیا قصور	اوسکو نہ کچھ کہا کہ جو سرمہ پسا کیا
آوارگان دشت محبت خضر شا نصیب	گر تہک گئی کبھی تو مقدر پھرا کیا
اتنا ہوا وہ آکے مری گہر جو پھر گئے	پتلی سا کوئی آنکھہ مین برجن پہرا کیا
کہتا ہون کہ وٹو نمین شب ہجر کی ہین	دنتک تر دل تہارا اتکو بہلو سی کیا کیا
افسوس شل عود ہی پہوٹی نہ بو کبھی	اسطرح چپکی چپکی کلیجہ جلا کیا
پڑ دیکین پڑے کی توڑ دیی میری استخوان	وعدہ تو کچھہ کیا تہا یہ صبا وکیا کیا
بگڑو جو دل سی تم تو خوشامد کیون کرون	وہ ہی منائی ہی تمہین جسنی خفا کیا

شعر ۶	ماہر یہ کس ادا سی وہ شانہ ہلا گئی یون دل ہلا کہ قبر مین لاشہ ہلا کیا	غزل ۲۳

شب فرقت جو تڑپا کیا ہوا اکہکشان میرا	شکنجہ مین کہنچا خود چرخ لیکر استحان میرا
تماشا ہی کہ وہان میری مقدر یہان میرا جوان	مٹا جاتا ہے گردون اوڑ نہین مٹتا نشان میرا

برنگِ بو ہین ہمراہی لقب ہی ناتوان میرا صدائی رنگ غنچہ پر پروان ہی کاروان میرا

یہ ادنی سا ہی حال خوفِ راہ جانستان میرا پریدہ رنگ پیچھی ہین تو آگے کاروان میرا

لقب ہے سخت جان کیونکر ہو کوئی رازدان میرا شرر ہے دسنگ از خود تو کھلی سوزِ نہان میرا

سبکروحو مدد آیا ہی وقتِ امتحان میرا اودھر ہی قافلہ بوکا ادھر ہے کاروان میرا

لقب ہی عندلیبِ زار اتنا ہی نشان میرا شکستِ رنگ کو کہتی ہین گل شورِ فغان میرا

سمجھ لے یہ تو ہو لوحِ قبر دشمن آسمان میرا زمین برباد ہوتی ہی تو مٹتا ہی نشان میرا

ہوا او برق ادھر دشمن او دھر دشمن آسمان میرا سہارا اب تنکی کا بہی رکھی آشیان میرا

حیرانِ چمن مین جب کوئی تہا قدردان میرا مثالِ حرز بازو پر نبدھا تہا آشیان میرا

سفر والونکی یارب خیر ہو ہی یہ گمان میرا اوڑینگی رنگ چہرون سے لٹیگا کاروان میرا

سفر مین سنکی بو کہتا ہی قلبِ ناتوان میرا ہوا ہی کج کوئی شی تہی جسنی لوٹا کاروان میرا

سمجھلو یہ تو کہنے جاتا ہے اہل کاروان میرا تمہین نے نام رکھا تہا ضعیف و ناتوان میرا

ترحمت رسی ہو جاتا مقدر گر جوان میرا
زمین مٹتی فلک مٹتا نہ مٹتا تو نشان میرا

نظر گلچین کی کیون پڑتی اوجڑتا کیون مکان میرا
چھپا لیتی جو برگ نخل ملکر آشیان میرا

وہین سب ہمزبان ہین ہو رہے کچھ بیان میرا
چمن مین جس طرف اوجڑا پڑا ہی آشیان میرا

مثال دانہ مین ہون آسیا سان ہے مکان میرا
نہ پوچھو اہل دل حال زمین و آسمان میرا

طلسم عشق ہی مانی کہ روئی ناتوان میرا
اوڑائی رنگ تو تصویر پر ہے بجا نشان میرا

وہ بلبل ہون اوجڑنیکی خبر پائی جو گلشن مین
چھپایا ہم صفیرون نے پر اپنی آشیان میرا

مثال ریگ ساعت میری قسمت بھی تماشا ہی
زمین پر گر رہا ہون گو فلک پر ہی مکان میرا

عنایات فلک کا گر کبھی اظہار مین چاہون
بچا نہیں گر آئی برق بر سون آشیان میرا

مرے دل مین کو رنگین اشک خون سی ہونی دوست دین
محبت مین لٹیگا میری ہاتھون کاروان میرا

ٹھہرتی آئینگی رستے چلنی کو وہ کیا جانین
کوئی کہدی کہ لاشہ بھی ہو تم تھم کر روان میرا

مثال ریگ ساعت اب چھٹیگی خاکساری کیا
زمین پر تھا قدم آسمان پر تھا مکان میرا

لحد سے خاطر نازک مکدر اونکی ہوتی ہے / کوئی اتنا نہین جو تجھ سے مٹا دیتا نشان میرا
کہا مین نے چلو جھگڑا گیا اب جلنے جلانیکا / عوض خس کے بنا جب بجلیون سے آشیان میرا
فلک پر کہکشان کچھ دیکھکر کہتا ہون فی قیمتن / زمین پر مین طپان تہا چرخ پر کیسا نشان میرا
ہوا پر باغ ہوگا بوئی گل تراٸیگی ایسی / اڑایا بلبلون نے گر کبھی رنگ بیان میرا
گذر جاتا نہ دم کے ساتھ کیونکر بحر ہستی سے / لگا تہا کشتی عمر رواں پر بادبان میرا
حباب آسا فلک کے دور مین مٹکر یہ کہتا ہون / کسیکا ذکر کیا ملتا نہین مجکو نشان میرا
ادب آموز شمع بزم ہو کیونکر نہ اب گلگیر / زبان مین ٹرہ چلا تہا مجہسی کوئی ہمزبان میرا
کوئی پوچھی خبر اس تفرقہ کی تمکو بھی کچھ ہے / کہان دل مر رہا ہے دم نکلتا ہے کہان میرا
حباب بحر ہون پوچھو نہ مجھسے حال قسمت کا / یہ گردش ہے کی میری ساتھ ہے پہرتا مکان میرا
ہوا یہ دیکھکر تنگی قفس مین مین کہتا ہون / کدہر ہے وہ باغ والوٹ رہا ہے آشیان میرا
ہدف ہون جب زمانیکا تو کیا خوش ہون خود و کان / کریگا تیر باران بھی مجھی کا م نشان میرا

مثالِ رنگ ساعت غم ندوں کسطرح لی گردوں
زمیں تھا نام جسکا اب وہی ہی آسماں میرا

بنا ای ناتوانی کر دیا تصویر ہی بالکل
اوڑہی ہی رنگ چہرے سے تو سمجھے نشاں میرا

جہاں سب گردشیں ہیں اے فلک یہ بھی وہ کہا مجکو
حباب بحر کیصورت گری مجھپر مکاں میرا

نشاں دیکھیں شگافِ کلک کا حسّاد حرفوں میں
کلیجے چاک کرتا ہی تعیں میں طرزِ بیاں میرا

قفس میں میں یہاں ہوں وہاں پھولوں بھری شاخیں گلستاں میں
عوض میری لگاتی ہیں گلی میں آشیاں میرا

نگیں کسطرح مجکو دوست و کیوں رکھی ہر نامی
کہ تجھ کے بھی دل میں نقش ہی نام و نشاں میرا

تو وہ دنیا میں کوئی شی نہیں ہی ناتوانی سے
پھرایا سر کو میری ٹلوؤں کی پہرتا ہی مکاں میرا

کہیں ایسا نہو مثلِ حبابِ بحر مٹ جاؤں
نہ چھیڑو ای حسینو دل بہت ہی ناتواں میرا

فلک نقشِ نگیں تیرے تمہیں حسن نہ ہوتے تو کچھ ہو گا
اوڑی طبقہ زمیں کا تو مٹی شاید نشاں میرا

ابھی کمسن ہو تمسے شکل وہ دیکھی نہ جائیگی
ملو سر کو کہ دم دیتا ہی قلبِ ناتواں میرا

محبت ابرؤوں کی خوب ہی سیدھا بنائیگی
نکل جائیگا بل سارا دمِ زورِ کماں میرا

نکلیونکر بند کردی ضعف میری جانگی آنکھونکو
ڈرینگی جانکر وہ زخمِ قلبِ خونچکان میرا

نجائی جیسی ضعف پر وسعت زمانہ کی
کلیجے کی تڑپ بھی کچھ کریگی امتحان میرا

زمین سی پیٹ اوٹھتی ہی تو کہتا ہون کہ سب کیون
اوٹھائیگا مری لاشہ کو خود دردِ نہان میرا

نقوشِ آب کیصورت برائی نام مٹنا ہی
مین دیکھون تو فلک کبتک مٹاتا ہی نشان میرا

اونہین سی پوچھیی صدمہ اسیرونکی جدائی کا
کلیجے سی لگائی بیٹھی ہین جو آشیان میرا

مٹی کا کیا کہ مثلِ خامہ حکاک ہی گردون
قدم کی نقش سی بہی کم ہی کیا نام و نشان میرا

علامت کچھ بنائی جب شبِ فرقت تو مین بولا
نجانی رہگیا کب مر کے قلبِ ناتوان میرا

شبِ فرقت کا جاگا تہا نہ دیکھا آئنہ اس سی
دکہاتی مجکو آنکھین زخمِ قلبِ خونچکان میرا

خیالِ ریگِ ساعت کیجئی نہ اولٹی سانس لین باز آ
زمین آخر اولٹکر بنگئی ہی آسمان میرا

تمہارا ناز پروردہ بھی مثلِ برگِ مردہ ہی
جگر کی اب خبر لو دل تو تہا ہی نیم جان میرا

مثالِ کلک جب خجلت ہو کسی کیونکر زبان کھولون
مرا ہی زخمِ دل بنجائیگا زخمِ زبان میرا

نکلکر دمِ شبِ فرقت نکیونکر تخلیہ کر دی
جگر سی کچھہ کہیگا حال قلبِ ناتوان میرا

تڑپنی مین نہ مین رہ کے کیون اوڑتی ہی فرقت مین
یہین کیا دفن ہونگا دم نکلتا ہی جہان میرا

غزل ۲۴

کہونکیا ایک ساعت جب نہ ماہر دور گردون ہین
جو کچھہ ہی خوب ہی حال زمین و آسمان میرا

شعرا ۵

طلسم تہا کہ شعاعون مین آفتاب آیا
ہزار ہات پہ اک ساغرِ شراب آیا

کہو مغان سی مبارک خمِ شراب آیا
زمین پہ پاک ہوئی اب کہ آفتاب آیا

نہ شرم ائی شبِ وصل اگر تو خواب آیا
غرض وہ نہین یوہین نیند آئی یا حجاب آیا

یہ اتحاد تہا قاصد تو کیون عتاب آیا
کہا تہا دل نی جو میری وہی جواب آیا

نزاکتون کی مقابل مین آب آب آیا
غشی جب آئی وہ نہین ہوش مین گلاب آیا

مقابل رخ روشن جب آفتاب آیا
چراغ روز بنا اسقدر حجاب آیا

سبب یہ تہا کہ جو مستو نمین انقلاب آیا
جدہر وہ انکھہ پہری ساغرِ شراب آیا

شراب پیکی جو بیٹھی تو ذکر خواب آیا — ہماری بخت سی نشہ مین بہی حجاب آیا

ہمین تو اپنا سمجھتی ہوی حجاب آیا — یہ روشناس کہا نکا تہا جو شباب آیا

چھپی وہ آئینہ مین جا کے بے حجاب آیا — نیا نیا جو وہان عالم شباب آیا

رگون سی سر مین مگر نشہ شراب آیا — طنابین کہنچ گئین گرد ونپہ آفتاب آیا

اجل کہا اوسی نا واقفان فرقت نی — جب ایک عمر گذرنے پہ مجکو خواب آیا

نہ مجھسی آپ بہی آکی امید رکھیئے گا — طلب بغیر تو موت آئی یا حجاب آیا

خدا نہ جوہر شمشیر سی نصیب کری — جگر کو چہان دیا وہ میسر آب آیا

مین ہی تو تہا سبب راحت عالم — مری ہی نیند کی وہ نیستی سی خواب آیا

ہماری آئنیسی تر ہو گئی پسینہ مین — جب آئی شرم تو تمکو نہ کچھ حجاب آیا

بغیر رزق تو تہا ہی نہ مانہ ای گردون — لگا یا قفل کہ پانی پہ ہر حباب آیا

زمانہ تیرہ و تاریک تہا جو زلفون سی — چراغ حسن لیی عالم شباب آیا

جب آئی شرم تو وہ تر ہوئی پسینے مین | پسینہ آیا تو پہر دوسرا حجاب آیا

وہ مست تہا مرے آنی سی جوش یہہ کہا یا | اوتر کے طاق سے خود شیشۂ شراب آیا

خدا کی شان کہ شرم آئی عکس آئینہ سے | وہ اپنی ہوی سے خود بہی حبابِ شباب آیا

نشانِ خطِ رخ ہی سنے لکہا کاغذ | نہ سمجہی کوئی کہ سادہ سا اک جواب آیا

بہر طریق ہوا عاشقون ہی کا مطلب | وہ سوئی چین سی مجکو اگر نہ خواب آیا

اسی سی اونکی ہی پردیکی حد سمجہہ لیں سب | حجابِ چشم مین آیا اگر حجاب آیا

مریضِ ہجر ہون شکوہ ہی گر تو اتنا ہی | عیادتونکو بہی میری کبہی نہ خواب آیا

دہمک نے پاؤنکی تربت مین یہ کہا مجہسے | خبر تجہی نہین یہان عالمِ شباب آیا

کسی سی بات کرین کیا وہ صورتِ تصویر | جو رخ پہ رنگ بہی آیا تو اک حجاب آیا

تمہاری طرح سی اسکو نہ دیکہتا کوئے | حجابِ چشم مین بیکار کو حجاب آیا

یہ کسکی نرگسِ جادو نے کردیا ذیقدر | جگہہ دی آنکہونمین لوگون نے تو حجاب آیا

یہی سمجھکے دکہاتی وہ چاندسی صورت — حجاب سی نہ کیا پردہ جب حجاب آیا

مثالِ ساحلِ دریا ہی بدنصیب ہنو — لبون کو کاٹ دیا وہ میسر آب آیا

پناہ حسن سہی ای عکس آئنہ اوسکے — ہٹا جو غیر یہ وہ عالم شباب آیا

کوئی تو ایسا ہی اوسکو کمال حاصل ہی — کہ نیچی آنکہہ ہوئی سبکی گر حجاب آیا

یہ اونکا روز کا ای قبر دوڑنا کیسا — سمجھہ چکا کہ وہان عالمِ شباب آیا

جہان مین تمسی زیادہ حسین شاید ہے — پسینہ آگیا تمکو بہی جب حجاب آیا

جری کی زخم سی بڑھتی ہی اوربہی ہمت — گرا ہی جو دل مین سنان آگ پر کباب آیا

شرار کرنیلگی عاشقو نپہ کچہہ چشمک — کمر کسے ہوے جب آگ پر کباب آیا

برنگِ سبزہ تو ضبطِ عطش ہوا ای شبنم — نہ تا بہ آب گیا مین مجہی تک آب آیا

وہ اور لوگ ہین غنچو نکی جو چٹک مین سوے — ہمین تو سبزہ صفت نیر پا بہی خواب آیا

تگرگ بار ہو گردون تو شکر لازم ہے — جہان کے واسطے بن بن کی دانہ آب آیا

وہی اب آنکھیں ہیں جو نیند کو ترستی ہیں
تہہ قدم کبھی مخمل کی طرح خواب آیا

کسی کے آنے کا احسان اب نہیں مجھپر
لحد پہ جو مری آیا پئے ثواب آیا

بھرا ہوا تھا نجانے یہ کب کا ای گردون
برس پڑا مری تربت پہ جب سحاب آیا

بھرے تھے کوٹ کے موتی وس آنکھ مین ایسے
کسی بہانے سے جب رو لیئے تو خواب آیا

عدم مین بھی یہی رونا ہے روز کا ماہر
کہ بھر بھر ائی ہوئی آنکھ سے حباب آیا

بس یہی کام اونھون نے سحر و شام کیا
بھر کے آنکھون مین تہ کلی قلب مین ابرام کیا

دل کے گھر مین اونھون نے اگر آرام کیا
بھر کے آنکھون مین تماشائی سر بام کیا

سب جسے آئی ہی جوانی یہی دیکھا ہمنے
جاگ کر رات کٹی صبحکو آرام کیا

اسکو کیا کہتے ہین یون جاگ کے کاٹین راتین
وصل کی شب جب ہوئی شام سی آرام کیا

عمر بھر ناز اوٹھاتا تو کوئی سے شے ہنوا
لاش دم بھر کو اوٹھائی تو بڑا کام کیا

غزل ۲۱	وله	شعر ۴

صلح منظور تھی تو حسن کو لڑنا ہی نتھا	عکس کو آئینہ کے بیچ مین پڑنا ہی نتھا
دیکھی مجھ سے نگہیں ملتی کہ لڑنا ہی نتھا	جسکو کہتی ہین بگڑنا و بگڑنا ہی نتھا
اونسی تقصیر نہین ہوئی صلح تو مین سمجھا	آنکھین لڑنا ہے جسے کہتی ہین وہ لڑنا ہی نتھا

غزل ۲۰	کیا ہوا لطف ہوا جو اشارے سے جھکا سرو کو سامنے وقت قد کے اکڑنا ہی نتھا	شعر ۱

جلال حسن اونہین نشہ شراب ہوا	جو منہ تھا چاند سا آخر کو آفتاب ہوا

غزل ۲۲	وله	شعر ۸۳

تم نہ تھی جبتک مزاج بزم بھی ناساز تھا	چنگ افتادہ جہان تھا اک پڑی آواز تھا
عکس آئینہ بھی ناواقف تھا گو دمساز تھا	خود سی بھی بیگانہ تھا جب دلمین میری ساز تھا
رقص مین رنگین صدا کو جب چمن سی ساز تھا	پنکھڑی کھلتی کلی کی شعبۂ آواز تھا

حاضری بھی اپنی روز و شبکو ناز تھا — کیا اشارہ اونکی آنکھونکا زمانہ ساز تھا

عکس آئینہ کو بھی تجھ دعوی ٔ انداز تھا — تھین ادائین تو کسیکی اور کسیکو ناز تھا

ضعف جب ساری مرا ہنگامِ بزم ساز تھا — چنگ کا نالہ شکست رنگ کی آواز تھا

سوزِ دل سی جسم مین اعراض کا انداز تھا — جب سپند آتش پہ تھا آواز ہی آواز تھا

کھلتی کلیونکو تو اچھا اک ہنسی سی ساز تھا — بو ہوا پر کیون نہی ملکیا او سنمین بھی رنگِ ناز تھا

نے تمہارے کیا مزاجِ ساز بھی ناساز تھا — چنگ کی نوبت یہ تھی اک بند سی آواز تھا

ضعف مین جب طائرِ تصویر سے کچھ ساز تھا — رنگ کا تھمنا بدن پر مانعِ پرواز تھا

کچھ وہی جانین کہ کسکا حسن بے ممتاز تھا — جام مین مے بھی تھی اور اون آنکھونمین خوابِ ناز تھا

مثل شہنا بی صدا ہو یہ یا تو نے ناز تھا — یا وہی مین اونکی منہ سی صاحب آواز تھا

ایک رونے پر تمہاری مجھکو یون روتے تھی لوگ — دوش صرصر پر جنازہ صور آواز تھا

بوی غنچہ بنگیا تھا کیا مین ہنگام گناہ — لاکھ پردونمین بھی تھا پنہان تو پردہ باز تھا

ہمتِ مردانگی غم کے شکنجوں میں خموش — جنتری میں تارِ رگ کھنچتا تھا نے آواز تھا

تیرگی تا شامِ فرقت میں یہ کم تھی وحشتی — دستِ نالہ میں چراغِ شعلہ آواز تھا

لاغری کی دم نکلنے سے پہلی کھوئیں نہ وہ — ہچکیاں مضرابِ نالہ تار کی آواز تھا

میرے نالوں کا تمھیں دھوکا تھا زلفوں کی قسم — سائیں سائیں رات کرتی تھی میں نے آواز تھا

مری شرمِ گنہ تھی سرنگوں رہتی تھی جو — سب سے منہ جسنے چھپایا تھا وہ میرا راز تھا

سوزِ دل سی تنگ وڑا تھا یہ مرا فرقت کی شب — منہ کا عالم تھا کہ اک مہتاب آتشباز تھا

سانس دی آخر فلک نے کہکشاں کے نام سے — اسقدر عالم مری نالوں سے پر آواز تھا

ناز اوٹھا لاش اوٹھانے کا سبب سارا یہ تھا — ناز اوٹھانی پہ ہمیں اپنی بہت کچھ ناز تھا

بڑھگئی خودبینوں سے اور بھی رُخ کی صفا — خود وہ کیا تھا آئنہ جسکا جلا پرداز تھا

کھیل کر آیا پپوٹوں سی گلِ رخسار پر — اسقدر کاجل اون آنکھوں کا نظر انداز تھا

ہو رہا تھا قتل کرنی کا مری جب مشورہ — منہ تھا ہر سوفار کا اور گوش تیر انداز تھا

ہجر مین سنتا کوئی کیونکر مری فریاد کو
دود دل ہنگام نالہ سرمۂ آواز تھا

قتل ناحق کا ہوا آخر کو بدلا کچھہ نکچھہ
خون رنگ تیغ تھا اور دست صیقل ساز تھا

پیش آتا راستی سے کسطرح گردون دون
جو حسین تھا مجھسے وہ مثل کلہ کجباز تھا

دیکے دل دستہ ٹھوکر اونسے کیون نہ پونچھون مین
جان کر انجان بننی کا عجب انداز تھا

دستکاری مین تجھی اظہار کی حاجت نہین
آئنہ شمشیر تھی خود حال صیقل ساز تھا

چھوٹتی کیونکر برنگ بو نہ آخر بات بہی
غنچۂ گل مین تہی نکہت میرے دلمین راز تھا

وہ تو وہ اے بیخودی مجہہ تک نہ آئی کچھہ صدا
ٹوٹنا دل کا مری طرح بے آواز تھا

اونگلیان کانونمین دیکر پڑ رہتا کسطرح
بولتی راتونکا سناٹا مرا دمساز تھا

تیر چل جاتی تہی اولٹی خونکی دہارونکی ساتھ
سخت جانونکا نشانہ خود بہی تیر انداز تھا

شوق کی نظرونے کام اپنا جو کرنا تہا کیا
بیخبر کیون اونسے اتنا وونکا خواب ناز تہا

اک اشارے مین قلم کے کہنچ گئے کیونکر حضور
آپکو اپنی کشش پر تو بہت کچھہ ناز تہا

ایک دنی تہا یہ زور ابر و باد و دود آہ
خود چراغ زیر دامن شعلۂ آواز تہا

دیکہہ تو حسرت مین کیسی ان لگی جاتی تہی پیٹھ
کون تربت پر مری نو خرام ناز تہا

وای میدردی شی آیا اوسپہ بہی کچہہ نہ رحم
تو سے کتنا گریزان دست تیر انداز تہا

خدمت ظالم لگادیتی ہی دہبا کچہہ نہ کچہہ
تیغ جب وجلی تہی میلاد صیقل ساز تہا

کیون نہو جاتا فنا طعن زبان سی ضعف مین
مجکو آوازہ شکست رنگ کا ناساز تہا

اتنی مدت تک تو سے رکہتی تہی مانند اونکی بات
کچہہ نشان تہی و سمجہہ دلمین جہان پر راز تہا

سایۂ طائر کی صورت حسرت نالہ رہی
کہل کے رہجاتا نہ کیونکر منہہ بہی اواز تہا

رہگیا تہا کیا یوہین خالی پہڑک کر قید مین
تیلیونکی جا قفس مین ہر پر پرواز تہا

آئنہ لیکر مین اونکی ہاتہہ سے نادم ہوئی ن
ایسی ہی کوئی ادا تہی جسپہ اونکو ناز تہا

میرے آگے تیلیان توڑین نہ قید قفس
زور بازو پر کبہی مجہکو بہی اپنی ناز تہا

کیونکر اب میر نشانی مین خطا کرتے خدنگ
گوشۂ آلی کمان مین دست تیر انداز تہا

کس سے پوچھون ہر تہا دونونمین کسکا تلخ تر
منہ مین افعی کے تہا چھالا امیر دلمین ساز تہا

دل پہ جو گذری وہ رنگ رُخ نی منہ پر کہدیا
وہ چھپاتا کسطرح سی درد جسکا راز تہا

دیکھتی ہی خود جوانی اولٹی آنکھون سی اوسی
فرق پر اونکی کلاہ کج کا وہ انداز تہا

یاد ابرُو مین نہ ٹھہری مثل نالہ دوست بہی
آنچ ہی تلوار کی یا شعلۂ آواز تہا

ذکر کیا اور اونکا خود اپنی ادا پر گر پڑی
جہلکی اوکھلا کر پلٹ جانیکا وہ انداز تہا

میری مر جانیکا دہوکا کیون ہوتا ہجر کو
شب بہی سناٹی مین تہی اسطرح بی آواز تہا

بوجہہ اونکا خود اونہین کے سر پڑا انجام کار
وہ اوٹھا سکتے تھے لاشہ اوٹھا سکے ناز تہا

طائر تصویر ہون کیونکر چھپاتا درد قید
رنگ کا اوڑنا دلیل حسرت پرواز تہا

بعد بربادی کہُلا مجھپر کہ انسان تو نہ تھا
بوئی گُل یا گرد رہ یا دود یا آواز تہا

آتی دیکھا تیر اور اپنی نہ جا سے ہل سکا
یون نظر گاڑی ہو جسپر قدر انداز تہا

مثل نقش پا ہوا آخر وہین پیوند خاک
لوگ اوٹھا سکتے کسطرح کیا مین تیرا ناز تہا

پہلی اوتا وک فگن تیری نظر ہی تہی ہدف
کچھہ خبر اپنی ہی تہی مجھپر جو تیر انداز تہا

زور بازو نے کیا تہا بو غنچہ جب مجھی
سو قفس تہی پر نہ اک ہی بانغ پرواز تہا

پیچھے ہٹنے پر ظالم کے گمان نیک کر
جو کشیدہ تہا وہی تو ہات تیر انداز تہا

ہات اپنی اینٹھی جاتی ہین یہ ہین سے نزع مین
ہمکو اعضا کی رفاقت پہ کیسا ناز تہا

جاؤ بیجا کچھہ نہ تھا سطح لپٹی ردا
تہا جوانی کا جو سونا قہر کا انداز تہا

بند ہوتے میکدہ کی راہ کیونکر واعظو
جب نظر کی در نشان بات تیرے باز تہا

اٹھ جاتین کسکی سازش سے گئی منت کی چیز
اک بناوٹ کی غشی تہی لیک خوابناز تہا

آفرین دل کو کہو سکی ہی تہی کوئی بساط
ایک عالم نے اوٹہایا جسکو وہ ناز تہا

سخت جانی ہو گئی تیری عیش رسوائی خلق
دم ہیلا کیونکر نکلتا روح پرور ناز تہا

حسن کی نیرنگیان دیکھین مگر سمجھی نہ یہ
شعبدہ تہا سحر تہا جادو تہا یا اعجاز تہا

حال شرتہ کا سر سیج سے آئی خبر کہلا
کیون نہ آتا اک زبان پر دلو نمین راز تہا

مورد انظار مردم ہوگئے ڈر انجام سی | بعد ناوک تہا ہدف پہلی نظر انداز تہا

چشم زخم جوہر شمشیر سی آخر ہوا | کتنا ہلکا خون کا تیرا شہید ناز تہا

اونکی چھیڑین کچہہ چلی جاتی تہین سوتے مین بہی | چشم کی گردش سہی گہوارہ مین خواب ناز تہا

اور تہین باتین جہان اک تہمت نالہ بہی تہی | بولتی تہی رات فرقت کی مینے آواز تہا

کاندہا دیکر ضد مری کہلی تو سب کہنے لگے | پاؤن پہیلاتا نکیون آخر شہید ناز تہا

اٹہا او اللہ سبکی پر یہ سنگینی مری | ایک عالم سی اوٹہا جو وہ میرا ناز تہا

کاندہا دینی کو تو چہپے ہو رہے تہی راہ مین | لاش اوٹہائے جسکو جاتی تہی وہ کسکا ناز تہا

گم ہوئے تہے ہوش جب غیرون مین تو کوئی نہتھا | ایک مین تہا دوسرا دل تیسرا خود راز تہا

ہی ہی گوشے وہان خلق سی اب دربدر | ناز پروردہ دل عشاق کا جو راز تہا

بہولنی والونکو رحمت کی ملی آخر سزا | آسمان ہر قطرہ باران سی تیر انداز تہا

زخم اپنی دل کی ہی تو دیکہہ او ناوک فگن | مین بہی اپنی پاس کی نظرون سے تیر انداز تہا

پہرادا ٹھی آفتِ جان اپنی نئی وقت مین
دونکو آنکھونکی اشارہی شبکو خوابِ ناز تہا

ہم باز آنکھو نکار کہنا بھی مبارک اے ادا
دیکھتی تہی خود جیسے کیسا وہ خواب ناز تہا

غزل ۲۹

اے معاذ اللہ ماہر تہا وہ عاصی دہر مین
رحمتِ باری کو جسکی مغفرت پر ناز تہا

شعر ۴۳

جب مے تہی تو کچھ حسن بہی تہا جلوہ گری کا
شیشہ تو اپا و تراسوا جامہ پری کا

کیون سبکو گمان ہے مری اشکونکی تری کا
پانی ہی چرایا ہوا زخمِ جگری کا

یہ بھی ہے نشان چرخ کی بیدادگری کا
داغونمین جو ہے رنگ گل نیلوفری کا

کیون غم نہ سلادے مجھے پیرانہ سری کا
جو آہ ہے جھونکا ہے نسیمِ سحری کا

قائل ہو نہین کیا برق تری جلوہ گری کا
کچھ یاد ہے ہنسنا تجھے زخمِ جگری کا

غل صبحِ قیامت کی تہی کیون جلوہ گری کا
کافور اوڑا ہے مرے زخمِ جگری کا

خود اونکو بھی دہوکا ہوا اشکونکی تری کا
کچھ دل جو پسیجا مرے دردِ جگری کا

نشہ مین اثر بھی نہین سوزِ جگری کا — سنتی تھی مزاج آگ بگولا ہی پری کا
خود رنگ ہی شاہد فلکِ نیلوفری کا — زنگار اوڑا ہی مری زخمِ جگری کا
بادہ جو پیا اونکی پسینی کی تری کا — ٹھرا نہ کبھی پاؤن نسیمِ سحری کا
بوٹا سی کسی قد کا ہے کب اشک مین جلوہ — نگ دستِ مژہ مین ہی عقیقِ شجری کا
ترٹی تھی تو کسوقت سے سرخ کے شیشے — انگور بندھا جب سے مرے زخمِ جگری کا
اے برق کبھی مین بھی تو رو دون صفتِ ابر — مجکو بھی تو کچھ شغل ہی سوزِ جگری کا
پھولونکی رگون نے بھی دیا خون چمن مین — نشتر جو پڑا موجِ نسیمِ سحری کا
کشتی کیطرح ڈوب گئے چرخ پہ تارے — دریا یہ چڑھا صبح کو شبنم کی تری کا
پھولونکی ہی سرِ شاخ کی زانو پہ جھکی ہین — کچھ غل جو سنا ہے مرے نے بالِ پری کا
اے وحشتِ دل مر گئے کیونکر ہون ہوا پر — ہون خاک پہ عالم ہی وہی جامہ دری کا
اولٹین ہین صفین ہوش نہین ایک مین باقی — می کا تھا یہ جلوہ کہ جھمکڑا تھا پری کا

پھولونکا یہ ہی رنگ کہ خود منھ کو دیئے ہیں
پیارا یہ طمانچہ ہے نسیم سحری کا

کیون خون دل اب ہوے نہ ناب نظر مین
ہر آبلہ انگور ہے زخم جگری کا

لالی وہی آخر کو ہوئی حسن رخ گل
کیا قہر طمانچہ تھا نسیم سحری کا

کچھ یہ نہ کھلا میکدہ دہر مین ہمکو
تھا قلب کہ شیشہ مئی خون جگری کا

صحرائے قیامت جسے کہتا ہے زمانہ
اک وہ بھی ہے دامن مرے زخم جگری کا

جانیسے شب وصل کے کیا دل ہی بجھا ہے
تارونپہ بھی عالم ہے چراغ سحری کا

گر آبلہ کوئی ہی کبھی پھوٹ بہا ہے
دل بیٹھ گیا ہے مری پیرانہ سری کا

ہر چیز نکیون حشر مین ہو آگ کے مول اب
بازار ہے وہ بھی مری سوز جگری کا

غل سیر کا ہے گھر سے نکل آئی ہین معشوق
جاتا ہے جنازہ مرا یا تخت پری کا

یون لخت جگر رونمین کا ہیکو ہون ضایع
دل کوئی جو رکھ لے مری پیرانہ سری

پھرتے ہو تو پتلی پہ قدم مثل مژہ ہون
ارمان ہے آنکھو کو بھی درد جگری کا

ہلتا ہے یہ سر ہی تو پھری جاتی ہیں آنکھیں
ڈھلتا ہے یہ منکا مری پیرانہ سری کا

سبزہ کو جگہ سینہ پہ کیونکر نہ زمین دے
ادھڑا ہوا پھاہا ہے یہ زخم جگری کا

پتی کوئی ہلتی ہی تو جنبان ہے کوئی شاخ
کچھ طرفہ اثر ہے مری بے بال و پری کا

آ بیٹھتے ہیں دل میں مرے ناز سے جب وہ
آنکھوں میں مزا آتا ہی درد جگری کا

ساقی سے کہو شیشوں سے ہشیار ہوا پی
انگور پھٹے گا مرے زخم جگری کا

کیون سر کی سفیدی کی گرہ ہو نہ پٹ ترڑا کے
دن ڈھل نہیں چکتا مری پیرانہ سری کا

سنتا تو نہیں کہتی ہیں شب ہجر کے عاشق
جاتا ہی ہوا اونہیں کہیں تخت پری کا

سر کی ہی ردا جنکی کوئی اونسی یہ کہدے
سونا ہی جوانی کا اور اسن پنجبری کا

برگ گل تر ٹوٹ کے گرتے ہیں زمین پر
اللہ اثر یہ مرے نالے بال و پری کا

دل گل کیطرح چاک ہو سبزہ کا چڑے ہر
کاٹا نہ کبھی موج نسیم سحری کا

ملجائیگی یہ صبح بھی محشر کی سحر سے
دن طول کریگا مری پیرانہ سری کا

کیون سینک تدین آبلی ہر بار تپک کے
کافور کی بُو کو تو ہوا آکے سنبھالی

حُرہ نہ کوئی تامرنی درد جگر ہی کا
ہات ایک ٹک پکڑے مری پیرانہ سری کا

غزل ۳۰

یہ رنگ شکستہ سی صدا آتی ہی ماہر
ٹوٹا ہوا دل ہی مری پیرانہ سری کا

شعر ۸۱

ردیف باء

بی کرن کیا میر یجان حسن چراغِ آفتاب
کولین بھوٹین تو دیکھو سیر باغِ آفتاب

ای فلک مستو ہنسے کر حفظ چراغِ آفتاب
بال ہی انکی نظر سہرا ایاغِ آفتاب

کیون شفق کو ن ہو نہ رنگ حسن ایاغِ آفتاب
ہین شعاعین موجِ صہبائی ایاغِ آفتاب

ای نہی صانع رہی صنع چراغِ آفتاب
دست کاری سی کرن کی گل ہی باغِ آفتاب

کسکی نظرین تہین خلط نور چراغِ آفتاب
بال پڑ نیسی رسا آخر ایاغِ آفتاب

صبح وصلت ہی تمھو دیکھو ایاغِ آفتاب
پھول کو پھوٹی کرن کی ہی باغِ آفتاب

یہ سمجھ ٹکری کرن سے جیب صبح داغ آفتاب
خانہ زادون ہی نے لوٹا خانہ باغ آفتاب

مست کیون ہون اب جو پائی سراغ آفتاب
دہوپ پھیلی ہے کہ چھلکا ہے ایاغ آفتاب

اب کسی سے کیا ملے گردون میں ایاغ آفتاب
ہین شعاعین اونکی مژگان چشم ایاغ آفتاب

میکشو پی غل ہو کیا شکل ایاغ آفتاب
جام جیب صبح گا کہ خالی ہو دماغ آفتاب

کیون نہ شب جا کر ہو ہنگام چراغ آفتاب
دور چشم مست ہے دورِ ایاغ آفتاب

چشم میگون مین ہے وہان عکس چراغ آفتاب
اب کسی سے کیا ملائے آنکھ ایاغ آفتاب

کیون شفق گون ہو نہ دریا صبحدم ملتے آسمان
نیچی نظرین بھی تو دیکھین سیر باغ آفتاب

یہ سمجھکر ہو شعلۂ صبح پر نازان فلک
ہین فتیلے لاکھ اور اک ہے چراغ آفتاب

دل ہے آئینہ تو ہو یون ہین شریک حال غیر
جسطرح ہے سینۂ دریا مین داغ آفتاب

شوق کی نظرون نے مستونکی بچا اسکو فلک
آنکھون آنکھون مین نہ بیجائین ایاغ آفتاب

یاد آیا جب شفق کی سیر مین دریا او نہین
بنگیے خط شعاعی نہر باغ آفتاب

خسرو اقلیم می ہون ہے یہ ادنی سا وقار | سر پہ رہتا ہے مرے تاجِ ایاغِ آفتاب

ساقیا بی نشہ ہے تاریک نظرون مین جہان | کاسۂ سر مین جلا دے اب چراغِ آفتاب

میکشون تک صبح سے آئے تو ہین تارِ شعاع | سلسلہ پاکر نہ پہنچا ہین ایاغِ آفتاب

کیون نہ چھپ جائے نگاہِ خلق سے اے میکشو | شب کو میخانہ مین جلتا ہی چراغِ آفتاب

تیرہ شب ہے فی حقیقت مین بہ گردِ ایام دہر | آسمان پر دن کو جلتا کیون چراغِ آفتاب

منھ اودہر کی نگہہ پر کیون نہو سیرِ شفق | کچھ کرن ہی لوٹتی ہی حسن باغِ آفتاب

گو وہ کہے پالون سے رکھا ہے مینا مین امیدِ شکست | ہی خطوطِ نور سے پر مو ایاغِ آفتاب

کیون فلک اس پر ہی ہی باندھے سیر عالم مین نہین | شب کو چھپ جائے جلے دن کو چراغِ آفتاب

اکس نگہہ سی شرم وہ صبحِ شفق گون تک گئی | بن گیا اک گل سے شکر حسن باغِ آفتاب

اک کہین پایا جہان بھر مین حسین اس عمر مین | جب ہوا جویا فلک لیکر چراغِ آفتاب

کیون بخار دل نکالی آتشِ فرقت نہ چرخ | کہو گیا ہے صورت دینار داغِ آفتاب

ہما جہان غم یوہین دیتی ہین غیرونکو بھی غم
جسطرح آئینہ مین ہو عکس داغ آفتاب

انکی خیل چرخ لینی آئی ہی فرقت کی تمام
دفن کی دہی صورت دینار داغ آفتاب

ہی غرض انکی شرار آتشین سی ساقیا
وہ چڑھی نشہ کہ جو سینکی داغ آفتاب

فیض پاکر سرکشی استاد سے اپنے نہ کر
نوربخش مہ ہی گل ہو کر چراغ آفتاب

میری داغ آتشین سی گر نہو تا خوفناک
تھرتھراتا اسقدر پھر کیون چراغ آفتاب

عزم رسوائی سی میری آسمان رسوا ہوا
اک لگا دھبا شفق کا ایک داغ آفتاب

صفائی دل تو غیرونسے بھی حاصل ہو فروغ
ہی چراغ مسکن دریا چراغ آفتاب

آجتک سرعت چلی آتی ہی نبض برق مین
ابر نے اکدن چھپایا تھا جو داغ آفتاب

عکس رہ ہوتا نہ گر عالم تو ای گردون دون
کوئی تو کہتا کہ ہنستا ہی چراغ آفتاب

طبع نورانی مین جو یا عیب ظلمت کا نہو
تیرگی کیسی تھہ پائی چراغ آفتاب

اتنی جلدی مست آئی میکدہ مین صبحدم
تھا ابھی ستہ ہی مین عکس ایاغ آفتاب

نازکی اونکی جو ہوتی تجھمین اے تارِ شعاع
چوٹ پڑتا ہاتھ سی سو بار ایاغِ آفتاب

حسن اونکا گر لگا دیتا نہ دھبا اے فلک
جا کے شبنم باغ سی ہوتی نہ داغِ آفتاب

گر بہارِ دہر کی کچھ اصل ہوتی اے فلک
گلفشان ہوتا کسیدن تو چراغِ آفتاب

جب زرِ انجم بخیلِ چرخ کو اتنے ملین
شبکو خوردہ کیون نہو دینار داغِ آفتاب

شامِ فرقت کا اثر یہ ہی فلک کیسا غروب
تیرگی ہی نہین دیتی سراغِ آفتاب

ہو نہین رندِ آسمان پوچھو نہ گرمی مزاج
میری ہونٹونکا ہی تبخالہ ایاغِ آفتاب

نام جسکا وہ کری روشن بجھا ئی اسکو کون
روز دریا مین بھی جلتا ہی چراغِ آفتاب

میری عالی ہمتی سی ہی فلک کیا ہے بعید
نشہ گر چڑھکر کری سیرِ دماغِ آفتاب

کی نہ شرکت سوزِ دل مین ایک نے غیر از شعاع
رشتہ دارون ہی کو تھا کچھ سوزِ داغِ آفتاب

دل جلونکی کب نظر پڑتی ہی حسنِ باغ پر
دل مین لالہ کے کھپا ہی رنگ داغِ آفتاب

جسنے چن دھبا لگا دکھیا نہ پھر چھٹتی ہوئی
آسمان بھی ہو یا کری دریا مین داغِ آفتاب

ساقیون کا اب گلہ کس سی کرون وای شام ہجر
گر گیا جب چشم پوشی خود ایاغ آفتاب

سوز دل مین کیون نہ گذرین زندگی کی دن مری
کھولکر آنکھین جو دیکھا تھا تو داغ آفتاب

مست کیون جامہ سی باہر ہون نہ اپنی تار شعاع
موج می غوطی ہی بہروان ایاغ آفتاب

شب کو زیر خاک جاتا تھا تو کہتا تھا فلک
اک اندھیری قبر مین جلتا چراغ آفتاب

آنکھ اوٹھا کر بھی نہ دیکھا اک حسین فی الفلک
کیا بنا تھا خاک سی میری ایاغ آفتاب

حیف ہی انسان ہو کر عیب لوگون کی کھول
اوڑھ کے دامن مین چھپایا خاک داغ آفتاب

ہو رہی مین سا بہی تہی قسمت اے بادہ کشو
گر ملا بہی منھ سی تو خالی ایاغ آفتاب

کیون جلون گرمی سی می کی مین مثل ذرہ جشر
مین نہون ہو لبہی لب الفت سی ایاغ آفتاب

ہی شعاعین یا نگاہون مین پچاتی ہی صبح
دست نازک پر یہ کی ہی ایاغ آفتاب

یہ سمجھکر بزم مین ساغر کو آنے دیجیے
بوسہ لینے لب کا آیا ہی ایاغ آفتاب

گو ضعیفی سی ہون ڈہلتا دن مگر اے آسمان
دل کبھی میرا تو بجھہ جاے چراغ آفتاب

دفن زیرِ خاک ہوئی ہی کہلی گیسوی شب
لے کے ہاتھونکا یہ کشتہ تہا چراغِ آفتاب

بیٹھی ہین زیرِ فلک پہلی سی مستی اس شوق مین
صبح ہو لے کھپو شفق چھلکی ایاغِ آفتاب

آخرِ مستونکی دم بھر نیکلو ای تارِ شعاع
کچہہ تو کھینچ آئی ہی صہبای ایاغِ آفتاب

کیا کہون اوجِ کدورت کو مین ای بادہ کشو
گردِ غم بیٹھی تو ہو دُردِ ایاغِ آفتاب

روز و شب کی گردشونکو کیون نہ دو آنکھون مین جا
دور چشمِ مست سے دورِ ایاغِ آفتاب

دیدی اپنی دستِ نازک سی کبھی ای شعاع
گر نہین ہاتھون سے تھم سکتا ایاغِ آفتاب

ای فلک دفن شبِ فرقت کا دیکھا کچہہ اثر
زنگ آلودہ ہوا دنیار داغِ آفتاب

دیدنی پھر روز و شب ہوتی عزادتی سرآ
ساتھ آنکھونکی اگر پھرتا ایاغِ آفتاب

میکشی کیسی فلک وسن چشمِ میگونکی قسم
آنکھ بھر کر بھی جو دیکھا ہو ایاغِ آفتاب

دردِ انجم تک نچھوڑا جذب سی ہنگام صبح
خاکِ میکش سی بنا تہا کیا ایاغِ آفتاب

چار آنکھین کیجی ہین میکش تو ہی لطفِ سحر
چار گوشہ ہین جہانکی چار باغِ آفتاب

کچھہ صدائی رعد کا مطلب بہی سمجھو میکشو
کان بہرتا ہی فلک وقت ایاغِ آفتاب

کیون صدائی رعد سی گر پڑی مستون کی چوٹ
گیا بجا کر برق نی دکہیا ایاغِ آفتاب

کیون شعاعونکو نہ راہِ دل کہون ای میکشو
یہان ہلین پلکین وہان چہلکا ایاغِ آفتاب

دیکھہ انگشتِ شعاع ای چرخ اشاری کو سمجہہ
ہون مین ہی مستون مین ذبیحِ ایاغِ آفتاب

ای شفق مجکو تری ہی خونِ ناحق کی قسم
دل بجہا ہون مین نہ پیونگا چراغِ آفتاب

دیکھ ساغر کان اس سُنّی کی بہی مشتاق ہین
آنکہین ہی پہٹین اگر دیکھی ایاغِ آفتاب

کہدی دیم توڑتی مستون سے ای تارِ شعاع
بال کے بہر فرق پر اب ہی ایاغِ آفتاب

دہوپ مستونکی طرح گہٹ بڑہ تین کیون ساقیو
آسمان پر کیا لچکتا ہی ایاغِ آفتاب

غزل ۴۲	جا پڑین جا بہر عجب کیا مست بہی مثلِ شعاع ہاتہہ بہر کی فاصلہ پر ہی ایاغِ آفتاب	شعر ۹

ردیف بائی فارسی

جب بلند اپنا ہوا نام و نشان آپسے آپ
ہنگیا مثل حبابون کے مکان آپسے آپ

کیون نہ ہو سکو ترٹپنے کا گمان آپسے آپ
مٹ گیا اسے مری تربت کا نشان آپسے آپ

برہمی کی نہ کوئی بات نہ باعث نہ سبب
بگڑی جاتی ہو کچھ ای جان جہان آپسے آپ

غزل ٣١

نام لین پاس کا کیا زخمی تیغ الفت
منھ سے فوارہ نکلی ہے زبان آپسے آپ

شعر ١٥

ردیف تای فوقانی

کون ٹہرہ سکتا قیامت تہا قد دلجوی دوست
ایڑیون تک آکے آخر رہگئے گیسوی دوست

اسرا دلسے قتل ہوتا ہون تہہ زانوی دوست
لپیٹے جلتے ہین بلائین منھکی خود گیسوی دوست

ہی یہ حسرت قتل ہون تو یون تہ زانوی دوست
لوٹتی جاتی ہون منھ پر پیچ ہین گیسوی دوست

یون جہکائے ذبح مین ای سخت جانی روی دوست
حلق پر خنجر ہو اور خنجر پہ ہون ابروی دوست

اف رے جذب دل او ترا ای شیشہ روی دوست
میری نظرون سے جو آئینہ نے دیکہا سوی دوست

اُف رے جذبِ دل مری خو بنگئی ہی خوی دوست
ڈھونڈھتا پھرتا ہون اوسکو مین مجکو بوی دوست

کیا خبر گل کی کہ ہوا انجام سرچڑھنی کا کیا
آگئے ہین ایڑیون تک آج ہی گیسوی دوست

مردم آبی پھنسے خود گردشِ گرداب مین
بازوونکی مچھلیان جب پھر کے آئین سوی دوست

انتہا ہے بچگئی ای سخت جانی رحم کر
پڑگئی خنجر مین ہی بل صورت ابروی دوست

سختِ جانی بھی مزا دیگی ہماری قتل مین
حسن بڑھ جائیگا جب بھرجائینگے بازوی دوست

دستِ قاتل کو تکان دیکی کہتا ہون آپ خود
ایک گلا اب اور ہے اے قوتِ بازوی دوست

ایک ہی گردش مین گذری حلق سے خنجر کی دھار
چوم لیتا مین مجا ہے کوئی بازوی دوست

تام سے خط کی نظر آنیلگی رُخ پر نگاہ
اسقدر آنکھین جما کر مین نے دیکھا سوی دوست

مجھپہ تو تیار ہی تھی قتل کرنیکے لیے
حسن یہ ہی بھرگئے خود دوست سے بازوی دوست

غزل ۳۴

حسن اور تابِ کششِ ماہ خلاف عقل ہے
شانہ کے کھچنے سے کتنا چڑھ گئے بازوی دوست

شعر ۲۵

ردیف حاء

تن کو ضرر نہ اشکو نسی پہونچا کسی طرح
گھر سیل سی بھی گرا نہ ہمارا کسی طرح

حل رُوح کا ہوا نہ معمّا کسی طرح
آفت کا تہا طلسم نہ ٹوٹا کسی طرح

دل علم سی بھرا نہ ہمارا کسی طرح
دریا سی بھی یہ جام نہ چھلکا کسی طرح

پہونچا بتون سی دل کو نہ صدما کسی طرح
شیشہ یہ سنگ سے بھی نہ ٹوٹا کسی طرح

گر دل گرفتگی مری پاتا کسی طرح
کھلتا بہار مین بھی نہ غنچا کسی طرح

سن بارِ معصیت پہ نہ ٹھرا کسی طرح
لنگر سی بھی رکا نہ سفینا کسی طرح

پیجاؤن آنسوؤنکو یہ امرِ محال ہی
اولٹا کبھی بہیگا نہ دریا کسی طرح

ظاہر ہوا نہ داغِ نہان قیس و شیب بھی
دن کو بھی آفتاب نہ نکلا کسی طرح

مثل عصا تہا کیا مین گئی نگاہ دہر مین
بی دستگیر پاؤن نہ اوٹھا کسی طرح

تا چشم لیلی دل سی بآب اشکِ غم
اوترا کبھی نہ چڑھکے دریا کسی طرح

چاک اسطرح کرین گے پھٹی جسطرح غبار
وحشی جو پائین دامن صحرا کسی طرح

مجھ سخت جان کو غم نے نہ چھوڑا تمام عمر
پتھر کا تھا جو نقش نہ بگڑا کسی طرح

کیون فرط ضعف سے نہ زمین گیر مین رہون
اوٹھتا نہین ہی نقش کف پا کسی طرح

دلمین نہ رہ سکیگا کبھی آب اشک غم
کوزی مین بند ہوگا نہ دریا کسی طرح

کم اشک ریزیون سے نہوگی تری چشم
صرف حباب ہوگا نہ دریا کسی طرح

حیرت ہی آنسوؤن سے ہوا سوز غم نہ کم
آتش کو آب نے نہ بجھایا کسی طرح

پھندی مین آشنا کے نکیون پھنسا رہون
دریا نہ دام موج سے نکلا کسی طرح

اے بیخودی مژہ کی نہ ہوتی جو مجکو یاد
کانٹا سا دلمین پھر نہ کھٹکتا کسی طرح

چنبر کیطرح سوز درون نے کیا جو گرم
چہرے پہ کوئی رنگ نہ ٹھہرا کسی طرح

بعد فنا بھی نظرون مین صورت رہی مری
وہ نقش ہون جو بنکے نہ بگڑا کسی طرح

گرم سخن رقیب سے ہوتی وہ گر نہ وہان
یہان دل کا آبلہ نہ ٹپکتا کسی طرح

ای ضعف درد دل سے مین کہان نکلگیا ہون اب
بیخود برسا آنسوؤن کا جو اوٹھا کسی طرح

چین جبین کو محو کرون کسطرح سے مین
مٹتا بھی ہے نصیب کا لکھا کسی طرح

اچھا ہوا کسیکی جو دل سے ملا نہ دل
بچتا نہ لڑکے شیشے سے شیشہ کسی طرح

غزل ۴۳ — شعر ۱۲

روتی مین گرد غم کو تو ما ہوا عروج
ورنہ غبار منہ مین نہ اوٹھا کسی طرح

ہے تکدر کسیکی دل مین مجھ پہ مکدر کیطرح
ہر نفس ہے یہان غبار آلودہ صرصر کیطرح

تیز دم کیونکر رہے ہمپر نہ خنجر کیطرح
جان سخت اپنی ہے تیغ غم کو پتھر کیطرح

سوز غم سے ہے جگر بھی دل بھی اخگر کیطرح
سینہ ہے مجمر تو آہین دود مجمر کیطرح

ضعف نے کسکو جہان مین مجھسے لاغر کیطرح
چوٹ مجکو پھول سے لگتی ہے پتھر کیطرح

فرش خاکی پہ ہے تکیہ مسند زر کیطرح
فقر مین اپنی [illegible] ہے تونگر کیطرح

تیز ہے خنجر سے اونکی مین لاغر کٹ گیا
زیر تیغ خامہ تھا کیا خط مسطر کیطرح

سوزشِ غم سی سراپا ہون دھوان ہجر مین
ہی ہر اک موئی بدن ہی جسکو نشتر کیطرح

سبزۂ عارض ہی وہ دیکھی لبِ گرد میں حضور
آئنہ مین عکسِ خط رہجائی جوہر کیطرح

ہی جوشِ فصلِ گل ایسی کہ ہر محفل ہی باغ
شمع کا شعلہ شگفتہ ہی گلِ تر کیطرح

ابرِ نیسان طبع رسا نظم مین غواص ہون
ذہن ہی مثلِ صدف مضمون ہین گوہر کیطرح

صاف مین ہی ہو گیا قلبِ صفا کو دیکھکر
آئنہ گر ہی یہ آئینہ سکندر کیطرح

فرقتِ جانان مین آئی منہ کو کیونکر دل مرا
پا بگل گردِ الم مین ہے صنوبر کیطرح

موجِ اشکِ غم مین نالی طبل آہن ہین علم
ہی غبارِ دل ہمارا گردِ لشکر کیطرح

ضبطِ گریہ مین ہی مجکو ضبط جو تو نظر
موجزن ہین اشک آنکھون مین سمندر کیطرح

شمعِ داغِ ہجر کی سوزش سی آتش مین اگر
پر سمندر کی جلین پروانے کے پر کیطرح

ناتوانی مین ستم ڈہاتی ہی آہِ سرد اور
گرتی ہین آنکھون سی آنسو جسم کے پتھر کیطرح

تھا وہ لاغر دیدہ سی وہ نکلی جو کچھ پانی بھرا
تر بہا مین تارِ اشکِ دیدۂ تر کیطرح

فکر مین باریکیِ مضمونکی ٹپکا ہے یہ سر
کاسۂ زانو ہی پہ مُو کاسۂ سر کیطرح

دل گرفتہ کب رہا افتادہ اوٹھا کر حزین
کھل گیا دل بعدِ اشکِ دیدۂ تر کیطرح

رہنما سمجھین نہ مجھ لاغر کو کیون اہلِ سواد
صفحۂ عالم مین ہون مین خطِ مسطر کیطرح

مین وہ سالک ہون چلا ایسی رہِ حسنِ سلوک
لیگئے رہزن مجھی منزل پہ رہبر کیطرح

سختیونکی کوفت نے مشکل سے توڑا دل مرا
یہ وہ شیشہ تہا جو ٹوٹا بہی تو پتھر کیطرح

کون ہی بحرِ جہانمین جو مرا دشمن نہین
تشنۂ خون موجِ دریا بہی ہے خنجر کیطرح

صاحبِ عزت سمجھکر دیگا گردشِ آسمان
آبرو غلطان کریگی مجھکو گوہر کیطرح

زندگی سے ہون زِ غم مین کیون نہ رکھون مین خلش
دلکی پھوڑیکو رگِ جان بہی ہی نشتر کیطرح

ہون وہ بلبل گر قفس مین عشقِ گُل کا دم بہرون
خود کھنچ آئی بوستان بوئے گُلِ تر کیطرح

سامنا بربادیونکا ہی تہمون کیونکر مین نزار
جب خسِ تن کو اوڑائی آہ صرصر کیطرح

ناتوانی نی سبک تابوت یہ میرا کیا
لیچلی بادِ صبا بوئے گُلِ تر کیطرح

دلکو اپنی صاف کر تو گر بشکل آئنہ
خلق مین شہرت ہو تیری بھی سکندر کیطرح

خسرو ملکِ جنون ہون تاجِ زر سی کیا غرض
داغِ سودا میری زیبِ سر ہی افسر کیطرح

اضطرابِ دل گیا جب قتل قاتل نی کیا
راحتین خنجر نے دین آغوشِ مادر کیطرح

یادِ بحرِ حسن مین رویا جو فرشِ خواب پر
تر ہوا بستر مرا پانی کی چادر کیطرح

خود بخود پہونچیگا اونتک میری بیتابی کا حال
خطِ شوق اوڑ جائیگا میرا کبوتر کیطرح

دوستون نے بھر کے آہ سرد میری جان لی
شمع کی پروانے بھی دشمن تھی صرصر کیطرح

خانۂ آباد کیے نظم کو اپنی دلا
ہین مکین گویا معانی بیت کے گھر کیطرح

کیون نہ اونکو بزم مین سب اک زبان کشتہ کہین
ہین بغیرِ شعلہ شمعین جسمِ بیسر کیطرح

شور انگیزِ دو عالم کیون نہو میرا کلام
تر زبان ہو گئین زبانِ موجِ کوثر کیطرح

کونسی ہلکین کا ہی بیڑا یہ خشکی مین تباہ ق
جسکی غم سی ہی تلاطم بحر مین بر کیطرح

جو ہین مثلِ ماہیِ بی آب ہین سارے طپان
ہر حبابِ بحر بھی ہی دیدۂ تر کیطرح

کشتیِ طوفان رسیدہ فرطِ غم سی نالۂ ہین تہ و زبر	جوشش زن رہ رہ کے دریا ہین سمندر کیطرح
گر دکھاتا باغ بُلبُل کو کبھی جوشِ بہار	غنچۂ منقار بھی کھِلتا گُل تر کیطرح

غزل ۳۷	پیچھے پیچھے اشک ہین ہمراہ جوشِ کاروان آگے آگے نالۂ دل بھی ہین رہبر کی طرح	شعر ۲

آئے جائے دم تو اوس لیلیٰ شمایل کیطرح	دل وہ دل ہی تہ و بالا ہو محمل کیطرح
خارہای دشت سے کہدو کہ لینگی کب خبر	آبلے بھی بیٹھی جاتی ہین مری دل کیطرح

غزل ۳۶	ردیف الرا	شعر ۴۲

نشان اونہین کے نظر آ رہی ہین جوہر پر	تڑپ کے جان کو نے جو دی تہی خنجر پر
یہ اونسی آئنہ کہتا ہی جوشِ جوہر پر	نگہ وہی ہی کہ جس سی نشان ہون پتھر پر
ہو دل تو اور ہی ہو حسنِ قدِ دلبر پر	کہ فاختہ بھی ہی طوق میرِ صنوبر پر
عوض کا خوف ہے طاری ہی دلِ ستمگر پر	ہوی ہی قطرۂ خون الکیل جو خنجر پر

مین خوگر ہی عشق سی مائل ہون قد دلبر پر
نہ دلکو طوبی نہ قمری کری صنوبر پر

ہنسی کا نام نہین برہمی ہے تیور پر
بہم جو لپٹی ہوئی گل پڑی ہین بستر پر

گر اسکا بوجھ ہو کچھ گردنِ ستمگر پر
سمٹ کے خون مرا قطرہ بنی نہ خنجر پر

وہان ہی سنگین نظر آب پر نہ جوہر پر
مین ہنس رہا ہون کہ خنجر کھنچی ہین خنجر پر

سزا تو چاہیے تھی مجکو خط کے لکھنی کی
اونھون نے پھیر دی الٹی چھری کبوتر پر

ہین اونکی بات کا وصلت مین کیا برا مانون
جو لوٹ لوٹ کے اب تک بچھی ہین بستر پر

مین عین ہوش کہون کیون نہ نشۂ مے کو
گرا بھی اوٹھ کے کوئی مست گر تو ساغر پر

شب فراق ہی گھر سائین سائین کرتا ہے
بغل مین منہ کو مین ڈالی پڑا ہون بستر پر

مضائقہ نہین جھولی صبا کی بھی بھر دو
ملی دولی ہو جو کچھ گل پڑے ہین بستر پر

گواہ اسپہ بلندی نالہ ہے شاہد
اوٹھا لیا تھا کبھی مین نے آسمان سر پر

کچھ آج اور ہی رام خاص کی ہے ادا
گلو مین دل کی بلا ہی مرا جو بستر پر

یہی نہین شب فرقت مین اک فقط بیدم
شکن بھی صورت میت پڑی ہی بستر پر

غش آئے کیون نہ اونہین کم سنی مین ذبح کے بعد
مرے ہوؤنکا لہو دوڑتا ہی خنجر پر

ہوا یہ رنگ وہ ساقی بنے جو محفل مین
ہزار ہاتھ پڑے بڑھکے ایک ساغر پر

اخیر شب کو تو بالکل نہ تاب حسن رہی
سنبھل سنبھل کے گری ہی وہ اونکے بستر پر

جو بانہین ڈالنا گردن مین اونسے سیکھے تھی
وہ پھول پھول سی لپٹی پڑی ہین بستر پر

شراب چلتی ہی یہ میکدہ مین تنگ ہوا
وہ لڑکھڑا کے سبو پر گرا یہ ساغر پر

ذرا سے سن مین وہ ترجیح کسکے حسن دین
فلک پہ نجم ہین جگنو ہین اونکی بستر پر

سلاتی ہے لڑین ہی اور سپہ یون سوئین
گہ اپنے فرش ہی مین گہ پڑے ہے بستر پر

لبون سے اونکے جو ملکر پھرا ہی محفل مین
دھرے ہے پیالے سے شیشہ بھی منہ کو ساغر پر

یہ چنکا سن ہے مین خط کی ہی طلب اونسے
جو پڑ رہی پھیرے ہین چھری کبوتر پر

ہوا ہی سر مین جو بام پر جو آسے لیٹے
بلائین لین مرے بدلے گلون نے بستر پر

جنونکی جوش مین کھلتی تو ہین مری فصدین — لہوکی دھار سے نشتر پہ ٹپکے نشتر پر

ہوا بند ہی ہے یہ وصلت مین مگر باتونکی — وہ لوٹی جاتی ہین گل ہنس رہی ہین بستر پر

کھوے قمریون سے دل مین کھوئے بیٹھا ہون — نہ سامنے مری کوکو کرین صنوبر پر

گلونکی ہاتھ سے ملکر جگر پہ آئے ہین — وہ پیاری پائی ہی کمی کسیکی بستر پر

بہار آتی ہوئی ادھر رکی ہے کہین — کہ رکھی ہین کلین کھول و گل کے بستر پر

گران ہی آئنہ رویونکو وہ بھی واہ ری بخت — بھرا ہے روکے جو پانی سا جسم لاغر پر

اوسی اثر سے شرر آجتک نکلتے ہین — کبھی جو حسن کی بجلی گری تھی پتھر پر

سوا تبونکی نظر رنگ زرد کی ہو کسی — طلا کا طلتا ہے کھوٹا کھرا تو پتھر پر

وہ بنکے آئنہ آیا ہے سامنے سبکے — جو پانی پڑ گیا تھا تربت سکندر پر

اوٹھے نگاہ کہ ہم دیکھنے سی باز آئے — بے کھنچے جو دار پہ آئے وہ آپکی گھر پر

تمھو جبھی سی ہو حال قدم کو اوسکی چھوڑ — نکل کے ملتے ہین آنکھین شرر بھی پتھر پر

سلامتی کی طلب ہے تو گھر بنا کے رہو — فلک گرا ہی شکست صدف سے گوہر پر

کہ تو نسیم سے پھولونکو اکطرف کر دی — ستارے ہی ٹوٹ کے لوٹینگے انکے بستر پر

ستارے ہی سمت آتے ہین اوتنی ہی جدہین — بچھائے جاتے ہین جب پھول ونکی بستر پر

نسیم چل رہی ہی پھر رہی ہین تازہ ہے — ملا رہے ہین اشارے سے پھول بستر پر

غزل ۳	نمود دیکی مٹاتی ہین سمت دل ما مہر شمر رکھ ساتھ ہی ڈرتی ہو خاک تھپر پر	شعر نہم

ردیف اللام

دشمن کا دل جلا کے بڑھا اعتبار دل — جوہر بنا جو تیغ کا نکلا انجار دل

کب قید بند دل مین ہی میرا انجار دل — بگڑی ہی آسمان نے زمین دیار دل

دشمن سمجھ کی آہین پی کارزار دل — ہی ہر دم دو نیم مراد و الفقار دل

کیون سوز غم مین ہو مرا حال زار دل — سر پیچ شعلہ نی نفس تابدار دل

تصویر رنگ دادہ ہون دیکھو قرار دل
رکی ہی دوڑتی ہوئی خونکو قار دل

سمجھو سبک کچھ نکرو اعتبار دل
تم دلمین ہو یہی ہی ذرا سا وقار دل

نکلے دھوئین کچھ لپکی ہماری شرار دل
لوہین سہی نکل تو گیا کچھ بخار دل

ہر گام پر ہی چال سی اونکی فشار دل
ہین نقش پای راہ کہ میری مزار دل

ہین صاحب حیا مری زیب کنار دل
پردہ نہ اوٹھکی چھوڑدے کیونکر غبار دل

کہتا ہون نذر دیکی دم احتضار دل
لے اپنا دل دیا ہوا پروردگار دل

کیون دل کی چال سی نسمجھلوئین اپنا وقت
ہر آبلہ ہی ساعت یک غبار دل

یہ کہکے مین نے پھینکدیا اونکی گود مین
دل ہی وہی ہی لی جسکو ہین سب اختیار دل

دل کیے مرگیا ہی جو سینہ مین اکطرف
خون دوڑ دھوپ مین ہی لیے کاروبار دل

ای زخم قلب اتنی امیدین نکو کیا کرون
سوتیین ہین ایک ہی میرا مزار دل

مفلوک ایلو نکو گھلین کیون نہ دین
سمجھے ہین جام نقرہ کامل عیار دل

سینہ کہل گیا گر گو نکا بہی فریاد کیلیے
تربت مین میرے ساتھ ہوا یون فشار دل

اونکا تو ذکر کیا کہ مجھے بہی خبر نہین
کچھہ یون نکل رہی ہی مری جان نزار دل

دنیا کی حد کو چھوڑدین جتنی ہین اہل دل
تڑپونگا مین بہی ساتھ کہ ہی احتضار دل

پیدا ہوا وسی سنی مین سے طبق تمام
بیٹھا ٹھہر ٹھہر کے جو میرا غبار دل

کہتا ہون تار دیکھ کے فرقت کی شبکو مین
اللہ تا فلک گئی میری شرار دل

مثل نسیم آئے جو وہ وقت سوز جان
تارون کی چھاؤن بنگئی میری شرار دل

ہات اونکی آگیا ہی جنھین درد کچھہ نہین
دل کی خبر لے لے مری پروردگار دل

سے شبنم لحد تک آکے فلک کو پلٹ گئی
یہ اضطراب خاص ہی کیسا قرار دل

دیکھ مژہ پہ آگیا ہو شکستہ بال
کانٹے کی بہی کھٹک ہی دم احتضار دل

کیونکر نگاہ ناز نہ اب بیچ مین پڑے
افشان سی لڑ رہی ہین ہماری شرار دل

ای بیخودی بنی ہی مری جان پہ یہ کیون
ہی گر تو نزع روح ہی اور احتضار دل

مٹی عجب نہین دلِ مردہ کو اب ملے ایسا ہی کام ہی جو اوٹھا ہی غبارِ دل

نکلی جو شکل شیشۂ ساعت تو خوش ہون کیا دل ہی نکل کی آ گیا دل مین غبارِ دل

نا قدریون سی پہیر ہی دیتی تو خوب تہا کہدی کوئی کہ آیا ہی امیدوارِ دل

یہ بہی خدا کی شان کہ جو چاہو حکم کرو مختار جو ہوا وسکو ہون اختیارِ دل

لیلے لی کر مین بہی کہتا ہون ہجر مین دلکو ہوا ہی کیا مری پروردگارِ دل

جس رگ کو جانتی تہی رگِ گل سی نرم ہم کانٹا وہی تہی ہی دمِ احتضارِ دل

مالک نکل کہڑا ہوا بگڑی ہی سب انتظام پہونچی سقر مین کچہہ جو ہماری شرارِ دل

اوس دل کے آبلے درِ غلطان نے تمام جس دلکو تہی مری خبرِ انتشارِ دل

جس دل مین خود ہو کہدو نزاکت سے پہیر دی تم پر تمہارا بوجہہ بہی ہی ناگوارِ دل

رک رک کی اشک بہتی ہین لی بیخودی مری کیا جانین اضطراب سے یہ یا قرارِ دل

اشکون مین ملکی آنکھون سی آخر نکل گیا یون ڈھونڈتا تہا خون نہ تہا جب قرارِ دل

دشمن تھی جنکی تم نہ رہین جیتے وہ اب
دیکھو اٹھا ہوا ہی کہین تو دیارِ دل

فرہاد و قیس مٹ گئی چھپ چھپ بچا کے جان
کھینچا ہی جنمین نے دایرہ حالِ زارِ دل

نکلی دھوان ہو دل سی شبِ ہجر کسطرح
شیشہ کو توڑتا ہی ہمارا بخارِ دل

احسنت ہی آفرین دلِ پر آبلہ تجھے
اتنی دلون مین اک کو نہین انتشارِ دل

باقی رہی نہ فصل زمین آسمان کا
بیٹھی گر اتفاق سی میرا غبارِ دل

تنکا اوتارنیکی جو جان سی دبے
وہ دل ہو کسطرح سی کسی دل کا بارِ دل

خاک اوڑ رہی ہی دہر مین تو پوش ہین فلک
کیسا بقدرِ شیشۂ دل تھا غبارِ دل

پتلی مین آ ٹھہر گئی اوسکی شبیہہ سی
اتنا تو تمکو دیکھے کیا انتظارِ دل

دشمن نی دکھ یہ دیکھ جو دئی خود ہوا ہلاک
دو زخم ملگئے تو ہوئی ذوالفقارِ دل

پھٹ جائین دفعتہ تتق گرد کی طرح
شیشو نمین بند ہو جو ہمارا بخارِ دل

لو خوش ہو غم کا سر مین یہی ہی نہ ہو لگا گذر
جاتی ہی آسمان پہ زمین غبارِ دل

مٹجاؤں اپنی جا پہ کیونکر مثل نقش پا
تابوت جب اٹھی کہ کسیکا ہو بارِ دل

مانند نقش پا تو زمین گیر کر دیا
لاشہ بھی اٹھنے دیگا ہمارا وقارِ دل

ملکِ فنا بھی چھوڑ دیں اہلِ فنا تمام
جاتی عدم میں گرد اڑا خطِ غبارِ دل

ہوتی اگر زبان تو یہ کہتا دمِ ازل
دل تو نہ لونگا ای مرے پروردگارِ دل

اب اور کیا دکھائیگی تیغِ نفس کی تپش
ذرے تڑپ تڑپ کے بنے ہیں غبارِ دل

اس کہنی کو فقط گلِ بازی بنا وہان
یہان بھی نہین تو ہوگا کہان اب قرارِ دل

کہتا ہوں موج تیغ کی خدا سے دمِ ازل
تڑپا لے دل نہ دے مرے پروردگارِ دل

شعلے زبان بنکے فریاد کیلئے
دوزخ میں جا گری جو ہمارے شرارِ دل

کس کسکو کمسنی میں وہ سمجھائیں کیا کریں
مجکو ادھر ہی نزع ادھر احتضارِ دل

سوفار تیر آتی ہیں ہنستی ادھر سے پھر
منہ کو کبھی لگا تھا جو خونِ شکارِ دل

کس آتشیں جمال نے دیکھا تھا حسن کو
جوہر بنی ہیں آئینہ کے خود شرارِ دل

مین تو بستر ہون چلین مجھی کسطرح نہ آئے ۔ شیشہ ہی سرد ہو جو نکالے بخار دل

مٹھی سے زر کو پھینک کے کہتی ہی ہر کلی ۔ دل ہی نہ منتشر ہو تو کیا انتشار دل

ہوتا ہی عیب بہی کسی جامے مین جاکے حسن ۔ جوہر ہے آئنہ کا یہی انتشار دل

مرتے کے ساتھ کوئی بھی مرتا ہی دہر مین ۔ مین کیون تڑپ رہا ہون دم احتضار دل

جوہر بھر آئنہ کی پھرین جو رچونکی طرح ۔ میری طرح اوسی بہی ہو گر انتشار دل

شبنم فلک سے حلق مین ٹپکا رہی ہی آب ۔ اللہ ری تشنگی دم احتضار دل

غلطان گہر ہو کیون نہ کف دست پر مرے ۔ جو دل لون ہاتھ مین اوسی ہو انتشار دل

ای بیخودی خیال تو آتا ہی پاس مین ۔ بستی تہی خوب نام تہا جسکا دیار دل

مین سطرف تپان ہون عرق و جگر اودہر ۔ کس کی جان لیگا مرا احتضار دل

کافی تمام حشر کے مجمع کو ہے وہی ۔ خالی کرے جو گوشئہ دل انتشار دل

کہتا ہون یہ تپک پہ ہر اک آبلی کی مین ۔ دل کتنی دیگا ای مرے پروردگار دل

جبتلک ہی صبر و شکر جبہی تک ہی غم ہی شیر
منہ کھولدین رگین تو بنین ذو الفقار دل

مجروح دست دشمن جان ہی تو سہی
شیشہ ہون سیر سہل نہین ہی فشار دل

کیا حسرتون کا دم تہا خدا مغفرت کری
کیسی چہل پہل تہی میان دیار دل

نکلی برنگ وحشتی شعلہ قید سی
شیشہ مین گر بہرون کبہی رنگ بہار دل

بیدرد و ہر حیف ہی یاران کہیلون سی
منہ تکی آسمان سی چہٹکی بخار دل

ہمت سی مین ہی خوشہ پروین ہون ای فلک
اک دل کے لاکھ ہون تو نہو انتشار دل

پہلی نشان داغ یہ سمجھے اور ہی گمان
اب رو رہا ہون یہ کہ یہین تہا قرار دل

پشون کی طرح اوڑنی لگین جوہر حسام
فولاد کو ہو گر مرض انتشار دل

اب اسجگہہ سی دوسری عالم مین جا بسون
سینہ سے ہاتھ اوٹہاو کہ جائی قرار دل

مینائی نیلگون فلک ہی اوسیکا نام
شیشہ جو لے اوڑا تہا ہمارا بخار دل

آٹہون بہشت کی ہو فضا مجتمع وہین
جس جا جہٹکدون دامن رنگ بہار دل

ناخن سے ابروؤنکو خدا ہی جدا کرے
کھنچتے ہیں پاؤں ورسے ہم اختفار دل

سیماب ضرب خوردہ ہوں کیونکر نہ غم سے خوش ہوں
اکدل کی لاکھ دل ہیں جو شانہ تشانہ دل

غزل ٣٨ — شعر ١٨

ہاہر نفس کے ساتھ نکلتی ہوا ہ عمر
جاتا ہی باگ توڑکے ہوئے شہسوار دل

ٹپکی عرق وہ خاک پہ آئے جو سوئے دل
کاش آبلوں میں ڈوب مرا آبروئے دل

لی اپنے نام دوست کی ہو آبروئے دل
جو آبلہ ہے حوض ہے بھر وضوئے دل

آ بیٹھا ہے کوئی تو مری دل میں ناز سے
خون آج دوڑ دوڑ کے آتا ہے سوئے دل

پیچاؤں آنکھوں آنکھوں میں کسطرح اونکو یوں
ملو ہے جسطرح مے جان سے سبوئے دل

ترشا ہو جگر کا ہو ٹکڑا ہر ایک لفظ
منہ سے جو آپ کے ہیں سخن گفتگوئے دل

حسرت نکالکر سے پرائی ہیں نہ کیوں
نکلی ہے دم کی ساتھ مری آرزوئے دل

سینہ میں ہر جگہ ہو نہ رہ رہ کے کیوں کھٹک
پھر پھر کے ڈھونڈھتی ہے تمہیں آرزوئے دل

کیا ساتھ اسکو لیلی کی سی شکل سوئے تھے
ہر عضو نازنین سی جو آتی ہی بوئے دل

اوسوقت کیا عجب نظر آئے جمال دوست
ہو آب آئینہ سی اگر شست وشوئے دل

یہی صورت ملال کھلینگے نہ اہل درد
منہ کو بغل مین ڈال کے حسن گفتگوئے دل

اے ضعف کیا پسینے کی ہمراہ بہگیا
آتی ہی عضو عضو سے کیون آج بوئے دل

کیون پسلیان نہ ہجر کی راتو مین ٹوٹ جائین
پہلو نکو مانگتی ہو تمہاری ہی خوئے دل

سینہ بلند دیکھ کے کہتی ہی آرزو
اللہ اسجگہ ہی کبھی ہوگا روئے دل

مایوسیونکی عہد مین حسرت یہ ہی مجھی
دم توڑ دین ادھر تو ادھر آرزوئے دل

یون ہی تڑپ تڑپ کے نہ نکلی کسیکی جان
جسطرح مرگئی ہی مری آرزوئے دل

آئے تو واہ کب مین مرتا ہوا اسطرف
دم اوسطرف کو توڑتی ہی آرزوئے دل

سینہ پہ اپنی ہی ہاتھونکا پھیرنا
دیکھو اسیطرح سے بگڑتی ہی خوئے دل

کیون بادہ خوار ہستی مین ماہر مست ہون

خود روح سے کبھی منہ سے لگا ہی سبوئی دل

غزل ۳۹ ردیف المیم شعر ۲۸

ایسی خلوت میں بھلا کسکو بلائیں ہم تم
شرم آئے تو پسینے میں نہائیں ہم تم

وصل کا لطف کبھی ان سے اٹھائیں ہم تم
دل لگی عشق میں اگر ہو دشمن ائیں ہم تم

عکس آئینہ صفت راز چھپائیں ہم تم
منہ بھی دکھلوا نہ سکے دل کے نبھائیں ہم تم

تم ہنسو پھولوں سے بلبل کو ہمیں ہم چھیڑیں
باغ میں آ کے کوئی گل تو کھلائیں ہم تم

جھانک کے پہلو میں یہ کہتا ہوں کہ ہم خود بینی
آئینہ میں بھی تو اک جا نظر آئیں ہم تم

رشک سے پیچ میں ہوتی ہیں نگاہیں حائل
آج سے غیر کی صحبت میں نہ جائیں ہم تم

رنج میں رنج ہی شاید سبب تسکین ہو
آؤ روتے ہوئے دل کو تو رلائیں ہم تم

یا کبھی سونگھتے تھے عطر کے شیشہ کی طرح
یا ادھر سے دل کو کبھی منہ نہ لگائیں ہم تم

شب ہجر آئے بلا نیکلے نہ دھوئیں کہیں
شمع کو ہاتھ سے اپنی نہ بجھائیں ہم تم

آئینہ طلعت کی تھی کیسی عکس فزا یہ — کھو دی انھین آنکھوں نے تری صورت دیکھ

تم نے بھی اپنی ادا کا اثر دیکھا ہو — تا نہ سمجھو کبھی پاس او بیٹھین ہم تم

ہلکو بھی حسرت تھی ایک نظارہ سی دیکھی — شرم سے گر نہ سہی چادر مین ہم تم

دیکھو پھولی ہی شفق وقت سحر ہی یہ — آگ میں آگ سے چلو اور لگائین ہم تم

ایک مدت سے اسے چپ سی لگی رہتی ہے — چھیڑ کر آو ذرا دلکو ہنسائین ہم تم

بوجھ اپنا کوئی اتنا کسی پر ڈالے — ناز کے ناز کیون ملکی اوٹھائین ہم تم

یون بچھائین کہ نہ پروانے کبھی منھ دیکھین — شمع کو آج اسی طرح جلائین ہم تم

کشتۂ سرمہ کو دکھلا کے وہ کہتے ہین — یون چھپین سب سے تو آنکھوں مین سمائین ہم تم

لاش اک ایسے ہی بیکس کی ہی آنیوالی — گھر سے کیونکر نہ تڑپکر نکل آئین ہم تم

جان جانے لگے لوگونکی جو نکلین گھر سی — آئین چل پھر کے تو مانند دل آئین ہم تم

اشک آنکھوں سے گلا آپنا چھڑکنے دو نہ مین — غش مین اسطرح ہی دلکو کبھی پائین ہم تم

ٹھوکرونمین ہی دل راہرو کے آئے — ناز سے گو دیونمین جنکو کھلائین ہم تم

شمع و پروانہ مین ہوتے ہین کرشمے کیا کیا — دیر سے دیکھ رہے ہین جو ادائین ہم تم

لاش کا بوجھ بھلا کس سے اوٹھیگا میرجان — پھول رو رو کے سو ہم مین جو اوٹھائین ہم تم

وردمین درد ہونیکی ہی حسرت نرہی — آؤ دکھی ہو دلکو تو دکھائین ہم تم

دل ہی ہاتھون سے گیا ہے یہین پالا پالا — دوڑ کر کیون گل بازی نہ اوٹھائین ہم تم

جسطرح آئینہ مین شکل ہی داخل خارج — آرزو ہی یہین جامین سمائین ہم تم

حق ہی ہم دونونکی گردنپہ گر انصاف کرو — آؤ روٹھے ہوئی اپنے دلکو منائین ہم تم

دلِ ماہر تو یونہین راہ مین پامال رہی
گلِ بازی ہو تو آنکھونسے اوٹھائین ہم تم

غزل ۴	ردیف النون	شعر ۱۶

ناتوانی کب فقط ہی مری جسمِ زار مین — ہی سخن تکیہ پہ تکیہ بات کو گفتار مین

پرتو رخ سے صفائی ہے یہ قصر یار میں
دیکھتے ہیں آئنہ کی طرح منھ دیوار میں

خلد کیوں ہمکو نظر آئے نہ قصر یار میں
دور ہیں سب صاحبو روزن کے آئینے دیوار میں

رو رہا ہوں میں خیال صبح روے یار میں
خط ابیض کا ہے پرتو آنسوؤں کے تار میں

ذکر حق نے جب جگہ پائی دل کفار میں
بن گئی تسبیح کا دانہ گرہ زنار میں

کفر دنیا میں ہر اک کافر کی دم کے ساتھ ہے
صورت تار نفس ہے پھر کیوں ہنوز زنار میں

یہ لہو پانی ہوا ہے ایک رونے سے مرا
خون دل آیا ہے ملکر آنسوؤں سے نکلے تار میں

رہ گئی ہیں کچھ الجھکر یہ نگاہیں خلق کی
کب ہیں تار عنکبوت اوس روزن دیوار میں

ناتوانی میں برنگ بو نکلیو اوڑتا پھروں
ہے ہوائے برگ گل آندھی مجھے گلزار میں

ہوتی ہیں زردار باغ دہر میں اکثر بخیل
بند ہی غنچوں کی مٹھی دیکھی گلزار میں

ہو گئیں آتش قدم وہ آئے گلگشت جب
شمع کا شعلہ ہر اک غنچہ بنا گلزار میں

پڑھ نہ لوں باہر سے کیوں میں کتبہ ایوان یار
صورت عینک ہے جو روزن ہے اوس دیوار میں

ہمکو مشکل ہے کہ ہونگو پابندی کیونکر ہو — نکلا پانو کسی کا بھی قاتل تری تلوار مین

دین سے کم ہوتی بت پرستی رہے — اسقدر رخنہ ہی نہوتی رشتۂ زنار مین

دشت وحشت نے سجھایا در زد میرا کبھی — آبلے پاکے نہ چھالے زبان خار مین

غزل

کسطرح رونے مین اے ماہی مین دیکھون روئے یار
آنسوؤن کے تار الجھے ہین نگہ کے تار مین

شعر ۲۴

سفر کے رنج کو سینہ فگار سمجھے ہین — غبار راہ کو دل کا غبار سمجھے ہین

عدم وجود کو عبرت شعار سمجھے ہین — خط جبین خط لوح مزار سمجھے ہین

جہانکو قبر تری خواستگار سمجھے ہین — فراغتونکو یہانکی فشار سمجھے ہین

چمن جو اپنا دل داغدار سمجھے ہین — نفس کو موج نسیم بہار سمجھے ہین

حزین وہ ہون جسے سب عالم کدورت مین — غبار آئینۂ روزگار سمجھے ہین

وہ ناتوان ہین روزگار مین ہم ہین — جو تن پہ سایۂ اشجار بار سمجھے ہین

[illegible]
پھر ایک وہ کہ [illegible] سمجھے ہین

نگاہ [illegible] دانش کی
جو اشک کو گہرِ آبدار سمجھے ہین

عدم سے اُٹھکے ہین جا بسینگے پھر عدم اک دن
اسی ابتدا کو انجامِ کار سمجھے ہین

ریاضِ دہر مین جان جنہین رنگ سواد
خزانکو فصل کتابِ بہار سمجھے ہین

جو دیکھتے ہین تماشا اُسی سے ہر رگِ تن کو
وہ راہِ معرفتِ کردگار سمجھے ہین

مکانِ دوست ہے دل حالِ دل ہے پیدا عیان
نہان جو ہی وہی آشکار سمجھے ہین

ریاضِ دہر مین جو دل گرفتہ ہین بلبل
وہ ایک رنگِ خزان و بہار سمجھے ہین

جہان قیام نہین گھر سمجھتی ہین اوسکو
مکانِ اہل کو نادان مزار سمجھے ہین

وطن سے دور ہون ہم محال ہے گر دون
کہ دودِ دل کو سوادِ دیار سمجھے ہین

کیا ہے ضعف نے باریک بین ہمین ایسا
کہ آبلونکو کفِ پا کا خار سمجھے ہین

بڑھی تو جاتی ہین آگی یہ قافلے والے
تھکے ہوئونکا بھی کچھ حالِ زار سمجھے ہین

وسیع جنکی نگاہین ہین بحرِ عالم مین
ہر اشک کو وہ یم بیکنار سمجھے ہین

یہ بھول ہی کہین دیکھی نہین عدم والو
تمہاری سہو کو ہم یادگار سمجھے ہین

بیان ہو ہستی بنیادِ قصرِ تن کیا خاک
حباب بھی ہین اُستوار سمجھے ہین

نہان وہ نظر سے سمجھے ہین جو کہ بینا ہین
وہ کور ہین جو تجھی آشکار سمجھے ہین

وہ ناتوان ہون کہ ٹوٹا نہ مجھسے اشک کا تار
نظر جو رکھتی ہین وہ حالِ زار سمجھے ہین

جہان مین غور سے دیکھا تو ہین قوی ہی لوگ
جو ایک تنکے کی احسان کو بار سمجھے ہین

غزل ۴۲

عنایتین ہین یہ احباب کی فقط ماہر
کہ خام فکر کو بھی پختہ کار سمجھے ہین

شعر ۱۶

بیخودی سا بھی کوئی دہر مین دمساز نہین
غم نہین عشق نہین سوز نہین ساز نہین

سوزِ دل کب ہے جو فریاد کا دمساز نہین
شعلہ ہی وہ نہین جسمین کچھ آواز نہین

گردشین چشم کی کہتی ہین کہین جاگے ہو
سونیوالونکی تو آنکھونکا یہ انداز نہین

دل کو برباد کیا آرزوؤن کو نے گھر
تم سا عالم مین کوئی خانہ برانداز نہین

کیون نہ غنچون کی چٹک شوق سی گلشن مین سنو
ٹوٹتی قلب کی آواز تو آواز نہین

کسکے چھپ ہوئے پی محفل کی بہی کی نوبت
دم نہین چنگ مین طنبور مین آواز نہین

ہان اسی طرح چال اور راہ کے چلنے والے
دل پہ گر پاؤن نہین چال مین انداز نہین

دلبر و جانکے تو مجھسے نہ پوچھو کوئی بات
دل ہی سینہ مین نہین جسکا تو کوئی راز نہین

کان پر ہات کہین لوگ نہ کیون نالون سے
یہ صدائین ہین مری آپکی آواز نہین

آپکی حدِ خوشی کچھ کوئی کیونکر سمجھے
مسکرانیمین صدا ہنسنے مین آواز نہین

چاک پردہ کی نہ کسطرح سی آنکھین چھپجائین
سبکو دیکھا ہی مگر تم سا نظرباز نہین

عکس آئینہ پہ بھی طعن ہی اُف رے دیدے
اسپہ یہ بات کہ صورت پہ ہمین ناز نہین

کوئی تو باغ مین دیدی مری نالونکا جواب
منہ مین کھلتی ہوئی کلیونکی بھی آواز نہین

باغ مین آکے اسیرانِ قفس کیا بہلین
سب ہوائین ہین ہوا پر پر پرواز نہین

ہی یہی تازہ اسیری میں پھڑکنا جو مرا	یا قفس آج نہیں ہی پر پرواز نہیں

غزل ۱۴۱

مدح احباب جو کرتے ہیں عنایت ہی یہ
نظم ماہر کی ہی جادو نہیں اعجاز نہیں

کب دل سے اٹھاے غم مری تن میں نہیں
ہون وہ گلچین کہ جادو جسکی گلشن میں نہیں

لوث وصلت سے بری ہیں جنکے دامن پاک ہیں
چھینٹ بھی بلبل کے خون کی گل کے دامن میں نہیں

گر طلب ہے آبرو کی تو نکل بہر سفر
دیکھ قدر گوہر نایاب معدن میں نہیں

خود بخود آراستہ رہتا ہی داغوں کا چمن
باغبان کا کام ہرگز میرے گلشن میں نہیں

ہی تعدد بھی تبون کا اوسکی وحدت کی دلیل
کب خدائی کا سمان دیر برہمن میں نہیں

آہ سوزان سے حفاظت میں ہیں دل کے آبلے
برق بھی دہقان کچھ کم میرے خرمن میں نہیں

قتل ہونیکو مرا دل سمجھتی ہیں شہید
طوق منت کے ہیں خط تیغ گردن میں نہیں

ملائی ہیچ کا باعث یہاں ترک وطن
دل فگاری کا الم گوہر کو معدن میں نہیں

کیون اے غم دنیا مین گر ہی گنہ آلودہ تو
دیکھ اشکون سے تر ہی کب تیری دامن مین نہین

کیون نہ حاصل ہو برنگ گل مجھی نشو و نما
طایر رنگ چمن ہی خون کے مرتن مین نہین

صبح صادق کی کہان ذبح کیون نہ ہون ای خورشید حسن
چھاون ہی چہرے کی تیرے روز روشن مین نہین

قتل ہو کر تیری کشتہ کی بر آئی ہی مراد
ہین گل امید خون کی داغ دامن مین نہین

گرمی سوز درون سے دم الجھی کس طرح
مو ہی آتش دیدہ تار نفس سے تن مین نہین

غزل ۴۴

ہی عجب سرگشتگی سی اپنی ماہہر بعد مرگ
گردش سنگ فلاخن لوح مرقد مین نہین

شعر ۲۲

شمع وحدت کا مین بزم دہر مین پروانہ ہون
ہی جنون عین خرد جسکا مین وہ دیوانہ ہون

ہی مجھی پستی سی نفرت اوج کا دیوانہ ہون
خوشہ ہی عقد ثریا جسکا مین وہ دانہ ہون

شمع قد گلرخان دہر کا دیوانہ ہون
جسکو کہہ سکتے ہین بلبل بھی مین وہ پروانہ ہون

روح باعث سینہ ریشی کا مری ہر مین
شمع سی جس گھر مین ہی اندھیر مین وہ خانہ ہون

کیسی ہی اولجھی مضامین ہون سلجھ جاتی ہین صاف — زلف پیچان سخن کو بہی آتی ہی یہ شانہ ہون

در ہمو نہین داغ کی قلب یلدر کا ہی نعل — گنج فی شیان دا جسکا ہون مین ویرانہ ہون

چشمک مژگان اشک آلودہ یہ پروین ذرے — خاک بہی مجہ پہ نہین آتی شمع پروانہ ہون

حسن قدرت کا تری ہی جلوہ گر تن مین مرے — ہون ترا عاشق جو اپنا آپ ہی دیوانہ ہون

قابض ارواح کیا آئین تن پہ سوز تنک — پر فرشتی کے جہان جلتی ہین مین وہ خانہ ہون

سوز غم مین مرکے نکلا مین لحد سی روز حشر — بعد جلنے کے ہوا پیدا جو مین وہ دانہ ہون

وہ مرا سینہ ہی دار العلم کہتی ہین جسے — قفل ابجد قفل ہی جسکا مین وہ کاشانہ ہون

زیست کے دن پورے کرکے نکلی میرے تن سی روح — جسکو بھرنے نے کیا خالی ہین وہ پیمانہ ہون

ناتوانی سی تو ہی سرگشتگی پر مین رہا — آسیا کو پیس ڈالا جسنے مین وہ دانہ ہون

ہین تل سی میری گل مین جا اشک آب روان — سیل سی جسکی بنا قایم ہی مین وہ خانہ ہون

[illegible] بہی دل ہی دولت سے توکل کے غنی — گنج ہون باطن مین ظاہر مین مگر ویرانہ ہون

الفت دندان لب سی بندھا ہی دل مرا
آب گوہر جس مین ملو ہی ہین وہ پیمانہ ہون

سنگ اسود ہی سویدا دل جگہ اصنام کی
نشان کعبہ کی ہی پیدا جس سے وہ بتخانہ ہون

داغ عشق ساقی کوثر کا ایما ہے یہی
دست دل سی جس نمین چھپتا اسین وہ پیمانہ ہون

عشق ہی الٹا رکن ہی میر مکان تنگ کا
جو ستون آہ پر ٹھہرا ہی مین وہ خانہ ہون

نسبت ہو کیونکہ عشق ساقی کوثر پہ ڈال
قد خم گشتہ سی مفہوم خط پیمانہ ہون

تکمر سی تیر قالب ارواح کیونکر غوطہ نجات
جان دیدی جس سی مہمانکو وہ صاحب خانہ ہون

غزل ۴۵

سنکی ما مہر تجکو جاگ اوٹھتے ہین اہل بزم سب
جس سی نیند آئی ہوئی اوڑتی ہی وہ افسانہ ہون

شعر ۱۲

کب تنفر فقط ابنائی زمان رکھتے ہین
گرد ہٹجاتی ہے ہم پاؤں جہان رکھتے ہین

دی سبب قبر پہ کب سنگ گران رکھتے ہین
سختی راہ عدم کا یہ نشان رکھتے ہین

کیا کمی و ہنگی جب سوز نہان رکھتے ہین
اشک پرنم کے لئے دل کا دہوان رکھتے ہین

بس وہی شستہ و رفتہ بھی یار کہتی ہین — موج کی طرح جو پاکیزہ زبان رکھتی ہین

بعد مردن بھی یہ حس ہی کہ سمجھ جاتا ہون — بات تربت پہ اگر فاتحہ خوان کہتی ہین

کام ہر ایک کا یہ خوبیِ تقریر نہین — جوہرِ حسنِ بیان سینہ زبان رکھتی ہین

ہین جو محتاط وہ کہتی نہین خاررو کو بھی خار — ڈر یہ رہتا ہے کہ وہ بھی تو زبان رکھتی ہین

کثرتِ ضعف مین کہتی ہین اشارون سے کلام — بات کرتین نہین تب ہم بند زبان رکھتی ہین

مرجعِ آتشِ غم کیون نہ کہین سینے کو — گرد نار کا ہم دلپہ گمان رکھتی ہین

چپ ہین جبتک کہ نہین اہلِ سخن کو کچھ کد — بات آئے تو کب بند زبان رکھتی ہین

نقدِ دل دیکی مجھی ملتی ہین داغِ حسرت — پھول کیسی ہین یہ قیمت بہ گران رکھتی ہین

غزل ۴۶

نظمِ اشعار مین بھی حسنِ بیان ہی ماہر
جسکو کہتے ہین زبان ہم وہ زبان رکھتی ہین

شعر ۱۳

اکری ہین ضعف سے پر گرم ہین روانی مین — چلی ہین بیانکی ہم چال ناتوانی مین

ضعیف و زار ہین یہ ہم جہانِ فانی مین / بنی ہین تارِ نظر چشم ناتوانی مین

پھنسے ہین ضعف سے زندانِ ارفانی مین / عدم بھی جا نہین سکتی ہین ناتوانی مین

وہان یار کی ہستی کے جو ہوے قایل / کمال تھا او نہین لوگونکو غیب دانی مین

یہ عرقِ شرم ہین اوسکی دہان و دندان سے / نہان ہی دُر تو صدف مین صدف ہی پانیمین

خزان تو جیسی ایسی کوئی بہار نہین / لکھا ہے ہر ورقِ برگ بوستانی مین

شفق نہین ہی نمایان نظر مین عشونکی / شرابِ سرخ ہی مینا سے آسمانی مین

بجھی نہ آتشِ گل قطرہ ہای شبنم سی / خدا کی شان ہی روشن ہی آگ پانی مین

ہے جسطرح سے کہ زیورِ عروس کی زینت / بیان نکے حسن سے یون حسن ہی معانی مین

ضعیف وہ ہون یقین ہی خیالِ منزل سی / اوٹھین نہ پائی تصور بھی ناتوانی مین

سفر ضرور ہی جاہین جمع قدر اہلِ صفا / ہزارون در ہین کہ بی آبرو ہین پانیمین

وہ ناتوان تھی اگر ساتھ قافلے کے چلے / تو دب کے رہ گئے ہم گردِ کاروانی مین

غزل ۴۷ | نہ دل لگائیو ماہر یہان کسی گل سی / وفا کی بو نہین باغِ جہانِ فانی مین | شعر ۹

مرنے پہ ہے جو وصل تو ہو کچھ مزا نہین
پایا تو کب تجھی کہ جب اپنا پتا نہین

جو آئینہ ہی وہ ترا صورت نما نہین
یکتا وہ تو ہی جسکا کہین دوسرا نہین

فصلِ بہار آئی ہی صیاد رحم کر
قیدی کوئی قفس مین ہماری ہوا نہین

ہٹ بیٹھی آپ کیون مری پہلو سی کیا ہوا
سینے سے سانس آئی ہی نفس دل ہلا نہین

نافہ کی بو دماغ مین آتی ہی زلف سے
اب منھہ سی کہدین مشک تو میری خطا نہین

پیری مین کیون فلک نے دیئی مجھکو داغِ دل
گھر مین چراغ ذکو کسیکے جلا نہین

صیاد نی قفس مرا رکھا ہی باغ مین
وہ عندلیب ہون کہ آج چمن مین رہا نہین

غالب نکیون ہو ضعف زمانہ مین ہر بشر
پیری سی کونسا ہی جوان جو جھکا نہین

ماہر ہزار کچھ ہو مگر دل ہی اوسکی پاس

غزل ۴۸ | فرقت مین بھی مین دوست سے اپنے جدا نہین | شعر

دری صفائی باطن کا ہی حباب کہین
خبر مجھی ہو جو ٹوٹے دل حباب کہین

فریب کا وہ جہان کا بھی ہی حباب کہین
کسی جگہ پہ یہ دریا ہے اور سراب کہین

فلک نے اشکو نسی گھر ہو ترا خراب کہین
روان ہوئی تو ترکی ہی سیل آب کہین

یقین ہی جوش تحیر سی سنگ ہو وہ بھی
جو دیکھلے دل نازک مرا حباب کہین

بس فقط ابھی ہین وون پہ یہ ذرہ فلکی
برس پڑتی مری خاک پر سحاب کہین

دل شکستہ کو نایاب کیون نہ مین سمجھون
کسی نے دیکھا ہی ٹوٹا ہوا حباب کہین

مقابل آکے تو ہوتا ہے دیدہ تر سے
گناہ سے ہو تر دامن سحاب کہین

غزل ۴۹ | یہ لہر رونیکی کہتی ہی دلبرا ی ماہر
تڑپ رہی ہی تری غم مین موج آب کہین | شعر

کسی وقت جوش بکا چاہتے ہین
نگاہون سے آنسو گرا چاہتے ہین

مژہ سی کا یہ وشن کیا چاہتے ہین
اب اشکون کے عقدے کھلا چاہتے ہین

نہین ہوتے تن مین بمو مجر مو ن کی
جو بوتے تھے کانٹے اوگا چاہتے ہین

اُمنڈ آئے ہین میری آنکھون مین آنسو
حبابون سی دریا بہا چاہتے ہین

ڈہل آئے ہین آنکھون سے مژگان پہ آنسو
جہازون کے لنگر ٹہرا پاستے ہین

نظر شمع پر ہے دمِ فکر میری
مضامین روشن ڈھلا چاہتے ہین

غزل ۵۰

سمندر مین طوفان ہے آہون سے ماہر
جہازون کے بیڑے گرا چاہتے ہین

شعر ۱۳

آہ کی مضمون سرا سر ہین مری تحریر مین
کسنے باندھی ہی سوا میرے مونہ زنجیر مین

حال میرے ضعف کا او سدم مصور پر کھلا
عکس بھی جب کہ کہ پہونچا کاغذ تصویر مین

تجھکو دینے کو دیا تھا ورنہ تو کیا مال تھا
غیر کی قسمت تھی او منعم تری تقدیر مین

ہی زمین کو سبکی جو بی اختیارانہ رجوع
سرمہ تسخیر کیا خاک ہی تاثیر مین

کس کو عالم میں تلاش منزل مقصد نہیں — گرد اوڑتی ہی ہوئے دامن رہگیر میں

دست گلچین میں ہوا پژمردہ دون ایک پہول — شمع کا گل جسطرح افسردہ ہو گلگیر میں

شغل نالہ جنکو ہے ویرانے میں آباد ہیں — بی مکیں رہتا ہی غل پر خانہ زنجیر میں

اہل غفلت کا گذر کب ہے ہشیار ونمیں ہوا — نیند آتی ہے کسی دیکھی دیدہ تصویر میں

ہیں جو آہن دل اثر صحبت اونمیں کرتی نہیں — آگئی کسدن گدازی شمع کی گلگیر میں

قید میں بہی فیض بخشی کی ہی پابند ہم — نیل پانو نکا ہی سرمہ دیدہ زنجیر میں

سرکشی کا عیب ہے اصلون ہی میں پہنچتا نہیں — کب بگولی اوٹہتی دیکھے وادی تصویر میں

رہنما ہی مجنون سی طی ہوئی وحشت کی راہ — تہی ہزارون پیچ ورنہ کوچہ زنجیر میں

ہی اسیری کی بزرو داران عالم کی محال — موج دریا کب پھنسی ہی دام ماہی گیر میں

قبر میں پہونچی تہی میت آئے جو نزد کفن — گھر پہونچنی پر تہا اوٹھنا قسمت رہگیر میں

گنبد افلاک سی گذری ہماری آہ دل — کس ستم کا توڑ تہا یارب ہوائی تیر میں

ناتوانی مین ہوئی ہین اپنی آنکھین آپ پر
ڈبڈبا آئے ہین آنسو دیدۂ تصویر مین

کشتِ داغ آہ ہری ہوتی ہی مجھسے سحر
ابرِ باران سے نہین کم اشک کی تاثیر مین

ہین نجوم گشتہ تھی قسمت لکیرون ہاتھ مین
ہی سوا گردش کے کیا گردون کی تقدیر مین

روشنیِ شمع ہی محفل مین یا رنگ بہار
پھول ہی منقارِ بلبل مین کہ گل گلگیر مین

شیب مین ہوتا نہ انسانکو جوانی کا جو غم
آہ کیسے صورت نہ ہوتی خم عصائے پیر مین

سخت ہی راہِ جنون کی دلیل اسیر ہے
نقشِ پا ہوتی نہین ہین کوچۂ زنجیر مین

ضعف ہی میرا ترقی پر جو دنیا ہی تو دے
تابِ بارِ رنگ ہی باقی ابھی تصویر مین

وہ زمانہ اور تھا قبضہ مین جب تھا ملک و مال
اب ہی خرد و گز زمین کیا ملکِ عالمگیر مین

خاکسارون کے روابط کا نہین ہے اعتبار
گرد کب جمکر رہی ہی دامنِ رہگیر مین

بی سہارے غیر کے چلتی نہین ہین خاکسار
خود بخود کب ہی روانی سایۂ رہگیر مین

راہ چلتے کو نہ ساتھی جانیو اپنا دلا
راہزن ہوتے ہین اکثر پردۂ رہگیر مین

بی سلونون سی جہاں کین خاک ہوا امید فیض
چین پایا کسنی تھمکر سایۂ رہگیر مین

خاکسار ونکا سلوک اعجاز سی خالی نہین
نی چلی جادہ رہا ہمراہی رہگیر مین

جان ڈالے قالب بیجان مین گر قدرت ترے
رنگ دوڑی خون بنکر پیکر تصویر مین

شکل کھنچوا کر ہوا بد شکل نادم اے اسد
روغن تازہ پسینہ بن گیا تصویر مین

غزل ۱۵ — شعر ۱۹

فیض رحمت نی کیا ماہر عذاب و نیر حرام
تھی جو داخل مجرمان واجب التعزیر مین

مرد غیرونکی لیی دل کو جلا دیتے ہین
صاف اسپند پہ آتش پہ صدا دیتے ہین

داغ دل نزع مین کوین سے ضیا دیتے ہین
نیند کیوقت تو شمعونکو بجھا دیتے ہین

نالی آواز کب اشکو نہین سنا دیتے ہین
قافلہ جاتا ہی چاؤش صدا دیتے ہین

قبر پر داغ دل آوارہ دکھا دیتے ہین
غول صحرا بھی منزل کا پتا دیتے ہین

نالی کب خواب جوانی سی جگا دیتے ہین
شب ڈراتی ہی نگہبان صدا دیتے ہین

پردہ رکھلی یوہین ستار گنہ کا اسکے
چادر اسواسطی میت کو اوڑھا دیتے ہین

قافلہ خیر سے پہونچیگا گنہگارونکا
زنگ اشکونکی ہی صاف صدا دیتے ہین

راہ لیتی ہین وہی راہبر ملک عدم
چار ملکر اونہین جس راہ لگا دیتے ہین

ساتھ آہونکے ملے کیون نہ مجھے داغ سوزان
آندھی آتی ہی تو آتش کو بجھا دیتے ہین

کب عبث دیتی ہین آواز گداکوچون مین
خیر جس گھر مین ہی وس گھر کو دعا دیتے ہین

ہان چلی آؤ یہین یاس منی وہ منزل ہی
پا شکستونکو یہین تنگ صدا دیتے ہین

قلت سوز جگر مین نکرون کیون آہین
بجھنی لگتی ہی جب آتش تو ہوا دیتے ہین

دوستو رنج کی وسعت کو نہ مجھسے پوچھو
زخم دل داہن محشر کا پتا دیتے ہین

قطع ہوگا یوہین اک روز کفن بھی میرا
چاک ہونیمین بھی حسرت تو صدا دیتے ہین

ہچکیان نزع مین آتی ہین تصور ہی ترا
تو سنے یا نہ سنے ہم تو صدا دیتے ہین

سرکشی چھوڑ سمجھکر یہی تو پیری مین
صاحب جرم و خطا سر کو جھکا دیتے ہین

زنگ کیطرح بہی دیتا نہین آواز کوئی | لاکہ ہم قافلہ والونکو صدا دیتی ہین
فاتحہ خوانون سی کیا قبر مین نالان نہین | نیند جب آتی ہی یہ لوگ جگا دیتی ہین

غزل ۵۲

نظر دوستی سے بہی حفظ کر اپنا ماہر
کبہی پروانے بہی شمعونکو بجہا دیتے ہین

شعر

راحت کا قبر مین بہی تو پیدا نشان نہین | جور زمین ہی گر ستم آسمان نہین
اللہ خیر کیجیو دل کی شباب مین | تاریک شب ہے اور کوئی پاسبان نہین
سوئی عدم ہی قافلہ بوئی گل روان | بانگ جرس ہے نالہ برگ خزان نہین

غزل ۵۳

اک رنگ کی سخن پہ نہ ماہر کو کیون ہنوز
یہان غنچہ سان زبان کہ نیچے زبان نہین

شعر

ہوتی ہین خوش ضعیف جو فرصت شباب مین | ہستی ہین گل کی جو نہال ترتب ہین
ہو قدر عاشقون کی جہان خراب مین | اوتکا ہی دل جو کے کسی انقلاب مین

گردش نہین حباب مئی لعل تاب مین ۔ پھرتی ہین آسمان بھی دورِ شراب مین

انسان کا اف رے کربِ فراقِ شباب مین ۔ تھمتا نہین ہی رعشِ پہ رنگِ اضطراب مین

دو اشک ملگئی مری جب اضطراب مین ۔ بیٹھے ہوئے جہاز ابھر آئے آب مین

بند ہم نہین ہی ریش پہ فصلِ خضاب مین ۔ پیری چھپی ہی ظلمِ مشبر سی حجاب مین

حیران ہون جاکے کدھر پھر آیا شباب مین ۔ نکلی ہوئی شمیم در آئی گلاب مین

تپکے جو دل کے آبلے کیفِ شراب مین ۔ انگور پک گئی طپشِ آفتاب مین

کب محوِ دل کے داغ ہین کیفِ شراب مین ۔ تارے غروب ہو رہی ہین آفتاب مین

بدلا نہ رنگِ حسن کسی انقلاب مین ۔ موجین ہی صورتِ رگِ گل ہین گلاب مین

کب شرح می ہی ساغرِ آئینہ تاب مین ۔ روشن ہی آگ جادوِ ساقی سے آب مین

آخر کو ریش کھلگئی فصلِ خضاب مین ۔ گھل ملکی بھی شیب کی گذری شباب مین

جاگی ہین رات بھر وہ اسی اضطراب مین ۔ وہ دیکھتا نہو مری صورت کو خواب مین

پیری میں ہے کہ شوق غضب تجھے شباب میں
طفلی ہوئی ملا جو کچھ شراب میں

شیشے کا عکس صاف ہے پیہ اثر شراب میں
شانِ خدا فلک سے عیاں آفتاب میں

پیری کی ڈھل گئی ہیں جب خضاب میں
بجلی تڑپ کے ہنسی ہے سحاب میں

[illegible] ہوا [illegible] گور آب میں
شیشہ [illegible] رہے آفتاب خراب میں

کب کچھ کہا ہے دیکھا سن خضاب میں
سرگوشیاں سفر کی ہیں شیب و شباب میں

یہ فکر کے طلسم حیاتِ خراب میں
باقی رہا نہ سفر بھی غرقِ حباب میں

پرسش سے بیگناہ ہے پھر ہیں عذاب میں
کیا جانے کیا کہا ترے رحمت کے باب میں

رہتی ہیں کیوں حسینوں کے عشاق منتظر
کم ہیں عنایتیں کہ یہ آتی ہیں خواب میں

اپنوں کی یوں رجوع ہے [illegible] نہ ہاتھ ہی
[illegible] آتا تھا سوال جواب میں

مضمون تپے کے دیکھ کے قاصد یہ کہا
کہنا ہے ہم آئے ہیں خط سنا کے جواب میں

کیوں آرہے ہیں [illegible] پیاری جحیم
رحمت تیری دیکھ سکیگی عذاب میں

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

بے بس گناہ [illegible] | رحمت [illegible] اضطراب میں

کھائے [illegible] جو کبھی [illegible] | [illegible] رکاب میں

تشریف آوری کی [illegible] امید | [illegible] کل سے [illegible] اضطراب میں

قاصد نے کہہ دیا ہے یہی بات [illegible] | [illegible] سامنے جواب میں

[illegible] | [illegible] شراب میں

آخر کو رشک کھل گئی فصل خضاب میں | [illegible] گلاب میں

جاگی ہیں رات بھر اسی اضطراب | وہ دیکھتا ہوں مری [illegible]

جب کچھ کھلا نہ حال طلسمات دہر کا
موجین کلید بنگئین قفل حباب مین

مضمون تیغ کے لکھکے مجھے خوب بن پڑے
غصہ نکالنے وہ خود آگئے جواب مین

غش کے بہانے نے مجھے مارا ہے وصل مین
جی جاؤن گر زبان ہلا دین جواب مین

رکھے رہین نہ ہات سے یہ چیر سیہ کسطرح
عادت ہی پیار کی کسی خانہ خراب مین

دنیائے منقلب کا مین قایل ہون کسطرح
سیدہا ہوا افلاک نہ کسی انقلاب مین

نیچے نکیر ڈالکے جو حلق ہو وا کسی
رشن بنی نہ لفظ شراب انقلاب مین

کہتی ہین میری لاش سی بچپن تو دیکھیے
کیا ہوگا گر زبان ہلیگی جواب مین

آنکھین بھی ہین خوب چیز مگر صاحبان عشق
اشکونکی لڑ لگا گئی چشم پر آب مین

تا حشر اہل قبر نے منہ سی نہ بات کی
اتنا مزا ملا تھا سوال و جواب مین

آبھی چکین لحد مین مری منکر و نکیر
مین ایک ہون وہ دو ہین سوال و جواب مین

بیخوف اسلیے مین چلا ہون سوئے جحیم
رحمت تیری دیکھیگی عذاب مین

بیدرد اونسی کون سی بڑھکر جو کہین
بلبل کے خون کی چھینٹ نہین ہی گلاب مین

اللہ ری شرم آئی جو تصویر بھی مری
آنکھون پہ ہاتھ رکھدیے فرط حجاب مین

کشتہ ہوئی ہی کوئی تو ایسی ہی آرزو
آنسو ٹپکتے آتی ہین چشم پر آب مین

بوسہ جو سینی چھپکی لیا جب تو یہ کہا
عادت ہے یہ فقط اوسی خانہ خراب مین

شاخین بلائین لیتی ہین جھک جھک کے بار بار
عالم ہے کسکی نیند کا سبزے کے خواب مین

کھائے کمر نہ جھونک جو کبھی تو روک لون
تار ہی زلف کسیکے الجھ و تاب مین

پر ہم تو میری دیکھی ہین آفت رکھی چھپا
آنکھون پہ اپنی ہاتھ رکھی ہین حجاب مین

اوٹھی وہ یون کہ مر گئے بھی کچھ نہ میری
کیا جانے مین نے کہدیا کیا اضطراب مین

رو رو کے فرط شرم سی آنکھین سو جاتی ہین
اک بدنظر نے دیکھ لیا ہی جو خواب مین

خانہ نشینیون کی منافی نہین ہے سیر
عزلت گزین نکلتی ہی بو بھی گلاب مین

دیوانہ وار پھرتی ہین غواص بحر مین
کشتی صدف کی بیٹھ گئی ہی جو آب مین

سوتی ہین ہی خیال جو رہتا ہے آپکا
آنکھین مری کھلی ہوئی رہتی ہین خواب مین

تڑپون مین وقت نزع نکیون لیکی ہچکیان
گھٹ گھٹ کے رہ رہے ہین مجھے وہ حجاب مین

رضوان نہ دیکھ سیر اثر اپنا جحیم مین
رحمت تری جو دیکھ سکے اضطراب مین

ہے صبح شام وصل نور سحر طرح
پہونچون نتی ہو مہر کجان پاس ہین زمین

قاصد نہ چھپنا ہی یہ بہت ہے یہ عذر وصل
سب حرف مفردات لکھی ہین جواب مین

رحمت ہے گر نہ مے کو تعلق ہو واعظو
بارش بنی نہ لفظ شراب انقلاب مین

بخشے گئی وہ نکا ساتھ تابوتین گن پر نشاہ
پر رف گئے یہ تنے برق مجھ دامین

مٹی چلو کسیکو اگر دی تو کیا ہوا
تم بھی شریک ہو گئے کار ثواب مین

قاصد کے ٹالنے کا وہین بسکہ ہی خیال
خط لکھکے رکھدیے ہین بہت سے جواب مین

عالم مین کوئی ورد سی خالی نہین کہین
ہی منتشر جو درد مرا اضطراب مین

دے قصد گھومے جاتے ہین اللہ رہی نازکی
بل کھا رہی ہے زلف جو اک پیچ و تاب مین

لکھتے نہ مجھکو سخت نہوتی نمود خط | بھیجا خدا نے خط مرے بدلے جواب مین
رحمت کو اضطراب ہی نالان مین اہل حشر | یون سر کو خم کئے مین کھڑا ہون حجاب مین
شیشی ہی کیون نہ جام پہ اب قہقہے کرین | رہتی نہین ہی ہنسی ہانی حباب مین
تو نے جو منہ لگا لیا جب تو یہ کہ | شیشہ یہ فقط آ و گیا خانہ شراب مین
کیون گردش جام نہین مست مضطرب | شیشی ہی خون الٹتی ہین انقلاب مین
جب سے پیون تو کیون نہو زخم جگر رفو | سوزن ہی میرے زخم کا کانٹا شراب مین
مستی سے جھوم کر جو ہے سر رکھے | شیشہ یہ ذلیل رہا تھ کہ مین حجاب مین
کہتے ہین پھر کے دانہ تسبیح وقت فکر | کچھ ہو نہ نکلے ہاتھ سے دل انقلاب مین
دعوی ہمین فسرق آئیگا شرمائینگے حضور | کچھ پوچھئے نہ مجھسے جو دیکھا ہی خواب مین
قطع امید عفو نہ اب ہوگی ای کریم | مجرم جو کچھ کہون تری رحمت کے باب مین
عارض کے پاس لائے جو وہ سونگھنی کو بو | ساری چمن کی بو سمٹ آئی گلاب مین

غزل ۴۵	مجمع ہی اک خدائی کا ماہر کے دفن مین تم بھی چلو شریک ہے کارِ ثواب مین	شعر ۷۵

پرتوِ حسن ہو عاشق مین بھی تو دور نہین
روی پروانہ پہ کس شمع کا کچھ نور نہین

بصر آنکھون مین نہین نورِ سرِ طور نہین
کون شی ہو مریجان پاس نہین دور نہین

کیون مصور کی طلب ہے جو وہ مغرور نہین
آپ اپنی ہی کھنچ جائین تو کچھ دور نہین

عذر بیکار کے ہین قبر تو کچھ دور نہین
لاش اوٹھا نا ہی مریجان تمھین منظور نہین

جلوہ اونکا ساہی تا بندگیِ نور نہین
آپ اپنے پہ گرے برق تو کچھ دور نہین

جذبۂ دل وان مؤثر ہو یہ مقدور نہین
نار کی ہی تو مری قبر بڑی دور نہین

قطعِ رہ مین مین دمِ ضعف بہی معذور نہین
گر کے رہجا ہے کہین سایہ کا دستور نہین

می پری کب ہے گر افشردۂ انگور نہین
اتنی آنکھین نہین رسیلی ہون تو پھر حور نہین

کسکا دل سوزِ غمِ دوست سے رنجور نہین
شمع جلتی ہی تو ٹھنڈا دلِ کافور نہین

اتنی جانین پی مین کون مجھی منظور نہین
خون دل تو نکالا ہے یہ افسردۂ انگور نہین

وصل کی صبح کا یہ قول ہو تو دور نہین
باتون باتون مین یہ اوڑ جاوے تو کافور نہین

سچ ہی گم کر کے مری للکو نکیون ہو غافل
کھونا معمول تھا اور یہ بندہ مادشعور نہین

لاکھ کوئی کہی تپلی کی ادائین ہین گواہ
نشۂ آنکھون مین جوانی کا ہی مخمور نہین

چلتی تلوارون مین جا پڑا ابرو نکی تھمتا ہے
مرد میدان کہو آئینہ کو گر سور نہین

کیا وہ نادان ہین حیا کر کے صفت اک کہون
آنکھین اولٹی ہوئی نیچی ہون تو مغرور نہین

جور گردون ستم دہر گوارا یہ سب
ناز یارون کے اوٹھانا مجھی منظور نہین

سرمگین اشک نے ڈالا ہی غضب کا لنگر
نیچی آنکھین ہین اب اولٹی ہوئی تو دور نہین

محتسب کو نکرین مست عبث یہی بدنام
کونسا شیشہ ہے نشہ مین جو خود چور نہین

دیکھیے اسکو سمجھ بوجھ کے دیجیے گا فشار
دل پر آبلہ ہے خوشۂ انگور نہین

درد خود اوٹھکی اوٹھاتا ہے مری میت کو
بار احباب جو ہوتا مجھے منظور نہین

منھ دہی پاؤنکی نہ چھٹ جائیگی چلیئے دو گام
آپ بھی پاس ہین تربت بھی مری دور نہین

دیکھا ساقی تو نکھا کلی سیہ مین کہتا ہون
شیشہ ہی ہی یہ کچھ دانہ انگور نہین

گر نہ پڑنے سے عکس آہی جاوے کبھی
پھر ہی کاغذ تصویر سے کچھ دور نہین

آپ اپنے ہی سی لپٹو نہین نکلیونکر شب ہجر
آنکھ سی دور ہو ل سی تو مر دور نہین

کوئی ہی دلمین مرے آگ لگانے والا
آپ سی آپ جلی شمع یہ دستور نہین

نازکی نے وہی کی اک حرکت کر ہی گئے
عکس رہجائے اب آئینہ مین تو دور نہین

جس سی دن وصل کا بنجائے مری ہجر کی شب
سحر وہ نرگس جادو کو بھی منظور نہین

کیا فوا کہہ مین مزا درد کی لذت نہین گر
کیا دوا انکو رکہہ جو زخم کے انگور نہین

دیکھکر سلک گہر کیون نہو تسکین مجکو
کونسا قلب ہے جس قلب مین ناسور نہین

نامرادونکی مراد آئی تو کیونکر شب وصل
غش بھی نزدیک ہی ور نیند بھی کچھ دور نہین

پتلیان گردش سے مقصد یہ کہتی ہین
آنکھ مین حسن بھر کیا ہے جو مخمور نہین

باده نوشی سی بھرون زخم جگر مین کیونکر
خود ہی ناسور سی خالی دل انگور نہین

لاش مفلس سی کہتی ہی ہوائے عالم
بوی کافور تو موجود ہی کافور نہین

درد کہتا ہے کہ تڑپا کے تجھے مین چھوڑونگا
مین یہ کہتا ہون کہ کر دو تو بھی منظور نہین

کوئی خود دار مصور سی کہنچا بیٹھا ہے
اب کاغذ پہ گری عکس تو کچھ دور نہین

اونکی تصویر کو یہ چھیڑ کے کہتا ہی قلم
بیٹھنا چین سی بیچین کا دستور نہین

پاؤن ماردجو زمین پر نکل آئے پانی
ہم تو ہین قبر مین اور قبر بھی کچھ دور نہین

گر خطا ہوگئی ہو کوئی تو بخشو اسکو
نازپروردهٔ غم سے ہے دل رنجور نہین

لن ترانی ہی ہی کچھ دیکھنے والونکی لئی
ارنی گو نہین جب طور نہین نور نہین

چپکی چپکی بھی جلا عود تو یہ پوچھو ٹ
دل ہوا خاک یہ کسطرح کہ مشہور نہین

یون تو کچھ نام کو سینے مین ہے لیکن ابتک
کھوئے بیٹھا ہون جسے وہ دل رنجور نہین

رحم دل کہتی ہین مفلس کو اوٹھائینگی ضرور
لاش مچلی ہی کہ اوٹھنا مجھے منظور نہین

اوڑ لی تصویر کا کیوں رنگ رہ رہ کے اوڑے — ہے چلبلے بیٹھیں کہیں بیچین یہ دستور نہیں

اسکو انکو مری بیتابی کے کہتی ہے لحد — ایسے نااہل کا رکھنا مجھے منظور نہیں

ہم شکتے تھے کہ دل ایسکے کر گئے ضائع — کھو دیا یوں کہ نشان دل رنجور نہیں

برق بنی سی مرے ضعف میں لیس تو ہیں خوش — ورنہ دشمن کو بھی گر نامرا منظور نہیں

ہر جگہ ڈھونڈھ چکا دلکو میں اب تجھ تو اٹھو — زیر زانو ہی نکل آئے تو کچھ دور نہیں

ضعف سے ہوں ہمہ تن دست بر تصویر حیرت — رنگ کے ساتھ خود اوڑ جاؤں تو کچھ دور نہیں

ناز برداریوں کا بوجھ وہ اٹھا رہا کیا — یہ کہو لاش اوٹھانا تمہیں منظور نہیں

کثرت جرم سے نظر و نہیں ہی صفت میری — ظلم کی تیغ سے بھی چھپا ہوں تو مستور نہیں

مجکو تصویر جو بھیجی تو یہ میں نے چلی ڈرا — وصل تو شاق تھا اب ہجر بھی منظور نہیں

جنکی تصویر مرا ہیں ہائے کہ مدت سے اونسے — آپ ہی اپنی سی تم دور رہو ہم دور نہیں

زخم میں کر کہیں کہتی ہوئی نتی دیکھی — میں پکارا کہ مری قلب میں ناسور نہیں

دیکھیے اب گل زمین پہ دیتا ہے یا کیا ہے | پھیر لینا تھا تجھے ستمگر اور بھی ہم
لوگ غیر کی لیے رقیب سے خوش ہون آہ سے | اپنی چال پر ... دوات و شمنا اور نہیں
عاشق ہے قسمت ہی غیر تو اپنی جو رہتا ہے | مر گیا دل مرا الہی ... ہو گیا ہے

غزل

اے جگر کیا خیال ہر نگاروں کو قدموں تک ہاتھ
یہ بھی مضمون ہو جو ماہر کا تو کچھ دور نہیں

۲۲

نظر کی لیکھ جو ابرو میں آیا شب ابرو میں | تماشا کس غضب کا تھا طلسم چشم جادو میں
یہ تڑپی ہیں جب آئے ہیں تیر وحشی کی قابو میں | کہ سم چھپ چھپ گئے ہیں بلکہ پڑ شاخ آہو میں
تھا آشنا سلیقہ سرد رنگ ظلم کی خو میں | ستمگر کوئی تماشا ہی طلسم چشم جادو میں
اشارہ لگا اثر پہنچا ہے دل کی جب ہر اک مو میں | چلی تو پھر اک جنبش شمشیر ابرو میں
سمجھ کر کھینچے شانہ زر زاہد سینہ مو میں | دکھا دل بھی کوئی الجھا ہوا ہے موئے گیسو میں
کوئی تو سر چھپا ہے دل تھی نفس سینہ مو میں | کہ شانہ خندہ دندان نما کرتا ہے گیسو میں

بسایا تھا جسے الفت نے انکی بوئے گیسو مین
وہی تکیہ ہی سینہ پر وہی تکیہ ہی پہلو مین

خوشی ہی عیش ہی سچ تو فلک کیسا گیا پھر ہی
ادھر دل کھینچتا ہے وہ ادھر وحشت ہے پہلو مین

دل ہے چھٹا ہے گیسو کی طرح اب تو قیامت ہی
شکن در شکن بل کھائی ہین پہلو مین

تمہاری مردمک کی گردشون سے صاف پیدا ہے
پری کوئی مقید ہی طلسم چشم جادو مین

نکالین کیون کہ عشق نے دستر کا دنبالہ
نیا اک پیچ کیونکر ہی شمشیر ابرو مین

نہین ہے مردمک دیکھی ہو آئینہ مین سیرین
وہ خود جا بیٹھتے ہین اپنی طلسم چشم جادو مین

وہی نکلی ہین تیکے اشک آنکھون سے سرمہ آلودہ
بکھرتی کیسی ہی مکر موتی جو انکی چشم جادو مین

ہر اک زخم نہان دامن میں منہ پر کھلی وہ
پڑی ہی عشق مین جگر کی پہلو مین

تری مژگان نے کچھ ڈھلکا کی ٹک سرمہ آلودہ
لگا یا قفل طرفہ ہی طلسم چشم جادو مین

سنا ہے منہ بیٹھکر دیکھینگے وہ پرین
تماشا پتلیونکا ہی طلسم چشم جادو مین

نگاہ مردمک تک وانکی جاتا دیکھکر ایدل
ظفر تکیہ لیے بیٹھا ہی کس کی چشم جادو مین

خدا ہی راس لائے دیکھیے اس بیچ مین کیا ہو	الجھتا ہی یہان دل وہان گرہ پڑتی ہی گیسو مین
یہان مقصد اوٹھکر ہاتھ دلبر سے آتا ہے	وہان چلنے مین رکتا ہے جو شانہ اونکی گیسو مین
معاذ اللہ اب مین کسطرح زلفین یہ چھوڑون اونکی	بلائین شانہ لیتا ہے تو بل پڑتے ہین گیسو مین
ذرا دیکھے کوئی اس ضد کو دیدے کی صفائی کو	لگاتا ہون مین جب سرمہ بہا دیتی ہین آنسو مین

غزل ۵۶

خدا بخشے کہا اور دل کا اپنے خاتمہ سمجھا
لہو سا کچھ نظر آیا جو ماہر مجھکو آنسو مین

شعر ۲

کی نظر باز تھی سب وصلت کی راہین ملگئین	ملگئے دل بھی جو دم بھر کو نگاہین ملگئین
تیری نظارہ مین عالم کی نگاہین ملگئین	یون الگ تھین جا کے منزل پہ راہین ملگئین

غزل — ولہ — شعر ۱۷

جنبش ہی شعر اشک سے عرش الٰہ مین	سچ ہی بڑا اثر ہی یتیمونکی آہ مین
بیکل ہے جان دل جو ہی راہ گناہ مین	مضطر ہی ناخدا بھی جہاز تباہ مین

کیونکر پھرا ون آنکھ محبت کی راہ مین
برچھی گڑی ہی اونکی نظر کی نگاہ مین

آتا ہے محو ناز کوئی سیر گاہ مین
آنکھین بچھائین نقش قدم کیون نہ راہ مین

اُٹھ رہی تباہیان مری الفت مین چاہ مین
صورت جو دل کی تھی وہی ہی دود آہ مین

کہدو صبا فزون نہ کرے آتش کو ادہر
رہزن بھی لٹ چکی ہین محبت کی راہ مین

کافی ہی مجکو ضعف ہی قطع طریق کو
اوٹھتے ہین پاؤن گر کے اوٹھنے سے راہ مین

ہی کون مجھ غریب کی آکے جو خبر
پھیلا کے پاؤن سوتے ہین جا کے بھی راہ مین

دیکھو نگاہ خاک تیری سے سو نیند و
دنیا اولٹ ہی جائیگی ترچھی نگاہ مین

کیون جان بھی نہ بدن کھلتی ہے حسن سے
پامال مین ہوا تھا حسینونکی راہ مین

پلکین بلائین لیتی ہین کیس چاہ پیار سے
صورت وہ پھر رہی ہی جو میری نگاہ مین

سیراب آبلون سے کسطرح مین کرون
جادے زبان خشک دکھاتی ہین راہ مین

آئینہ دیکھنے سی ہو خود بھی سبزہ رنگ
زہر اسقدر بھرا تہا تونکی نگاہ مین

گر حسن ہو تو آئینہ بیدار عیب ہے
یوسف کو آئینہ دار تھی بے لطفی یادِ تن

ہر روز سرفراز تو کرنا محال ہے
اوسکو کبھی لطف عذر جو دنیا کا ہی

تھکتے ہیں جب قریب وطن جا کے ناتوان
آتی ہی یوں دیار کی الفت کو ۔ ۔ ۔

غزل

ماہ وہ تیرہ بخت نہیں خوش نصیب ہی
عمر منتظر ہی جسکی ہی چشم سیاہ میں

شعر ۱۵

تاثیر درد ہجر ہے پھیلا پہر نہیں
دلکی مری چمک ہی طلوع سحر نہیں

کٹتی شب فراق کٹی ہی خبر نہیں
بگڑی ہوئی گھڑی ہی فلک کی قمر نہیں

وہ نازکی نہیں کہ جو غفلت اثر نہیں
کیا ہو شمشیر ابرو بھی افواہ کمر نہیں

جوہر کا وصف جسمیں نہیں نیشتر نہیں
آنکھیں نہ باندھ قصہ ۔ ۔ وجہ جگر نہیں

تاثیر اشک شور ہے پھیلا پہر نہیں
کچھ رنگ شب کٹا ہے بیاض سحر نہیں

بیدار دیکھیں کھول کے دیکھیں تو کچھ کھلے
فرقت میں رنگ اوڑا ہی طلوع سحر نہیں

[illegible] ذرا نہ کھول
شب کا بھی رنگ اوڑا ہے طلوع سحر نہیں

[illegible] ہیں لکھی کہ [illegible]
کیا جھک کے زلف دیکھتی ہی کمر نہیں

[illegible]
[illegible]ی ہی شام ہجر کی پہری سحر نہیں

[illegible]
گھبراؤں کیوں نہ سر کہ مری گھر میں در نہیں

زلفیں لپٹ کے [illegible]
جس سے لگی ہے جھونک وہ نازک کمر نہیں

دنیا طلسم [illegible]
گردش ہی چشم مست کی شام و سحر نہیں

ہی گھر مرا [illegible]
مسدود ہی نہیں ہی اگر باز و در نہیں

نادم وہ گر نہیں ستم ہجر پر [illegible]
کیا بھیگتی ہی رات پسینہ میں تر نہیں

غزل ۵۹

رہ رہ کے دل میں اٹھتی ہی ماہر کے کیوں چمک
بجلی تڑپنے میں دل مضطر اگر نہیں

شعر

ہی غول راہ دہر قمر بھی قمر نہیں
اک کر چاندنی ہی طلوع سحر نہیں

بچپن کی ہی جو چال ردا پر نظر نہین
کسکی خبر اونھین ہو جب اپنی خبر نہین

سمجھا انکو ئی دہر مین برق و شرر نہین
سچ ہے تڑپتے دلکی کسیکو خبر نہین

پھیلائے پاؤن سوتے ہین تکیہ پہ سر نہین
کیا کر رہی ہے کسکی نظر کچھ خبر نہین

سینہ کھلا ہوا ہے ردا پر نظر نہین
کیا جانے دل پہ کسکی بنی انکی خبر نہین

سانس اولٹی ہے پاؤن پھرتی تاب نظر نہین
کیا ہے جو غیر حالت قلب و جگر نہین

وہان اپنی اپنی کام مین کسکی نظر نہین
وہ سو رہی ہین یون کہ کچھ اپنی خبر نہین

اپنی تو ہی یہ رائے تمہاری خبر نہین
انگڑائیو نمین جو نہ کھنچے وہ جگر نہین

آنکھون مین پھر رہے ہو جو دل مین گذر نہین
کس سمت ہو کہان ہو کدہر ہو کدہر نہین

مژگان پہ اشک چشم بھی ہین لخت دل بھی ہین
اک نے نصیب ہم ہین کہ زانو پہ سر نہین

تصویر کو بھی اہل دل دیکھتے نہین
کتنا کھنچے ہین خلق سے اتنی خبر نہین

کہتے ہین رو رہے ہو دل شام ہجر کے
میلی سی چاندنی ہے ضیائے قمر نہین

مژگان کی صف میں دل ہی لٹا آئی ہی حسن سے
افسردہ ہوا ہے اپنے لطفِ نظر نہیں

جلتا ہے خود اگر کا بھی دل تیرے حال پہ
کھولے ہے بال قبر پہ کوئی چنور نہیں

جاگے ہوؤں کی چشم کا ہی عکس چرخ پہ
آنکھیں جھپک رہی ہیں یہ نجوم سحر نہیں

پلکوں کی بھی بلا وہ آتی نہیں کبھی
جس نیند کا حضور کی آنکھوں میں گھر نہیں

تصویر کھنچ رہی ہی نزاکت میں مست ہیں
کھنچ کر چلے کمان سے کہاں کچھ خبر نہیں

کیوں نیند بند کر نہیں کرتی ہی اہتمام
وہ چشم نیم باز اگر بابِ شر نہیں

کرتا ہوں چین پا کے جو آنکھوں کو بند میں
کہتی ہے موت ہو تو وہ دردِ جگر نہیں

کیونکر تڑپ کے نہ رہوں اوقات ہجر میں
جسکو میں ڈھونڈتا ہوں وہ دردِ جگر نہیں

کی دشمنی ہی نہ آکے عیادت مری کبھی
کیا نیند کو بھی ہجر مرض کی خبر نہیں

کاندھا صبا بہ لیتی آتی ہیں آنسو ہی سوئے چشم
جاتی ہی لاش قبر میں لختِ جگر نہیں

مثلِ حباب شیشہ میں کبھی تو رو رون لب
آنسو بھرے ہیں مگر چشم تر نہیں

حسرت [illegible] کیون نکالا
زخم زبان کا کٹ کے زخم جگر نہین

[illegible]
دو لاشے دونون سمت ہین قلب و جگر نہین

[illegible]
گر زہر کا تمہاری نگہ مین اثر نہین

[illegible]
کس پر کھڑی ہین ہاتھ لگے گر کمر نہین

[illegible] سامنا
انجام کیا ہو دیکھیے دل بھی دہر نہین

[illegible]
سوتے ہین کسکو کسیکی خبر نہین

[illegible]
کچھ میٹھے میٹھے درد مین لذت اگر نہین

دل ہمکی پایا جو دیا سینہ پہ تیر مین
یون دم نکل رہا ہی کہ مجھکو خبر نہین

کچھ حال تمہاری ہین لئے پنجہ زخم مین
نیچی نگہ جو کہتی ہے اوسکی خبر نہین

کیون پی تن سی نکل آئی ہین یا مرے
ٹوٹی ہوئی رگون مین اگر نیشتر نہین

کیون سانس چڑھتی ہی عرق آیا ہے کسلئی
بھاری جو رات آپکے بیمار پر نہین

جرّاح بھی چھیڑے تو مین کہدون گر ٹپکا بدن
اونکی ادائین ہین یہ زخمِ جگر نہین

آئی ہی ڈھونڈھتی ہوئی اٹکتی اونکی لٹ
سچ کہتی ہین کیا جسم مین اونکی کمر نہین

صیّاد چھٹتے چھٹتے چھٹینگی وہ عادتین
کے دن ابھی ہوے کہ ہر بال و پر نہین

وہ محوِ خوابِ ناز ہین نکلا ہی آفتاب
دکھلا رہا ہے آئنہ گردون سحر نہین

اچھا نہ آئے تھے تو سمجھتے ہی میری قدر
کیا آپ مین ہین آنکھو اون مگر نہین

نازک رگین تڑپ رہی ہین برق کیطرح
تعویذ کا تو آپکے بازو پہ سر نہین

سچ ہی کہ سب ہین صاحبِ خانہ کے دم تلک
گر دل نہین تو جان نہین ہی جگر نہین

کچھ ایسا پڑ گیا ہے محبت مین تفرقہ
دلکی ہمین تو دلکو ہماری خبر نہین

کچھ حسنِ اتفاق سے یون لگ گئی ہی آنکھ
آئینہ منھ پہ منھ کو لیے ہے خبر نہین

سُنکر صدا گدا کی نہ رکھ ہاتھ کان پر
سو در کھلے ہین باز اگر ایک در نہین

زلفین دبائے آئی ہین کیون اتنی دور سے
گردشون تو آپکے دردِ کمر نہین

سوز و گداز شمع مین گریہ بھی ہو اثر — کافور کا بھی خلق مین ٹھنڈا جگر نہین

تھمتی نہین نظر ان خستہ رہ کے ہین حضور — پارہ نہین ہے جسے برق نہین ہی شرر نہین

وہ اور کسیکی مانتی سر سرمہ سا پہ پائین — ہیکل کا ہے یہ بوجھ کہ اونچی نظر نہین

اینٹھی ہین ہاتھ پاؤن تشنج کا حال ہی — تعویذ کا جو آپ کے بازو پہ سر نہین

کیون نیم باز رہ گئی ہین خواب ناز مین — آنکھون مین میری نیند کا بھی گر گذر نہین

آئینہ لیکے ہاتھ مین ہنستے ہین کیا بہل — اس نازنین پہ چشم بد اور کی نظر نہین

آنکھین اٹھ گئی ہین جوانی کے نشہ مین — ای شرم یہ سبب ہے کہ نیچی نظر نہین

اعضا پہ چلے جب کھنچ گئے تو بولا مین نزع مین — جاتے ہو تم کہان ابھی میرا سفر نہین

کیون حلقہ بین پڑے ہین دو پٹے مین آپکے — مل دل کسیکے دست نگہ کی اگر نہین

دوڑی ہی شوخی ادھر ادھر سے چلی ہین پیرہ — سچ ہے کہ دل کی آہ مین کیونکر اثر نہین

کیون اسکی روشنی مین نکلی بدن سے دم — آتنی ہی گرچہ چاک نہین درد جگر نہین

ہے عشق تو یہ آپ پتنگو ادا آتی نہیں بات — یہ شمع کے ہین اوٹ پتنگونکے پر نہین

ہیدہ دلیون مین پہنچتی ہو کیون اوتار کے — ہیکل کی تختیان ہین یہ لخت جگر نہین

شکستہ ہی ہوئی ہے مژہ بیٹھ مین کیون وہان — کھنچتی ہوئی رگو نمین مری گر اثر نہین

اک آئینہ مین عکس ہے اک چشم صاف مین — حیران بیٹھی ہین کیہ کدھر ہین کیدھر نہین

اپنی جھڑکنا کو دل کی غریبی کو دیکھیے — دعوہ پھر اوسپہ کیہ مین بیداد گر نہین

ایڑی کی نیچے لاتی ہین چلنے مین کس لیے — گرہو نمین آنکھ او نکی جو لخت جگر نہین

تربت پہ بھی سکوت شب وصل یاد ہے — اب تم پکارتے ہو ہمین کچھ خبر نہین

آئینہ لیکے ہاتھمین غیرونپہ طعن ہے — خود گر پڑی جو حسن پہ اوسکی خبر نہین

نازک جو تھے قلم کے اشارے مین کھنچ گئے — تصویر کا تو نام ہے اپنی خبر نہین

اوڑھ کر کس سے سوتے ہین کس سے بگاڑ ہے — کون اونکی لے رہا ہے بلائین خبر نہین

مجھ بگڑے دل کی دہوم ہے چرچے ہین نام ہے — بن بن کے لیٹنے کی کسیکو خبر نہین

دل اپنے لگے چھوٹ موتی کا نام جو سنتے ہین
یون مسکرا رہے ہین کہ جیسے خبر نہین

ایسے بھی اب شب بزم مین شمع اوتر آئی ہین
کچھ دل جلا رہا ہے کہ اونکو خبر نہین

غزل

کتنا شب فراق کا ماہر محال ہے
کچھ کیت چاندنی نے کیا ہی سحر نہین

شعر ۲۵

غضب ہے سبزۂ رخ اونکی لب سکو مٹاتے ہین
نگاہون کی جو پٹی کے نشان کچھ پائے جاتے ہین

کوئی اوسکی کوئی جو ساتھ بھر دفن ہوتے ہین
مبارک ہو مین عشق ہی کے عاشق بنائے جاتے ہین

عبث کیون دوستو سمجھو بار احسان دبائے ہین
جو خود اوٹھتی جہان اوسکا لا غم کیون اوٹھاتے ہین

ہزارون حسن کے آپ اوسکی جامے مین سمائے ہین
اوسی کی بلبلہ کی ہمی آئینہ مین بال آتے ہین

نہین حاجت اونہین کچھ بخشش کی جو دل جلاتے ہین
نمود اپنی روشنی مین تا عدم پروانے جاتے ہین

نزاکت اون تنون کی کیا مصور آزماتے ہین
قلم کے اک اشارے مین جو کاغذ تک کھنچ آتے ہین

بشریت کو بھی تا دسترس اپنی ستاتے ہین
بگڑ جاتی ہی جب صورت تب آئینہ دکھاتے ہین

وفا پروانونکی دیکھو عبث کب لپٹی جاتے ہین
سیاہی صبح والی شمع کے منھ کی چھڑاتے ہین

دہن مین وہ زبان دیتی ہی جب یہ پاس آتے ہین
نجانے کیا پتنگے شمع سی باتین بناتے ہین

قیامت ہے غضب ہے بیٹھے انجل سی مٹاتے ہین
نشان آئینہ مین کی نفس کے پائے جاتے ہین

رہین آباد و شادان حرم جو شمعو نپہ کھاتے ہین
وہی ٹھنڈا ابھی کروتی ہین آخر جو جلاتے ہین

نہین معلوم جلنی مین وفا کیسی کھاتے ہین
زبان شمع پر کچھ نام پروانونکی آتے ہین

جلانیوالے تو تجھ ہی سے ذکر اونکا بیان دو
دل ونکی موم کب ہین شمع روشن جو بجھاتے ہین

نزاکت اونکی کام آتی ہی میرے مثل آئینہ
ذرا سی جب تپش ہوتی ہی وہ دلمین در آتے ہین

نگاہونکو بچا کر شمع بھی لے لیتی ہی بوسہ
پتنگے جلنے مین کچھ منھ یون کو ملاتے ہین

ہماری اضطراب دلکی اب حالت یہ پہونچی ہی
نہین جمتی ہزار اپنی قدم آنسو جاتے ہین

رگین کیونکر نہ مثل موئے آئینہ مری ابھرین
کہ جوہر سے مکر دونٹ ٹوٹے ہوئے نشتر دکھاتے ہین

مثال عکس آئینہ تمہارے ساتھ ہم بھی ہین
چلو تم جاتے ہو تو گھر سے ہم بھی نکلی جاتے ہین

ہماری ناتوانی کام آتی ہی تو منزل مین
غبار جستہ اوڑتا ہی مگر قدم اپنی اوٹھاتے ہین

نزاکت سے تو غنچہ کیون نقاہت مین سماتے ہین
نسیم صبح کی جھونکے مری کاوے ہلاتے ہین

ذرا آنسو ہر یکے جھٹکے ہین کہ تسکین ہوتی ہی
شرر کے جب چھمکے کی لگو لگاتے ہین

قیامت ہے جب آنکھین نظر آتی ہی دنیا کو
زمین پے چلنے مین کھینچا ہوا ان تھا ہین

گلہ ہو آپ کی بیرخی کا نزع مین کیونکر
ہماری ہاتھ پاؤن جب تھین اینٹھ جاتے ہین

بپا کرتے صدا ہین اشک شمع کافوری
جلین دل اونکے جو صحبت کا ہم کو جلاتے ہین

غزل ۱۶

سلیقہ مثل ماہی بات کرنیکا نہین جنکو
مثال عکس آئینہ وہ خالی لب ہلاتے ہین

شعر

یہ حباب آکے سرِ آب خبر دیتے ہین
دم جو لیتی ہین زبانین وہ سر دیتے ہین

پیچ سہتے ہین خوشی سے دنی خلق مین زر دیتے ہین
چوٹ جب کھاتی ہین تب سنگ شرر دیتے ہین

شمع کہتی ہی کہ پروانونکا احسان کیا ہے
جان لیتے ہین تو ہم خود بھی تو سر دیتے ہین

اونکو گلہای سپر جانکی منظور کرو — ہات پر رکھکے تمہین نذر جو سر دیتے ہین

ہین نخیلان جہان ہی کوئی غنچہ شاید — ٹکڑے دل ہوتے ہین مٹھی شہی جو زر دیتے ہین

زخم کیطرح کبھی ہنس کے کبھی رو دہو کر — ہم خوشی آپکی ہر طرحسے کر دیتے ہین

وہ سلامت رہین یارب کہ اگر کیصورت — دفن جو مجکو مری خاک مین کر دیتے ہین

کوئی تو نکتہ ہے جانباز یو تمہین خامونکی — لوگ لکھ لیتی ہین جسوقت یہ سر دیتے ہین

غزل ٦٢

شورش اشکونکا مین کیونکر نہ سنون اے ماہر
کچھ خبر دلکی مجھے دیدہ تر دیتے ہین

شعر ٢٨

ہم اون گلون کا قفس مین خیال کرتے ہین — ہوائے ترم سی جو منھ کو لال کرتے ہین

قدم کے نقش سے کیون اپنا حال کرتے ہین — وہ ترتبین ہی تو ہین پائمال کرتے ہین

چھری کو روک کے بیجا ملال کرتے ہین — یہ یعنی ذبح کے ہین یون حلال کرتے ہین

اونہین کے عشق مین ہم انتقال کرتے ہین — ہٹا ہٹا کے جو زلفین جلال کرتے ہین

خوش ہون وہ کہ جو دیدِ ہلال کرتے ہین
فلک سیکو چھُری سے حلال کرتے ہین

ہر اک سی رنج ہر اک سی ملال کرتے ہین
وہ اپنی شان کا کچھ بھی خیال کرتے ہین

عدم نہ منھ کو کھو تو ملال کرتے ہین
کہانکی بات کہانکا خیال کرتے ہین

لباس جو نکی چھینٹون سی لال کرتے ہین
حلال کر نہین آتا حلال کرتے ہین

کسی طریق سی تو ہی بسخن ہون وہ مشہور
زبان پان ہی کھا کھا کے لال کرتے ہین

اب آفتاب بھی پانی مین کیون نہ ڈوب مرے
وہ آج آئنہ مین دیکھبال کرتے ہین

بلائین لیتی ہی بار زلف چہرے کی
کچھ اس ادا سے وہ مجکو حلال کرتے ہین

کوئی ڈرے ہوئی لوگونسی کہدے ذبح کے وقت
یہی جھجک ہے تو پھر کیون حلال کرتے ہین

قفس کی خیر منا مثلِ غنچہ اے صیّاد
اسیر صحن چمن کا خیال کرتے ہین

کیسے لوگ ہین یارب فرشتگانِ لحد
کہ جانکر ہمین انجان سوال کرتے ہین

زبان نکی ہزارون دعائین دیتا ہے
کچھ اس ادا سے وہ دل پائمال کرتے ہین

ہماری فوج مین منھ کا بھی پھیرنا تھا ضرور — جہانمین یون ہی کسیکو حلال کرتے ہین
فرشتگان لحد چھیڑنے سے کیا حاصل — جواب دو ہمین ہم بھی سوال کرتے ہین
کشیدہ کون ہو تیر افگنان عالم سی — کھنچی کمانکی یہ گوشمال کرتے ہین
خیال خاطر نازک تھا عفو ہو تقصیر — جگر کو تھام ہی اب عرض حال کرتے ہین
عدو کی ہاتھ بہی کٹتی ہین اوٹھکے اوسکی طرف — فقیر اوسکے وہیں سے سوال کرتے ہین
وہ لوگ بہی ہین جو ہین دور چشم کے کشتہ — چھری سی ہمکو تو ڈورے حلال کرتے ہین
کسے نہ تم نظر آئے پناہ موسی سے — کہ دیکھکر ارنی کا سوال کرتے ہین
جو شامت آتی ہی پھولونکی اونکی ہاتھون مین — وہی ہمارے کلیجے کا حال کرتے ہین
عوض جواب کے دیتے ہی تجکو بنتا ہے — ترے فقیر غضب کا سوال کرتے ہین
ہوئی ہی باغ کی پھولون سے جب سے کچھ چشمک — وہ جاگ جاگ کی آنکھونکو لال کرتے ہین
نہ جا صدا سے فقیران آسیا خو پر — یہ جتنا سیر ہو اوتنا سوال کرتے ہین

جناب موسیٰ عمران پناہ دیدے سے | یہ آپکی دید کا حضرت سوال کرتے ہین

غزل ۶۴ | اونہین سے عشق مین ماہر کی جان جاتی ہے / بچے ہوئے جو لہو سے حلال کرتے ہین | شعر ۴۴

جرّاح درد زخم سے رو ؤن خوئی یہ نہین
دل مین رہا ہے بخیہ تار رفو نہین

اب کیون ترے گدا کا سفر مثل بو نہین
حسرت نہین مراد نہین آرزو نہین

اب کیا کہون کسی سے کوئی آرزو نہین
حسرت ٹپک رہی ہی جگر کا لہو نہین

نا قدر درد غم کے نمونے سے شاد ہین
مین یہ تڑپ رہا ہون کہ دل کیون لہو نہین

یون جیسے دم کئی ہین قفس مین اسیر باغ
شاخو ن مین پھول اک نہین پھلو ن مین بو نہین

پروانون کو جلا کے دکھا شمع کا نہ دل
اب بھی کہو سفید جہان کا لہو نہین

سینہ پہ ہاتھ رکھکے کبھی پڑھ دو فاتحہ
میت سے یہ بھی ایک مری آرزو نہین

دہبا لگا یا آپ مین کس احتیاط پر
اتنا بھی ہو نہ شوخ تو دل کا لہو نہین

آرام پاکے کہتے ہین دل سی مری وہ یہ
ناحق گلہ تھا ہمین بُری کو ہی خو نہین

مستون بغیر بزم مین کیا دل لگی مرا
شیشہ نہین ہی جام نہین ہی سبو نہین

رُوٹھی جو دل مرا تو کوئی اوسنی یہ کہے
پھر کیون خفا کرو جو منانیکی خو نہین

کہتے ہین رنگ اوڑا کے حنائی کسیکے ہاتھ
جو چلو ون نہ روز گھٹے وہ لہو نہین

ذرہ ہے میری خاک کا دامن پہ جا پڑی
ای دوست میری اور کوئی آرزو نہین

شاید کہ مر گیا دلِ نالان مرا کہین
چپ چپ سی شہر مین ہے وہ غل کو بکو نہین

مجھ تک تو عادتین تہین جگانیکی رات بھر
سونے نہ دی وہ نہین یہ مرے دلکی خو نہین

پرتو پڑا ہے دلکی چمک کا مرے ضرور
بجلی مین بے سبب یہ تڑپنے کی خو نہین

کمسن ہین گر نہ چال مین اولجھین تو کیا کرین
گرنیکی عادتین ہین سنبھلنی کی خو نہین

اب کس امید پر نہ مجھے ناوک لگائین وہ
رنگت پکارتی ہی کہ دل مین لہو نہین

کہتی ہے دل مین ڈال کے روزن مرادِ دل
اس در کی جو فقیر نہین آرزو نہین

دہارونکا زور دیکھکے ناوک لگائی ہی — اولٹی پھری نہ تیر تو دل کا لہو نہین

کہتا ہون تیرے دیکھکے حسرت زدونکو مین — سن رکھین سب کہ مجکو کوئی آرزو نہین

دم ہو خفا تو ہجر مین دل ہی نہ تنگ ہو — معشوق کب ہے جسمین بگڑنیکی خو نہین

کیون مست خونِ دلکو نہ سمجہین شراب سرخ — مے کی نہ چھینٹ ہو تو لہو بھی لہو نہین

کہتا ہے دل جلا کے مرے درد کا مزا — وہ دل نہین کباب کی کچھ جسمین بو نہین

دل ہی بساط ہو تو ڈرو اور ظلم سے — چھلکا سا ہو جو خون وہ لہو کیا لہو نہین

مستونکو کیون نہ درد ہو ٹوٹین جو ایسے دل — ہی کون جسمین شرکتِ خونِ سبو نہین

خنجر کا منہ بھی رنگ کے پردہ مین ہے نہان — دیکھو سمجھکے تم بھی تماشا لہو نہین

دل مین ہی سمجھکے وہ سہتے دین اپنے تیر — غیرونکی آرزو ہی مری آرزو نہین

پیکانمین رنگ پاکے مکدر نہ اتنے ہو — جو خشک ہو گیا وہ لہو کیا لہو نہین

وہ تیر پر لگا رہے ہین تیر اسلیئے — کہتا ہے جوشِ خون کہ ابھی دل لہو نہین

دنیا مین اتنی عمر یہ ہی ای شفق یہ حال
مین بھی تو ایک ہو کہ مرا دل لہو نہین

گر درد زخم دل کا سنو گے تو ہو گا کیا
چھوٹی سی منھ کی بات بڑی گفتگو نہین

ظالم ہوا کلو نپہ ہی بلبل اسیر ہے
کیا ہو رہا ہے اب خبرِ رنگ و بو نہین

تولیدِ خون کی مردہ دلی ہین عبث ہے فکر
جو دل کی جان تہا وہ لہو اب لہو نہین

ایسے غریب دلکو نہ چہاتی سی کیون لگاؤن
خصلت یہ نہین ضدو نکی مچلنی کی خو نہین

جلاد روئینگے دل زخمی سکے حال پر
با تن شکست بخیہ تارِ رفو نہین

زخمیِ دل سیے ہوئے لب کی صدا سنین
ٹانکو نکا ٹوٹنا ہے مری گفتگو نہین

جلاد جلتے خون کا ادنی یہ حال ہی
بجلی زمین پہ لوٹ رہی ہے لہو نہین

بر عکس یون سے عکس کے الٹی ہین کیا نصیب
آئینہ اونکے آگے ہے پہر رو برو نہین

تفریحِ اوس سے ہو یہ رولائے جہان کو
غنچے کے دل مین بہی مری حسرت کی بو نہین

رنگت تو کہ رہی ہی مرا طور رہی برا
ہمت پکارتی ہی ابہی دل لہو نہین

اتنا تو کھوئے دل کا نشان مجکو یاد ہی	عشق کی ہی عادتین ہین تڑپنے کی خو نہین
یہ کیا کہ میرے پاس تھین سو دلین حسرتین	اب اونکی پاس ہے تو کوئی آرزو نہین

غزل ۶۴	گل دیکھی کیون خموش ہو ماہر نہ شمع بزم چھن جائے منھ کی بات تو کچھ گفتگو نہین	شعر ۳۴

مجھے اس شرط سے وہی جگہ گردون نے گلشن مین
گرے بجلی تڑپکر گر ہلے تنکا نشیمن مین
رگ جان مین سوز غم نہ کیونکر ہو مرے تن مین
گل آتش ہو وہ بھی خس جو ہو شعلہ کے دامن مین
نہیب طبع کی تاثیر یون ہے شعر کے فن مین
عوض شیرونکے جیسے بو رہے شیرونکے مسکن مین
قدم ڈالے نکیون دل ہر طریق صاحب فن مین

اسد جاتے ہین بیشہ کی طرح غیرون کے مسکن مین
کوئی دم دے رہی ہے تیغ دستِ ترک پر فن مین
رگون کو اپنی کچھ بھڑ کا ہوا پاتا ہون گردن مین
کوئی تو پوچھ دے یہ باغبان سے مجھکو گلشن مین
وہ کھٹکے آنکھ مین کیونکر جو تنکے تھے نشیمن مین
معاذ اللہ کیسی منتین بانکی لڑکپن مین
غضب ہو جائے نیچا سر ہو پہنین طوق گردن مین
پھر آمد غم کی ہے دلمین الٰہی خیر امیدونکی
اسد مایوس ہو کر صید سے آتا ہے مسکن مین
بند ہین باندہی کسیکی اہلِ وحشت غیر ممکن ہے
ہوا کیا گر پڑی زنجیر رشتہ پائے سوزن مین

ترس کہا ہم صفیروں پر بہی جو ساتھ سے آئے ہین
مین جس مٹھی مین ہون گلچین چہپا لے اوسکو دامن مین

ہوا کے دم سے اتنا بھی اگر ہے تو غنیمت ہے
مرے بدلے مرے پر آتے جاتے ہین نشیمن مین

اگر ہے طالبِ قطعِ سفر رہبر کے پیچھے آ
اولجھکر رہگیا رشتہ بڑہا جب راہِ سوزن مین

کسیکا راز افشا کر نہ اپنی بیحجابی سے
کہ عریانی پہ عادت پردہ پوشی کی ہے سوزن مین

خبر اونکو نہین باتون مین یون بیٹھے ہین تربت پر
بلائین سر سے پا تک لے رہا ہے کوئی مدفن مین

یہی تو ہین ادائین قتل کرتے ہین جو محفل کو

کہ خود بیٹھے ہین اور تصویر پوشیدہ ہے دامن مین

زبان سے کام کم لے گر بقائے دم کا خواہان ہے

کہ عمر رشتہ گھٹتی جاتی ہے رفتار سوزن مین

سمجھکر مال اپنا لیگئین اشکونکو بھی ظالم مین

وہ رزق برق تھا دانہ جو کچھ تھا میرے خرمن مین

کبھی اونکی لحد کی سمت بھی ہو کر نکلجاؤ

نگاہین جنکی جالا بنگئی ہین چشم روزن مین

کبھی گرتے ہین جب دشمن تو مین سنکر یہ کہتا ہون

انیلی چال چلتے ہین اولجھ جاتے ہین دامن مین

مری اک قید نے حالت یہ کی ہے ہمصفیرون کی

بھرا ہے خانۂ صیاد سناٹا ہے گلشن مین

تعجب کیا جو پھلے کی طرح دل بھی نکل آئے
لیے بیٹھے ہین وہ مٹھی چھپائے ہین جو دامن مین

نظر مین کیون نہ اونکی نشہ آتا اونکی آنکھون کا
کرے مستون کے ہاتھون ہی بہی گر پڑتی ہی دامن مین

عجب کیا اس بلانے سے چلا آئے اگر قاتل
اشارون کی ہے صورت جنبش رگہائے گردن مین

بدی غیرون کے آگے ہو رہی ہے کب سے تربت پر
ہمین دیکھو کہ ہم چپکے پڑے سنتے ہین مدفن مین

رہے قطرہ نہ باقی ہان دم شوق شہادت ہان
بدن بھر کا لہو کھچتا چلا آتا ہے گردن مین

دوبارہ ہون نکیونکر قتل یہ کہکر جو وہ رودین

بدن پر سر نہین ہم ہاتھ ڈالین کسکی گردن مین
جدائی انہین بہی کیا تیغ سے ہونے کو ہے قاتل
گلے ملتی ہین آپس مین رگین جتنی ہین گردن مین
اب اس سے بڑھکے کیا شوقِ شہادت ہوگا ای قاتل
رگین کہنچتی ہوئی ساری سمٹ آئی ہین گردن مین
فلک کے دور مین انسان رہے ثابت قدم کیونکر
دمِ گردش تو پتھر بھی نہین تھمتا فلاخن مین
خبر پائی ہے شاید قتل کی اے بیخودی کوئی
بدن سے خون جو دوڑا ہوا آتا ہے گردن مین
اوتر کر زلف نے اوسکی جگہ روکی ہے شانہ پر
کبہی مین نے جو باہین ڈالدی تہین اونکی گردن مین

محبت مین بھی اونکے قتل کا ہے اک نہ اک مطلب

جھکا کر سر دیا مین نے تو ڈالا ہاتھ گردن مین

کوئی اس سن کو تو دیکھے عوض مین کچھ چڑھانیکے

لحد کے پھول بھی چنکر لیئے جاتے ہین دامن مین

غزل ۱۶۴	بشر ہو کر فلک کی گردشین ماہر سے ہے کیونکر کہ چکر آتا ہے پتھر بھی جب آتا ہے فلاخن مین	شعر ۱۶

کہ صفت اضطراب مین ہون جہان ہون اک انقلاب مین ہون

میان خشکی بھی آب مین ہون مین آبرو سے عذاب مین ہون

نکیون مین ساکت حساب مین ہون تری ہی داد و داب مین ہون

خموش بس اس حجاب مین ہون مین اور گویا جواب مین ہون

یہ سے اوٹھکر عذاب مین ہون محاسبے کے خطاب مین ہون

کہو نہ مین کیا کس عقاب مین ہون جہان ہون اک التہاب مین ہون مثال آہنگ غنا ابین ہون مین ناگہ مین کہ آب بیچ مین ہون

مین خاک گویا جواب مین ہون کہ اونکے سخن کے حساب مین ہون

مگر مین سبزہ خطاب مین ہون کہ رہرو ونکے سذاب مین ہون

کہون تو کیا کس حساب مین ہون زمانہ رو تکہ مین خواب مین ہون

لحد عجب اضطراب مین ہون صدمہ آ اونکی عذاب مین ہون

مین اپنی فکر عقاب مین ہون وہ جانتی ہین کہ خواب مین ہون

گناہ پر بھی ثواب مین ہون خموش رحمت کے باب مین ہون

کفن کے اس پیچ و تاب مین ہون مین سمجھا اور حجاب مین ہون

ہمیشہ آباد ساقیا تو نہ کیون ہو مینا کی طرح اچھو

اودھر ہون تا حلق اپنی ملوا ادھر گلے تک شراب مین ہون

برنگ بوئے چمن جو کھویا مین بیٹھ کر دلکو خوب رویا

ہوا بس آتشین کو ہی گویا پسینے کے رخ یا گلاب مین ہون

نکیون لگی آگ جسم و جان مین سیہ زکہتا ہے استخوان مین

کبھی ہو مین نبضِ عاشقان مین کبھی مین سیخِ کباب مین ہون

نہ ڈھونڈے مجھسا بھی کوئی بیکل کہ سارے دریا مین اک ہی ہلچل

اوبھر رہی ہے زمین سے ریتیل غضب کے مین اضطراب مین ہون

بیان ہو کیا حال قلبِ مضطر ٹپک رہا ہے اوٹھا اوٹھا کر

جہان مین تھیلے نہ درد کیونکر شبِ فراق اضطراب مین ہون

سقر مین کیا جی یوہین مین ہارا کیا تہا شعلون نے کچھ اشارا

مین دستگیرونکو یون پکارا چلو چلو مین عذاب مین ہون

لحد کے دکھ تو فلک نے ڈالے نہ منہ سے پر یہ سخن نکالے

چلین نہ اسطرح چلنے والے قدم کے نیچے مین خواب مین ہون

اثر دکھائے جو قلبِ مضطر تو سر بسر ہی صورتِ مقدّر

نکیون ہون غلطان مثالِ گوہر غرق خود اپنے آب مین ہون

سُنا دے حکم ای حساب والے سقر مین جائین عذاب والے

جواب دینگے جواب والے کریم مین کس حساب مین ہون

غزل ۶۶	نہ خوش ہون ماہر ستا کے دشمن جو ہون مین گردش سے خشت آہن زمانہ بھی تو ہے فلاخن جو دم کو مین انقلاب مین ہون	شعر ۶۹

صاحب بساط قدر سی خالی کہین نہین
تکیہ وہ کونسا ہے جو مسند نشین نہین

ہی دور کون دوست جو میرے قرین نہین
سینہ مین ہی وہ دل جو کم از دوربین نہین

احسان لے نہ تو مثل ترا بھی کہین نہین
اکسیر ہے وہ خاک جو دامن نشین نہین

کس سے ہی نامِ عشق کوئی نازنین نہین
مجنون تو ہین بھی لیلی محمل نشین نہین

ای چرخ کا ملونکی جگہ کیون کہین نہین
تکیہ سے بھی یہ کم ہین جو مسند نشین نہین

کیا آنکھ مڑ کے دیکھتی ہی کیا کہین نہین
دنبالہ سرمہ کا ہی کوئی دوربین نہین

مٹ جائے شکلِ حزن تو جانو حزیں نہیں ۔ تقدیر کا لکھا ہی مٹے جب جبیں نہیں

عاشق تو کوئی مثل تو خود نازنیں نہیں ۔ عکس انکا جسکے رخ میں نہیں وہ حسیں نہیں

پینے میں مجھ سے سب کہیں یہ کیوں ہی نہیں نہیں ۔ شیشوں کا بھی خون ہی مگر آتشیں نہیں

کیونکر مکاں ہی عرش ہے بیتِ مکیں نہیں ۔ بجیں ہیں جو حرف جو کرسی نشیں نہیں

نے روئے کیوں نہ روؤں کہ مجھسا حزیں نہیں ۔ آنکھوں پہ آستیں ہے جبیں پر جبیں نہیں

ہے بے پناہ شہر خطوں سے کہیں نہیں ۔ یہ آب زیرِ کاہ ہیں حسن حسیں نہیں

کیا اہلِ نام چھپتے ہیں اپنے گھروں میں یوں ۔ جب آشنا زمیں پہ پشت نگیں نہیں

ہو لامکاں تو اہلِ فنا سے کرو نہ ناز ۔ گر تم کہیں نہیں ہو تو یہ بھی کہیں نہیں

جامہ میں یار کے ہوں جو زہرِ جنوں نہیں ۔ افعی سے کے تن کا پوست یہ ہے آستیں نہیں

گر ہو نہ وصفِ ذات تو شہرت سے کیا حصول ۔ اک نام ہے چراغِ مکاں نگیں نہیں

بیٹھے ہیں پریشاں یہ کیوں نازنیں خفا ۔ شاید لیا ہو خواب میں مجھکو نہیں نہیں

نامی جہان مین گر ہے تو کسب حیا ہی کی
گر آنکھ ہی مین آب نہین تو نگین نہین

مین اک فشارِ قبر کا شکوہ کرون تو کیا
دنیا مین کسکی خونکی پیاسی زمین نہین

زورِ جنونمین قید جامہ ہو نہین کیا
ہاتھونکی ہتکڑی شکنِ آستین نہین

ہے صاحبِ وقار تو کر ترک بانکپن
گر کج کلاہیان ہون تو حسن نگین نہین

کبتک چھپے رہوگے دکھا بھی چکو جمال
کیا خوب سب تو سناتے ہین اک تمہین نہین

کر صاحبِ وقار پہ تہمت نہ طنز کی
چشمک زنی پہ میلِ مزاجِ نگین نہین

طبع نفیس مائلِ مالِ جہان ہو کیا
فاسد غذا صدف کی ہی دُرِ ثمین نہین

ای چرخ خانہ زادونکی اور اتنی آبرو
قابل صدف کے گوش کے دُرِ ثمین نہین

تکرارِ نفیِ وصل مین اتنا رہے خیال
اقرار ہو نجائے تمہاری نہین نہین

پرتو دکھادیا تو سراپا دکھا چکے
اب تم مری نگاہ مین پردہ نشین نہین

کھو جاتی ہو تم آنکھون ہی آنکھونمین کسطرح
آنسو نہین ہو سرمۂ چشمِ حسین نہین

جلتی زمین پہ کیا مرے وادیکی آئین وہ
ہین موم خام شمعِ غزالانِ چین نہین

ہون آتشین لباس گلُ شمع کی طرح
شعلہ نہین اگر تو مری آستین نہین

ہون عکس آئنہ تو نہ کھلواؤ منھ مرا
گر مین حسین نہین ہون تو تم ہی حسین نہین

ہے غرقِ مالدار کا باعث ہمیشہ مال
کشتی صدف کی کون ہے جو تہ نشین نہین

اولٹی نہ باتین ہون جو زمانیکی طرح سب
ہان ہی بھلی لگے نہ تمہاری نہین نہین

ایسا بُرا ہو نہین کہ ہی چہرے مین جسکا عکس
صورت نما مرے نہین تو خود حسین نہین

کہتی ہی ہر کلی کی قبا چاک کرکے بُو
جسمین نہ دستِ غیب ہے وہ آستین نہین

پروانی پوچھتی ہین اشارونمین کچھ جواب
کہتی ہے شمع سر کو ہلا کر نہین نہین

نامی ہی انتظارِ اجل مین مرینگے کیون
پتھرائی جسکی آنکھ نہین وہ نگین نہین

ای ضعف دردِ ہجر مین رونیسی کام ہی
ابرو تو آنکھ پر ہی اگر آستین نہین

ڈھونڈھ آیا ہر طرف دلِ بیتاب ہی مرا
ای دوست تیرے درد کا درمان کہین نہین

پروانونکو قرین نظر آتا ہی کیون عدم
شعلہ جو شمع کا صفتِ دُور بین نہین

یون گر نہ آئے دیکھلے ارمانون ہی کو آؤ
یہ کیا یہ سب تو دلمین بسی ہین تمہین نہین

لاکھون ہی حسرتین ہین تمنائین سیکڑون
بستی جو میر دلمین بسی ہی کہین نہین

دیکھو خرامِ ناز سے دیتا ہی دل مرا
پھر یہ کہوگے ہمسا کوئی نازنین نہین

رسوائے خلق ہی ہوے منھ پر بھی آئی بات
وصلت مین اور کیجیے مجھسی نہین نہین

کھوئی ہی خلق آپ پتا کسطرح ملے
گر تم کہین نہین ہو تو کوئی کہین نہین

نامی جہانکی دور مین محتاج کیون نہون
دیکھے ہر اک کا ہاتھ نہ جو وہ نگین نہین

پرتو سے شکل دیکھنی والون نے دیکھ لی
سمجھے تھے تم کہ یہان کوئی باریک بین نہین

بیہوش لوگ دلکی نگہ سی ہون کیا نہان
یون چھپکے آج بیٹھے ہین چھپی کہین نہین

ظاہر کے خاکسار وحمین ہین بھی ضرور
پانی مرے نہ جسمین وہ کوئی زمین نہین

آنسو پونچھینگے کا ہکشان نہی شبِ فراق
عریان تنونکی آنکھ پہ گرہ آستین نہین

سایہ بھی ہو نہ پاس تو کسکا کرون گلہ
ہین اپنا آپ ہجر کی شب ہمنشین نہین

جو چاہو اپنی منھہ سی کھو مین شمانونگا
ہر جا ہو میتر یجان تو کیونکر کہین نہین

آوارگی کے لطف کو سو رن سے پوچھیے
لاکھون بنا کے گھر مگر اک بھی مکین نہین

پھر پھر کے میری نیند کو ڈھونڈین پتلیان
گر آنکھ مین نہین تو جہان مین کہین نہین

حیاو یسے یہ بھی دیکھنے والے سمجھ گئے
ظاہر کے سب حجاب ہین پردہ نشین نہین

اولٹی ہوئی نہ آنکھ پہونچی تو کیا کرین
بیکار کی ہی بات کہ وہ شرمگین نہین

کی تھی پلک نے قدر تو یہ کیا ضرور تھا
یون کھو دیا کہ دل کا ٹھکانا کہین نہین

کہتے ہین جاگے آنکھ کے پردے پڑے ہوے
یہ آنکھ وہ ہے اسپہ بھی جو شرمگین نہین

اولٹو نقاب منھہ سی دکھا بھی چکو جمال
ایسا نہو کہ لوگ کہین تم حسین نہین

آنکھون تکی آگے لاؤ تو دیکھو جہانکا حال
دنبالہ سرمے کا بھی کم از دور بین نہین

تھا عجب اٹھون آنکھین میری ہو اب لوگ
ای نیند تیری طرح سے وہ بھی کہین نہین

تو بہی کہین چہپی بیٹہی ہو میری جان — یہ بہی کہین ہوا ہے کہ ہوا ور کہین نہین

کر خاک نفس کو تو ہو عاشق تری ہی مخلوق — جس پر مرین سب کوئی ایسی زمین نہین

صاحب ہنر ہو نہین تو سے قدم لگا ہی نام — حسن خرام کلک سے نقش نگین نہین

کیا چلتے پہرتے لوگونکا شکوہ ہو ای فراق — بیٹہا ہوا جو دل تہا وہی ہمنشین نہین

ای بیخودی کر اپنے کا آج کیا سبب — سینے مین دیکہو درد تو پہر کہین نہین

ای کہوئے دل یہ سینے مین کیا ہو رہا ہے اب — کیا چیز کسکو ڈہونڈہتی ہین کیا کہین نہین

بیمار پڑ کے لوگ تو اوٹہ بہی کہڑی ہوئے — اللہ میری درد کا درمان کہین نہین

غزل ١٦٧	بیٹہو گے لاکہ ہتے جو ماہر سی ہو گا کیا مژگان پہ آئی اشک کم از دور بین نہین	شعر ١١

ردیف الواو

رلوا دیا ملائک عرش آلہ کو — کیا دل دوکہا نہین یہ طلوع آہ کو

عمرِ رواں سی دور رکھ ای دلِ گناہ کو
ہے قہر قرب کوہ جہازِ تباہ کو

اشکوں سی کچھ سکوں ہے مجھ پُر گناہ کو
تھا بنا ہے لنگروں نے جہازِ تباہ کو

کہتی تہی جھڑکی آہ یہ عرشِ الٰہ کو
دیکھیں ملک بھی آج مری دستگاہ کو

دیکھا فلک کو توڑ کے عرشِ الٰہ کو
کیونکر کہوں کمین تیرِ ہوائی اب آہ کو

کیوں اشک ہوں ضرور نہ مجھ پر گناہ کو
لنگر سے روکتے ہیں جہازِ تباہ کو

دیکھیں بشر جو چشمِ بصیرت سے اک نظر
ہر رگ دکھائے معرفتِ حق کی راہ کو

درویش طبع جو ہیں گنہگار دہر میں
چلنے میں چھوڑ دیتے ہیں وہ شاہراہ کو

ای آہ دل کو پھینک تنِ بیسکون سی تو
لنگر سے کام کیا ہے جہازِ تباہ کو

کیوں مو دلِ ستم زدہ دل مضطرب کو ہو
ہے بادبان قہر جہاز تباہ کو

غزل ۶۸	ماہر یہ غفلت کفن و قبر تا بہ کے اب چھوڑ بھی جہان کے سفید و سیاہ کو	شعر ۲۴

سوزِ غم آہون سی میرا تیز تر کیونکر نہو
آتشِ سوزان ہوا سی شعلہ ور کیونکر نہو

اشک سی ہی زیبِ مژہ لختِ جگر کیونکر نہو
آب دین جس نخل کو وہ بارور کیونکر نہو

داغِ غم پیری مین میرا جامہ در کیونکر نہو
چاک دستِ مہر سے جیبِ سحر کیونکر نہو

سخت جانی مین مجھی سوزِ جگر کیونکر نہو
سنگ خلقت ہون تو باطن مین شرر کیونکر نہو

شیب مین بے نور ہر داغِ جگر کیونکر نہو
گل چراغِ ماہ ہنگامِ سحر کیونکر نہو

داغِ دل وقتِ جوانی جلوہ گر کیونکر نہو
ضوفشان ہنگامِ شب نورِ قمر کیونکر نہو

دل سی پایا پھل نہ مین نی گر تو اسکا کیا عجب
جو شجر اک سرو ہو وہ بی ثمر کیونکر نہو

ہی شبِ کوتاہِ وصلت مین گذشتہ کا بیان
ذکرِ طولِ شامِ فرقت مختصر کیونکر نہو

عکسِ داغِ سینہ سے پکی نہ کیونکر دل مرا
تابشِ خورشید سی پختہ ثمر کیونکر نہو

اوّل و آخر عدم ہے بندہ واحد ہو نہین
مبتدا جو ہے وہی میری خبر کیونکر نہو

تن کی تاریکی سی گھبرائی ہی روح فرطِ غم
داغ قندیلِ درِ زخمِ جگر کیونکر نہو

پڑھ چکا ہو جو کتاب قصۂ زلف دراز
پھر مطول اوسکی آگے مختصر کیونکر نہو

مجھپہ تنہا کٹ رہی تھین ہجر کی راتین فلک
گرم پہلو کرنیکو داغ جگر کیونکر نہو

جب کمال اوج سوز آتش فرقت کو ہو
شعلۂ سرکش نگاہون مین قمر کیونکر نہو

ختم کر دی عشق جب مجھپر زمانی انقلاب
دوست دل سا دشمن بیداد گر کیونکر نہو

جب قیامت کا ہو پیدا و امر غمکو حصول
دشت محشر دامن زخم جگر کیونکر نہو

وار پیہم جب چلاین گردنکی مجھپر زیست مین
پھر مری تیغ اجل آخر سپر کیونکر نہو

خانمان برباد ہو کر مجکو مرنا ہی فلک
میرے جانب سے زمین کے دلمین گھر کیونکر نہو

داغ فرقت جا ہین دلچسپ اے سوز جگر
یاد لطف وصل کا آخر اثر کیونکر نہو

بسمل شمشیر طول شام فرقت ہون فلک
میری نظرونمین شفق خون سحر کیونکر نہو

خنجر آفات سماوی کہ نہ دیون گل کسی
شاق تر مجکو یہ درد نیم سر کیونکر نہو

فتح باب [illegible]
آہ [illegible] کیونکر نہو

غزل ٦٩	یاد میں آہوئے چشمِ یار کی نکلا ہے دم مرگِ ماہیر کی خبر وحشت اثر کیونکر نہو	شعر ١٩

کہاں تابِ کثافت صحبتِ طبعِ مصفا کو
کہ دستِ صبا ساقی سے بھی قے آتی ہے مینا کو

کیا ہے یاد کن مستوں نے ساقی آج صہبا کو
کہ بنکر شورِ قلقل ہچکیاں آتی ہیں مینا کو

لگا اتنی تو آگ اے آتشِ فرقت سراپا کو
سپند آسا اڑا دوں جھڑ دل سے سویدا کو

پلا دوں کیوں نہ آبِ آبلہ وحشت میں صحرا کو
زبانِ خشک سمجھا ہوں میں ہر نقشِ کفِ پا کو

ملا خلقت سے خوں کی لطف وہ قلبِ مصفا کو
مئے گلرنگ سے حاصل ہو کیفیت جو مینا کو

بصیرت سے کبھی دیکھی جو مجنوں نے لقِ صحرا کو
نہ سمجھے خیمۂ لیلیٰ سے کم داغِ سویدا کو

یہی حسرت ہے اے دستِ جنوں مجھ وحشتِ پیما کو
مثالِ گرد اٹھتے دیکھ لوں دامانِ صحرا کو

طمانچہ موج کا آخر پڑا منھ پر حبابوں کے
گرہ میں اور باندھیں ہمرہِ آبِ دریا کو

سوئی کی لٹ تو نظر پڑتی جو شیشہ میں
سمجھتا خوشۂ انگور میں عقدِ ثریا کو

فلک اوسکی ہین شمع بزم الفت کا ہو پروانہ
کیا ہے مہر فرش پا رضِ جنسی کو وہ صحرا کو

کمی ہی گریۂ غم کی آنسو نکلین کیون ہو قلت ہی
کہ ساحل کا تو گھٹتا نا ہو بڑھا دیتا ہے دریا کو

اگر انکا بھی تو طیران چاہے صورتِ مرغ
پہ پروانہ تیرہ کا ن اوات ہر گرد صحرا کو

پیادہ چلتی اوسی سے تو رتبہ اور بڑھ جاتا
سمجھتا آسمان سجدہ گہ مجنون نقش کف پا کو

بھسم سب کیس نے وقتِ غرق آ پہنچی کہنی تھی
حباب اوٹھے ہین سب سر پر اوٹھائے آب دریا کو

نکیونکر سمجھا ہے دامنِ یوسف پکڑ لیتی
گریبان اپنا اکدن چاک کرنا تہا زلیخا کو

ترقی خواہ تو حسن اتنی ہی ہی تو عاشق
اندھیرے نکلے کم تھی تجلی چشم موسی کو

تری بیمار کو دم توڑتی گر دیکھ لیتی وہ
مثالِ نبض تڑپین عمر بھر تیرہی مسیحا کو

تڑپکر ہجر کی راتین کٹین جب قید یوسف مین
ہنسی آئی ہی کیا کیا اپنی رونے پر زلیخا کو

شعر ۱۴	کسیکے ناخن نازک جو یاد آئے ہین اے ماہر گرہ ہر اشک کی کھل کر خجل کرتی ہی دریا کو	غزل

اچھا یونہین سہی شب فرقت بسر تو ہو
یون رنگ ہو سفید کہ طالع سحر تو ہو

مانند شمع خلق مین سودا سر تو ہو
سر جسم پر رہے نہ رہے تاج زر تو ہو

کم ظرف کے آبرو ہو تو خیر اسقدر تو ہو
دریا سی تیغ کھنچی تو بقدر گہر تو ہو

ای چشم اونکی عکس کا پتلی مین گھر تو ہو
پھر دیکھین باہر آنکھ کی تل بھر نظر تو ہو

اشکون سی کچھ نہ اور ہو حفظ نظر تو ہو
جب گھر لٹی فسند کا گہر قفل در تو ہو

ای عشق دل مین آرزوون کا گذر تو ہو
سچ ہے کسیطرح مرا آباد گھر تو ہو

مر جائی دل جو سینہ مین نالان جگر تو ہو
جب لاش گھر مین ہو تو کوئی نوحہ گر تو ہو

وحشت کا عکس قیس مین پیدا اثر تو ہو
پھر دیکھین آینہ کی نہ دیوار و در تو ہو

گردون نے یہ سمجھکے دیے مجکو اشک چشم
لنگر سفینۂ صدق کا گہر تو ہو

کام آئے دل نہ جنبش ابرو مین کسطرح
تلوار جب چلے کوئی سینہ سپر تو ہو

ہین سخت جان تیغ آسیا سی کیا
کوئی مرض نہین ہی تو دوران تپ تو ہو

اگر ہمنشین کوئی نہین واقف نہین سہی
آگاہ دردِ دل سی ہماری جگر تو ہو

گویا اگر نہین تو نہون یہ بہی اک ہئی بات
سب کچھ سہی پہ تیونکی خدایا کمر تو ہو

دلکی جلا دکھاتی ہی ماہ مہر جمال دوست
جیسا کوئی سکندرِ آئینہ گر تو ہو

غزل ۱۷۱ — ولہ — شعر ۲۰

تیغِ جفائی چرخ کا کوئی اثر تو ہو
چھوٹا بھی داغ ہو تو بقدرِ سپر تو ہو

آئینہ لیکے جاؤن انکیو نکر مین سامنے
اونکی کسیطرح سے اِدھر کو نظر تو ہو

اب دلمین گڑگئی ہی مثالِ سنانِ تیر
وہ دن تھے اور آج سی ترچھی نظر تو ہو

داغِ جہان مین اہلِ ہوس ہین برنگِ گل
ہون داغ دل مین پاتہون مٹھی مین زر تو ہو

عنبت کے عشق مین اتنا تو ہو اثر
شیشہ جو ٹھیس کھائے تو دل کو خبر تو ہو

بوی اثر تو کچھ ہو محبت کے رنگ مین
بلبل فغان کرے تو گلون کو خبر تو ہو

کھتا ہی پھیل پھیل کے یہ دودِ دل مرا
اتنا فلک گھٹے کہ گلِ نیلوفر تو ہو

صیاد ہوش بھی اوڑرہین گر تو عجب
مجھسا ریاض دہر مین نے بال و پر تو ہو

بلبل کو اسقدر تو ہو صیاد عشق گل
چٹکی کلی چمن مین تو دلکو خبر تو ہو

غش آگیا کلیم کو یا دیکھ ہی لیا
کھلجائیگا وہ نور کہین جلوہ گر تو ہو

کٹتی نہین جو یون شب فرقت مری فلک
کافور زخم اوڑ کے طلوع سحر تو ہو

رنگین خیالیان نکرون کیون قید مین
آخر کسی طرح سی قفس مین بسر تو ہو

سب چل بسین گے دل سی بڑہاپے مین حسرتین
نکلیگا قافلہ بھی سراسی سحر تو ہو

عشاق کو ہو صحبت معراج کیا پسند
پر دیکی گرادہر نہین کوئی ادہر تو ہو

سیج ہی نہ بدلین بزم مین پہلو وہ کسطرح
دنیا کسی طرح سی ادہر کی ادہر تو ہو

جاگا ہوا تھا ہجر کا آتا ہون تھم ذرا
اے حشر قبر مین مری سیدہی کمر تو ہو

یہ بات اور ہی ہے قبول نہ بزم مین
کچھہ دل کے کھوئے جانئیے تم باخبر تو ہو

چھاتی سی اوسکو بھی اپنی اسیطرح سی لگاؤن
دلکی طرح کوئی مرا سینہ سپر تو ہو

اوروں سے عرضِ حال کا تو امتناع ہے | | ای دوست میرے درد کی تجکو خبر تو ہو

غزل ۶۲

ما ہمہ امیدِ عفوِ گنہ عشق مین کہان
تر دامن اور ہو گا ذرا چشم تر تو ہو

شعر ۱۳

مسکن کسیکا مثلِ حبابِ رواں نہو
نکلے بدن سے سانس تو گھر کا نشان نہو
یون کُنہ گھر کسیکا میانِ جہاں نہو
لو شمع کی ہلے تو ہمارا مکان نہو
طے کرکے راہِ سخت قدم کیوں رواں نہو
تلوار کیا ہو تیز جو سنگِ فسان نہو
مجھسا نحیف و زار کوئی ناتوان نہو
مین بہی نہ ہل سکون جو کوئی رگ طپان نہو
وہ ناتوان ہون سینہ سے منہ تک نہ آسکی
لیکر عصا کے آہ جو نالہ روان نہو
یا بس مزاج سنی تواضع کی رکھ امید
جان اوسکو خشک چوب جو جھک کر کمان نہو
بحرِ جہا نمین ہو نمین ہوئے تہ حباب
گر مین نہون تو گھر کا بہی میرے نشان نہو
کسطرح اشک سینہ سے انکھون مین میری آئین
پستی سی سوئے اوج جو پانی روان نہو

خدمت سے باغِ دہر مین ہر شے کی ہی بہار | صحرا ہی پھر چمن پہ بھی اگر باغبان نہو
کہتا ہی سر کو کھینچکے میرا غبارِ دل | پامین نہون زمین پہ پا آسمان نہو
دی ہی فلک نے باغ مین مجکو جگہ تو یون | تنکا بھی گر ملے تو مرا آشیان نہو
کینہ ہی منھ سے ہون نہ نکلے جو دل سی بات | سب عیب ہون بشر مین مگر ناتوان نہو

غزل ۴۳

چلتے ہوے جو قافلے رُکتے ہین راہ مین
ماہر سا پا شکستہ پسِ کاروان نہو

شعر ۱۳

دل مرا اب نگہِ تند کو برمانیدو | تیر خالی جو گیا دُور کرو جانیدو
رنگِ اُلفت جو کوئی چیز نہین جانیدو | اک کلی دل ہی ہی مرجھا کے تو مرجھانیدو
ذکرِ بحرین تو سنتا ہی سنا کر مجھکو | خیر آنکھون سے ہی دو اشک نکلجانیدو
اودھر سینہ پہ شکنجا سا یہ کیا کھینچا ہی | ولولے دل کے جو نکلین تو نکلجانیدو
شاید انکو مری رونیکی نہین سی ہو خبر | ٹوٹے تارونکو کسی گھر کیطرف جانیدو

نزع مین پھر وہی باتین وہی جھوٹے وعدے — دل کو تم آج تو جی کھول کے گھبرا نیدو

ہو یہ خلوت تو بھلا کونسا انصاف ہی ہے — غش کو مین آنے نہ دون شرم کو تم آنیدو

نزع مین روتے ہو کیون یاد کرو ہجر کے دن — دل مرا آج ہی گھبرائے تو گھبرا نیدو

تھامنے والو قسم نزع کی اُلجھن کی مجھی — تا لحد جاؤن تڑپتا یوہین گر جا نیدو

مجھپہ تو طعن بھی آیا ہے اب آ نہ کیون — دل جو تنہائی مین گھبرائے تو گھبرا نیدو

پیچ عشاق کی قسمت کے بڑھینگے ابھی اور — کچھ دنون گیسونکو اور بھی بل کھا نیدو

چاند سی منھ کو نہ دیکھونگا ابھی نزع مین — روح کو جسم سی آنکھونمین سمٹ آنیدو

غزل ۷۴

نرگس مست مین یا ہر ہین کب اشک شادی
نظر آتے ہین چھلکتے ہوئی پیمانی دو

شعر ۲۵

انسان کا دل ہی دو کی دُکھ سی حزین نہو — ضرب قلم جو باعث زخم نگین نہو

روئے سی ہو سکون تو کیون دل حزین نہو — آنسو پچھین تو چشم یہ کیون آستین نہو

گر میری حال دل پہ زمانہ حزین نہو | چشم فلک پہ کاہکشان آستین نہو

صاحب وقار ہی کہین کالک نگین نہو | رکھدی یہ جس جگہہ قدم اوسنی زمین نہو

غلطان زمین پہ گرکے ہین کیون مثل اہل نزع | رشتہ جو گوہرون کا دم واپسین نہو

روکے ہون اپنی منہ ہوئی اشک اسلیئے | بچپن کی روئی آنکھ ہین شرمگین نہو

پہرے پہ زلف آئے تو کہیئے نہ منہہ سے کچھہ | یہ عاشقونکی آہ کی شوخی کہین نہو

اک تھی ہوا کی جسکی ہوس دلمین رہگئی | مین خاک وڑاون گرتو تہانشین مین نہو

کھائی ہین ٹھوکرین مری وادی کی سالہا | کیونکر دو نیم سم غزالان چین نہو

دامن سی پونچھتی ہین جو ہوتی ہین کوششین | وہ چشم دود دل سی مری سرمگین نہو

کیون دل کا حال کہنی مین کاٹین نہ میری بات | منظور ہے شکایت قلب حزین نہو

دل کا حجاب حال ہی باطن کا جانی کون | سب ہو کسی سی آنکھ مگر شرمگین نہو

اتنی مین لامکانیان جاتی رہینگی کیا | دلمین تو ہو مکین مری جان گر کہین نہو

اٹھتی ہی پھرکے لاش مری اونکی دوش سے
معشوق بیوفا ہو مگر نازنین نہو

آنکھونکو بند کرکے جو لیٹو تو سب سنو
دل کے کرے اپنے کا جو میرے یقین نہو

گر ہون نہ بادشاہِ اولوالعزم ملکِ نظم
قرطاس کی زمین مرے زیرِ نگین نہو

یہ کیا کہ پھر فقیر سے بدتر ہون بادشاہ
قبضہ مین گر ذرا سی زمینِ نگین نہو

بند آنکھین لوگ کرتی ہین میت کی اسلیئے
حسرت بھری نگاہ مری شرمگین نہو

گھڑ دیتا میون سی گری جب زمین عکس پہ
سب وصف ہون نگین کے پہ ظرف نگین نہو

نہ تھم ادا سکھاؤ نہ قاتل بنی کوئی
تلوار او گلی کیون جو چڑہی آستین نہو

گر دفن اہلِ درد ہون گرم دشتمین
تکمیدِ موم مستِ غزالان چین نہو

گوہر کو پاکے آب مین کہتی ہین ناتوان
یہ کوئی ڈوبتا ہوا دل تو کہین نہو

پاتا ہون کچھ قرار کی صورت سموم مین
پیچھے مرا کہین نفسِ آتشین نہو

رو رو کے سوئین تڑپتے ہوئے دلکو اسلئے
وہ ہاتھ آئے گر تو کہین کا کہین نہو

ماہر مرے سے درد کی ہمت بڑہی ہوئی ہے
ہر عضو تن جو دل ہو تو مجھکو نہین نہو

غزل ۵	ردیف الہاء	شعر ۱۸

محشر بپا ہے نالۂ آتش فشاں کے ساتھ
پھنکتا ہے صور بھی مری شور فغانکے ساتھ

دیکھا غبار دل کو نہ اشک رواں کے ساتھ
کیا دخل گرد ہو جو مری کاروانکے ساتھ

تھم کر چلی ہی نسیم چمن ناتوان ہو نہین
اوڑ جاؤنگا شمیم گل بوستانکے ساتھ

اللہ آج خیر کرے عندلیب کی
صیاد بھی چلا ہے کہین باغبانکے ساتھ

ساقی مجھی بھی جام دے تا اب کبھی تہا مین
لہرا دئی اٹھتو موج مئ ارغوانکے ساتھ

ہی مستقل مزاج کو تحریک ہجو ل
آب گہر بہیگی نہ آب روانکے ساتھ

واماندہ وہ ہون راہ مین ایک ایک گام پر
تھمتا ہے قافلہ مری بانگ فغانکے ساتھ

گلشن کے بند و بست سے نالان ہے عندلیب
اوڑتے ہین چمن بوئی گل بوستانکے ساتھ

تاثیر جذب شوق شہادتکو دیکھنا
ہر تیر اپنی تن مین ہا استخوانکی ساتھ

اوجھل جو تو نگاہ سی اے ماہ حسن ہو
یوسف تری تلاش کرے کاروانکے ساتھ

سالک ہون وسط ریق آشوب عشق کا
رہزن بہی لٹ چکی ہین جہان کاروانکے ساتھ

اتنا خیال قافلہ والو ضرور تہا
کوئی شکستہ پا بہی ہے اس کاروانکے ساتھ

تحریر خط شوق مین طاری ہے طرفہ ضعف
چلتا ہے ہاتھ جنبش نبض روانکے ساتھ

وہ سخت راہ عشق تہی پہونچی نہ حد تلک
رہبر بہی خاک اوڑاتے رہے کاروانکے ساتھ

زخمی ترے جو پیاس مین دریا سے منھ لگائین
کھنچ آئے دُر کی آب بہی آب روانکے ساتھ

واعظ کے ہوش اوڑگئی محشر مین غل ہوا
مستون غول آئے جو پیر مغانکے ساتھ

تکلیف نغمہ قید مین صیاد کیا ضرور
ان چہچہونکا لطف گیا بوستانکے ساتھ

غزل ٧٦	ہے ظالمونسے دہر مین ماہر کیسے نجات ہر شاخ چمن مین ہے خار گل بوستانکے ساتھ	شعر ٦

ردیف الیاء

یہ کسکو بزم مین نازِ معشوقانہ آتا ہے / کہ جہان اپنی ہتھیلی پر لیئے پیمانہ آتا ہے

پھرین ہمراہ چشمِ مست کیون نظرین محفل کی / ہزارون ہاتھ بڑہتی ہین جدہر پیمانہ آتا ہے

بگاڑی چال کہتی ہی تم منہ سی کہو اپنی / تمہین طرزِ خرامِ نازِ معشوقانہ آتا ہے

مژہ کو طی کرے کیونکر نہ گردش اونکی آنکھونکی / کہ ہاتھون ہاتھ محفل مین یون ہین پیمانہ آتا ہے

جو ہو محتاج اپنا ادس سے تو کھینچنا قیامت ہے / کہ شیشہ بھی تو جھکجاتا ہے جب پیمانہ آتا ہے

غزل

صفین اولٹین نہ کیونکر مثل مژگان بزم مین باہم / ادہر پھرتی ہی چشمِ مست اودہر پیمانہ آتا ہے

شعر

حدکے نازک ہو سہارا تو ہو چلنی کے لیئے / دل مرا تہام لو اپنے ہی سنبھلنی کے لیئے

اوڑتی مہندی کا اشارہ ہی یہی گر سمجھو / آگ دو ہاتھ سی اپنی مری جلنی کے لیئے

نذر مین پاکے جگر اونسی پینی نے کہا / پنکھیا بھیجیئے یہ ہاتھ مین جھلنی کے لیئے

نزع ہی مر رہی ہین دل کی مرادین دل مین
بھیڑ چھٹی ہی سر دم کی نکلنی کے لیے

خدمت صاحب جوہر مین ہین اعلی دنی
ہاتھ بھی پاؤن ہین تلوار کے چلنی کے لیے

ابر مین برق کی یہ جلوہ گری کہتی ہے
لوٹتی بجلین ہی پردیسی کے نکلنے کے لیے

غزل ۷۸

کھتی ہے ہاتھ مین اونکی یہ حنا اے ماہر
مہندی ملتے ہین کا پیچھا مرا ملنے کے لیے

شعر ۳

ملگئے ہین آج بی قابو جو وہ تقدیر سے
رنگ کیا کیا کر رہا ہے شوخیان تصویر سے

تم وہی ہین کے بیچین ہر صورت رہے
نکلے نہ بیٹھے کر کبھی تو رنگ اوڑا تصویر سے

غزل ۷۹

طبع نازک کیون نہ کر دا اور رہی صورت کا حال
رنگ کچھ اوڑنے لگا ہی آپکی تصویر سے

شعر ۶

فشار کیا کہ جو سرمہ مرا استخوان نکری
زمین نے ظلم کیا وہ جو آسمان نکری

وہ کون ہی کہ سنتے ہین او فغان نکری
مری تو درد کو کوئی کہین بیان نکری

مزا اٹھا نا لونگا بھی باغ ہی تک اے صیاد
قفس نصیب کوئی ہو تو پھر فغان نکرے

نہ آب خشک زمین نہی خاک مین پایا
خدا کسیکو مری طرح بی نشان نکرے

کہان وہ پاک کیا خفتگان خاک کے دل
خدا کسیکو تمہاری طرح جوان نکرے

غزل ٨٠

مسافران عدم یاد آتے ہین ماہر
اوتر پڑے تو کبھی کچھ کاروان نکرے

شعر ١١

آلودہ ہون کیا اہل صفا گرد سفر سی
ہم صورت آئینہ نکلتی نہین گھر سی

ظاہر ہو پس مرگ کہ تھی حسرت دیدار
سادہ ہین کفن دست مرا تار نظر سی

کیون ضعف سے ہم ہونگے رہ عشق مین پامال
ہین نقش قدم خاک اوٹھین راہگذر سی

میخانہ مین بھی جائی تو مسجد کیطرف سے
دنیا مین گئے عیب بھی کوئی تو ہنر سی

گل سیکڑون کھائی ہین تلون پہ تمہارے
نسبت تن داغی کو ہی طاؤس کے پر سی

برباد ہوئی بادیہ گردی مین مری عمر
کیا حق نے بنایا تہا مجھے گرد سفر سی

دیکھی لبِ و دندان جو ترے ملگئی دولت
دامانِ نظر بھر گیا یاقوت و گہر سی

کیا دید ہی دانتونکی ہو سوزِ جگر کم
بجھتی ہے کہین آگ بھلا آب گہر سی

زینت کے سبب ہوتے ہین اسبابِ امارت
ہی رُوپ ہے وہ تک جو گرانمانہ زر سی

بل سیکڑون کیونکر نہ وہ رفتار مین کھائین
الجھی ہین مری تارِ نظر موئی کمر سی

غزل ۸۱

کسطرح ہون ماہر ترے اشعار رنگین
سینچا ہوا یہ باغ ہی خونناب جگر سے

شعر ۱۱

جو شوقِ قتل مین دم تیغ یار سی نکلے
تو مرحبا کی صدا خونکی دھار سی نکلے

کبھی جو کوچۂ گیسوئی یار سی نکلے
تو پھر نسیم نہو کر تتار سی نکلے

وہ دل جلا ہون جو ہنگامِ قبر بعد فنا
دھوان غبار کی بدلے مزار سی نکلے

کھلے کسی پہ مرا تا نہ رازِ سوز درون
کبھی شرار نہ سنگِ مزار سی نکلے

جلایہ خاک نی دی ہمسی صاف طبعونکی
کہ بنکی آئینہ تختی مزار سی نکلے

اثر بھی جسم کا باقی نہین وہ لاغر ہون
یقین ہے خاک نہ میری مزار سی نکلے

عجب نہین جو گل روئے یار کی تعریف
زبان طایر رنگ بہار سی نکلے

صفائے طبع کی تاکید ہی پس مردن
ذرا بھی دود نہ شمع مزار سی نکلے

ہمارے وادی پر ہول سی ڈرے ایسا
قدم نہ آہوونکی کبھی تتار سی نکلے

وہ محو رخ ہون عجب کیا ہے خاک کے بدلے
تتق جو نور کا میرے مزار سی نکلے

غزل ۸۲

کسی پہ بار نہ ہم شکل نکہت ہوئے ظاہر
بسان بوئے چمن روزگار سے نکلے

شعر ۱۳

جہان سی حسرت زلف و عذار لیکے چلے
مزار مین بھی یہ لیل و نہار لیکے چلے

پس فنا بھی ہی دلکو رخ صبیح کی یاد
یہ صبح ہم سوئے شام مزار لیکے چلے

خزان ہوئے پہ دیکھا ترا رخ رنگین
چمن کے پھول دو نین پہ خار لیکے چلے

وہ صید گیر ہے تو گر چمن سی ہو سے نکلے
شکار طایر رنگ بہار لیکے چلے

وہ ناتوان ہین گرے لڑکھڑا کے جا بجا ہم
صبا جو دو قدم اپنا غبار لیکے چلے

ہزارون بلبلین ہوئین سیکڑون ہوئے پروانے
چراغ حسن جو وہ گلعذار لیکے چلے

شکستِ رنگ سے گل دیتے ہین صبا کو صدا
خزان نصیب چمن ہم بہار لیکے چلے

وہ زار تھا مین کہ جب آئے قابض ارواح
سمجھکے روح مرا جسم زار لیکے چلے

جو قصدِ باغ کرین شب کو وہ قمر اندام
چراغ لالہ چمن سے بہار لیکے چلے

جلا ہی دیکھکے کیا چرخِ تفرقہ پرداز
لیئے ہی ہاتھ مین ہم دستِ یار لیکے چلے

اوتار کر جو وہ گل پھول کان کے پھینکے
صبا وہ بہرِ عروسِ بہار لیکے چلے

لطیف مثلِ ہوا ہمکو لاغری نے کیا
گرا نہ سایہ جدھر جسم زار لیکے چلے

وہ عندلیب ہین ہم جنکی دم سی لطفِ چمن
چلی جو اوڑکے تو رنگ بہار لیکے چلے

غزل ٨٢

جہان مین آئے تھے ہم تو تھے سبکدوشی
چلی تو سر یہ گناہونکا بار لیکے چلے

شعر ٢٧

آج میخانہ مین یہ جوشش صہبائی ہی — مَی گلگون شفق گنبدِ مینائی ہی

کسکو تقدیر پی عیش یہان لائی ہی — صبح بھی خونِ شفق تھوکنی کو آئی ہی

دل تو پہلو مین نہین شبِ تنہائی ہی — ورنہ ہر داغ الم چشمِ تماشائی ہی

کم یہ کچھ شوخیِ چشمِ بتِ ہرجائی ہی — سرمہ تک گردِ رمِ آہوی صحرائی ہی

ابھی ساقی نی مَی تازہ جو بھرائی ہی — مثل پنبہ سرِ شیشہ کفِ صہبائی ہی

نزع مین آمدِ عیسی کی خبر پائی ہی — دور بالین سی ہو کیا موت کی تو آئی ہی

سیر کب سے اونھین صحرا کی طرف لائی ہی — میل سرمہ مجھی ہر جادۂ صحرائی ہی

میری تیغِ نظرِ قہر سی یہ ہی ٹکڑے — دودِ پر موج سوادِ شبِ تنہائی ہی

آنکھین عینک سے مین کیون مانگون ترا فضل ہو جب — خود مری گردِ نگہ سرمۂ بینائی ہی

صبح مستون کو نکیون یاد صبوحی دلوائے — صاف خورشیدِ فلک پنبۂ مینائی ہی

دشمن زار کو کم زور نہ غافل سمجھین — خار کانٹا ہے مگر تن مین توانائی ہی

جو ہین تن پرور و مسرف وہ نہی ہین مشہور — نیکنامی کی عجب خلق مین رسوائی ہی

آنکھ کیا واقعی لڑتی مژۂ قاتل سی — نظر شوق ہی مرد صف ہیجائی ہی

کیون رہی اسمین نہ پھر یاد بتان عالم — واعظو شکل ہر اک دل کی کلیسائی ہی

ہر جگہ جلوہ حسینونکا ہی گر کچھ ہو نظر — محمل چشم مین ہی لیلی بینائی ہی

کیون نہ مجرم کیطرح دل سی فراری ہو خوشی — خانۂ تن پہ مری اشکونکی دوڑ آئی ہی

منتظر رہ کی ہوئی ہین مری آنکھین وہ سفید — چشم ہر روزن در جسکی تماشائی ہی

جبتک انسان ہی نظر کردہ خلاق حکیم — پردۂ چشم ہی خود عینک بینائی ہی

ہاتھ ہٹتے نہین حجری سی سیہ خانہ مین — آنکھ پہ روزن در نی مجھے دکھلائی ہی

کیون نہ چھاتی سی لگائے رہون داغ دم شب — خلق مین سبکو عزیز آتش سودائی ہی

تیری بیمار بھی ہین رشک مسیحا شاید — جانبری کی لیئے اونتک جو اجل آئی ہی

کیا دکھائیگی مجھے بی نگہ لطف کریم — کور چشم آپ ہر اک عینک بینائی ہی

ربط دیرینہ خلقت نے کشش جب کی ہی
خاک اوڑ نیکی سوا کیا ہو مری تربت کے
خاک دم بھر کو مری قبر پہ بیٹھ آئی ہی
گرد بر خواستہ نے چھپاوٗنی وہان چھائی ہی

پیش و رام عدم مین ملین جوانون سی سُن
پُتلیون نے مری پھر پھر کے یہ ڈھونڈھا ہے تجھی
یہان ضعیفی حسی کہتی ہین توانائی ہی
کہ نظر آنکھون مین جالے کی طرح چھائی ہی

غزل ۸۴

روح کو تن مین نہ کیون سوز الم ہو ماہر
شمع ہر بزم مین جلنی کی لیی آئی ہی

شعر ۱۱

ذات انسان جہان ثانی ہے
گرم اشکونکی گر روانی ہے
روز و شب پیری و جوانی ہے
سب کہین گے کہ آگ پانی ہے

فصل پیری مین کیون نہو دھڑکن
دلمین یہہ ماتم جوانی ہے
اب زمین پر قدم دہ کیا رکھین
یہ زمین پوشاک آسمانی ہے

رو رہا ہون جوہین خجالت سے
اشک ہر ایک پانی پانی ہے

سوز دل کا سبب جو ہی گردون
رنگ وودِ دل آسمانی ہے

سنتے ہواے کلیم اونکی صدا
جنکو دعوائے لن ترانی ہے

جائے کسطرح طنطنہ اونکا
ابھی اوٹھتی ہوئی جوانی ہے

تن مین قوت بھی آہ نہین سکتی
کسقدر زور ناتوانی ہے

جوشش حیرت پہ کیون نہ حیران ہون
آب آئینہ مین روانی ہے

غزل ۸۵

کسی دریا مین ہی نہین ماہر
جو تری طبع مین روانی ہے

شعر ۳۶

مجھسا بھی کوئی زار جہانکی چمن مین ہے
یہ رنگ جسم کا ہی کہ بو پیرہن مین ہے

مجھسا ہی نالہ کش کوئی دارِ محن مین ہے
دل منھ کو آگیا ہے یا لب دہن مین ہے

عالم مین روشنی ہی وہ تن پیرہن مین ہے
فانوس مین ہی شمع ضیا انجمن مین ہے

سوزش فراق دختر رزسی یہ تن مین ہے
اشک کباب ہے جو پسینہ بدن مین ہے

کب مجھسا ناتوان کوئی دارِ محن مین ہے
رعشہ عروق کی حرکت سے بدن مین ہے

غم دوست اسقدر کوئی دارِ محن مین ہے
تعویذ دل ہی داغ جو اپنی بدن مین ہے

یہان فقر مین بھی زحمتِ تکلف بدن مین ہے
اُتو سی کم نہین جو شکن پیرہن مین ہے

اسطرح یادِ زلف دل پُر محن مین ہے
بو جسطرح سی نافۂ مشکِ ختن مین ہے

امیدوار ضعف سے اکس ہنر کا ہون
کیا کم یہ بات ہی کہ تکلف سخن مین ہے

کیون فکرِ رختِ تن ہو انسان کو دہر مین
بی جسم ہو کے روح لباس بدن مین ہے

دستِ جنون سے کسنے مروڑا ہی دشت مین
پیچ آجتک جو شاخ غزال ختن مین ہے

مین اب وہان ہون تن چشم تصور مین بھی جہان
انداز مردمک کا سوادِ وطن مین ہے

شبنم کے ساتھ گرتے ہین دیوار و بام و در
بوسیدگی وہ اپنی مکان کہن مین ہے

سوزِ الم کا کر نہین سکتا بیان جو مین
شاید زبانِ شمع کا کام اُس سخن مین ہے

اخفای عشق سی ہی فغان اپنی بی صدا
سینہ دو رہی کہ نالہ پُر خون دہن مین ہے

خشکی مین مثل قطرۂ آب روان ہین ہم
غربت مین بھی قیام سفر یان وطن مین ہے

کتنا خجل گہر کو کرینگے تمہارے دانت
جاری ہی یہ پسینہ کہ دریا عدن مین ہے

ہی شمع اشک ریز تو شعلہ ہی بیقرار
کیا میرے سوز غم کا بیان انجمن مین ہے

ہی اہتمام پردۂ لیلی جو قیس کو
ہاتھ آہوؤنکی آنکھ پہ دشت ختن مین ہے

شبنم کے بھی عرق نکل آتا ہے جسم مین
گرمی وہ اے ہوا مری بیت الحزن مین ہے

کوچے سے نابلد ہین وہ خانہ نشین ہین
درکار راہبر ہمین اپنی وطن مین ہے

کیونکر نہ وقت نالہ کشی دل ہو بیقرار
جنبش دم کلام زبانکو دہن مین ہے

اچھی کبھی یہ خلعت آخر مین کی فلک
ہاتھ آستین کی جا مرا بند کفن مین ہے

جانا مرا محال ہی مالوف ہون کچال
زنجیر پاؤنکی ہی جو کوچہ وطن مین ہے

محفل کے انتظام کا کثرت مین کیا نہ دھیان
حلقہ نجوم چرخ کی کب انجمن مین ہے

غربت ہماری ہی صفت جادۂ طریق
صحرا مین جاکے بھی قدم اپنا وطن مین ہے

یہ ہولناک ہی مری وادی کی سمت بھی
منھ پھیرے ہے اودھر ہرن جو ختن مین ہے

جوش بہار ایکی یہ ہی باغ دہر مین
پھولو نکا رنگ خون جہندہ چمن مین ہے

دندان یار سے جو ہوئی ہین عرق عرق
اک قطرہ آب کا ہی گہر جو عدن مین ہے

نا آشنا خلق جہان مین ہون آکے
رنج سفر نہ مجھی غربت وطن مین ہے

دیو سفید روز سی کہدو سمجھکی آئے
کالی بلا ہی رات جو بیت الحزن مین ہے

مین تو کرون نہ درد دل نیا کبھی بیان
ہر آہ کو مگر ید طولا سخن مین ہے

بنتی ہی آگ آکے وہان صورت غبال
گرمی کے ساتھ حبس وہ بیت الحزن مین ہے

باندہا ہے دوستون نے یہ کس کر ہر ایک بند
ایذا فشار قبر کی مجکو کفن مین ہے

اے یار تجھسی بزم ہو خالی محال ہے
گر تو نہین تو ذکر ترا انجمن مین ہے

غزل ۸۶	تصویر گھر مین چھوڑکے نکلا ہے شہر سی ماہر سفر مین یون ہی کہ گویا وطن مین ہے	شعر ۱۶

کیون نہ توصیفِ لبِ لعل دہن سے نکلے
بات کوئی تو بھلا اپنی سخن سے نکلے

دل بھلا کیا تری گیسو کے شکن سے نکلے
مشک نافہ کی خطا ہی جو ختن سے نکلے

تنگ ہی گردشِ گردونِ کہن سے نکلے
جی گئی مر کے جب اس دامِ محن سے نکلے

کیون نہو قدر سخن کی جو دہن سے نکلے
آبرو پائے گہر بھی جو عدن سے نکلے

باغِ عالم سے عملِ دورِ خزان کا نہ اوٹھا
موسمِ گل مین بھی کانٹے نہ چمن سے نکلے

تو عطا نطق کرے گر تو عنادل کیا مین
بات ہر رنگ کی غنچون کی دہن سے نکلے

پانی پانی ہوئے ہم ضبطِ بکا سے کیا کیا
اشک جب بنکے عرق اپنے بدن سے نکلے

باغِ عالم مین ہے ذلت کا سبب ترکِ وطن
گل رسن بستہ ہوے جبکہ چمن سے نکلے

صورتِ دانۂ تسبیح رہے گردش مین
گو سفر ہمنے کیا پر نہ وطن سے نکلے

غیر پھر غیر ہین اپنی جو ہین اپنے بچھڑتے ہین
سایہ بھی ساتھ ہوا ہم جو وطن سے نکلے

آبرو تو جو بڑھائے تو بھلا مین کیا ہون
سیلِ آبِ درِ نایابِ عدن سے نکلے

تماشا [illegible] کر
جان آجائی اگر روح بدن سے نکلے

[illegible] چمن کو لئے اپنی سیر وہ جب
بوئے گل ونکی جو لینے کو چمن سے نکلے

[illegible] وہ [illegible] کہ نہ سمجھے ہاتھون پایا
چاک ہو نکہت کافور جو تن سے نکلے

تھا قیام اپنا بھی جنت انکی طرح
وہ وطن ہی نرہا ہم جو وطن سے نکلے

ہے غنچے [illegible] بہت وہ بلا عاشق جسم مین رنگ
ساتھ بلبل نہوئی گل جو چمن سے نکلے

غزل ٨٧

وصف خال رخ جانان جو بیان ہو ماہر
ایک نکتہ ہو وہ جو بات دہن سے نکلے

شعر ١١

غبار قلب کا اشکو نمین کیون نشان نہ ملے
یہ بحر وہ نہین ساحل جہان روان نہ ملے

حیات مین نہوین ممکن ملین عدم والے
نشان اونکا ملے گر مرا نشان نہ ملے

اسیکے جور وستم سے جلا تھا دل میرا
فلک سے رنگ کیون آہ کا دہوان نہ ملے

کھلی جو آنکھ تو تنہا تھے بند مرقد مین
عدم مین بہی ہمین یاران رفتہ گان نہ ملے

فروغ دو دن جو بیانکو ہین بزم عالم مین
سوائی شمع کوئی بیرا ہمزبان نہ ملے

مین انقلاب جہانکا ہون دوستو کشتہ
تہہ زمین بہی کہین مجکو آسمان نہ ملے

نہو جو چرخ خمیدہ تو جائے عرش پہ آہ
یہ تیر آور کرسے پلہ گر کمان نہ ملے

کلام سخت سے رکھے نہ تا بشر کچھ کام
یہ بات تہی کہ زبانکو بجز استخوان نہ ملے

تلاش ہی بس مردان بہی یات یوسف کی
مری غبار کیون گرد کاروان نہ ملے

گری ہین چاہ ذقن مین تری ہزار و دل
یہ چاہ وہ نہین یوسف ہو کاروان نہ ملے

غزل ۸۸	فلک سے کوئی یہ کہد ہی مٹا دے اسکو بھی کہین مزار سے ماہر کا بہی نشان نہ ملے	شعر ۲۳

جبکہ قطع منزل مقصد مین قسمت رہگئی
ہر قدم پر نقش پا کیطرح طاقت رہگئی

گل ہوئی پژمردہ بسکر خاک تربت رہگئی
ہو گیا گلشن خزان حیران ہو نکہت رہگئی

سن ہی لینا گر یونہین آنیہونکی شہرت رہگئی
تیر کے پرتا بپر آکر قیامت رہگئی

خود صبا کو لاغری پر میری حیرت رہگئی	یون اوڑا صحن گلستان سے کہ نکہت رہگئی
دیکھلینا سر در آہونکی جو عادت رہگئی	استخوان سخت بنکر شمع تربت رہگئی
کچھ ہوا حاصل نہ مانگے سی نہ ہمت رہگئی	مطلب گردون بر آیا میری حاجت رہگئی
مخزن غم سی ہوا آراستہ داغ الم	اس چمن مین باغبان بنکر یا رضت رہگئی
شکل شعل سوز غم سی استخوان جلنی لگی	جب ہوا سی بجھکے اپنی شمع تربت رہگئی
داغ غم مرجھا گئی جب بھی بھکا جاتا ہون	کیا یہ آتش تھی کہ بجھنے پر بھی حدت رہگئی
تب مین سمجھا سعی بھی نکلیگی بشکل رزق	گردہ نان بنگئی جب گردش کی صورت رہگئی
منعمونکی گھر بنانے کا نتیجہ یہ ہوا	آپ سوئے کنج مرقد مین عمارت رہگئی
جسکو ہنگام دعا شغل نظر بازی رہا	چشم بنکر قفل در ہائی اجابت رہگئی
فاش پایا جبکہ راز عسرت ارباب فقر	پردہ رکھ لینیکو دنیا مین قناعت رہگئی
سوز غم نے ایک شب مین یون بیان کی تمام	صبح کو جسطرح گھل کر شمع تربت رہگئی

گھر سے ہم نکلیں کبھی تو ہے اک امر محال
یہ بھی وہ حسرت [illegible] رہ گئی

ناتواں وہ ہوں جب آئے فاتحہ پڑھنے کو دوست
تعظیم اوٹھنے کی [illegible]

دن آئے قربت بڑھی ہے کلیم اللہ ہوے
بن پڑیں باتیں زباں میں [illegible] رہ گئی

بیخبر پاکر ہمیں گھر سے نکالا بیقصور
یہ عزیزوں سے ہیں ہر شکایت رہ گئی

ناتواں وہ ہوں جب آیا دل سے چہرے تک ملال
چین پیشانی پہ مثل خط قسمت رہ گئی

جب مزاج ناتوانی صحت پہ ونکا پڑ گیا
اوٹھکے سو سو بار میری خاک تربت رہ گئی

جب ہوا قائم مزاجی پر مجھے اپنی سرور
رنگ بنکر میرے چہرے پر بشاشت رہ گئی

ہوں وہ زار و ناتواں نکلی نکلنے کی جو شکل
آئینہ میں بال بنکر میری صورت رہ گئی

غزل ۸۶	کونسا ماہر گلہ مرکر عزیزوں سے رہا خاک میں ملنے تک انکی شکایت رہ گئی	شعر ۲۰

مجھسا بھی عندلیب کم اس بوستاں میں ہے
تنکے کی طرح جسم نزار آشیاں میں ہے

یکتا نہیں جھوٹ بھی زبان میں | چھالا ہر ایک مہر خموشی زبان میں ہے

گر ہم نہ ہوں تو کون نہ ہو جہان میں | صورت دھوئیں کی گرد رہ کاروان میں ہے

ہم دو نہ ہوں خوشی سے یہ کینہ جہان میں ہے | دل کیا گرہ کی شکل ہر اشک روان میں ہے

تاثیر کیسے ضعف کی یہ کاروان میں ہے | بانگ شکست رنگ جرس کی فغان میں ہے

راہ دراز ملک عدم طی کرینگے ہم | مر کر بھی اتنی جان تن ناتوان میں ہے

سینے سے کیون نہ قافلہ لخت دل چلے | اشکون کا کاروان بھی کسی کاروان میں ہے

نا مستقل مزاج سے کامل نہوگا تو | ناقص ہی نقش پا بھی جو ریگ روان میں ہے

سوز الم ہے کون کھلا ہے مری طرح | پیہان تار اشک شمع کی شکل استخوان میں ہے

سینے میں دل کے ساتھ ہیں داغ الم کے | یوسف کنوئیں میں بھی ہے تو اک کاروان میں ہے

جاتا ہی باغ دہر سے کیا کاروان گل | آواز کوس نالہ برگ خزان میں ہے

سوز الم نہ بات تھا دولت نہیں ہے شکر | زخم زبان ہے جو دہن بیان زبان میں ہے

باساز و برگ کیون نہون قائم نشان جہان
ہو خاک دانہ سبز کہ ریگ روان مین ہے

کیون ہو نہ لب پہ زخمِ ابروانِ یار
وہ عین راستی ہی کہ جو کمان مین ہے

اپنا ثبات جیسے کہ خیمۂ حباب ہو
اتنا ہے جلد نقش جو آبِ روان مین ہے

مجھ ناتوان کی منھ سی نکلتی ہی اس سی بات
شکل عصا صاف الف جو بیان مین ہے

یہ سوزِ عشق چشمِ بتان مین زار ہون
انداز میل سرمہ ہر اک استخوان مین ہے

بحر جہان سے پار اوترنیکی کیا ہو فکر
تابوت مجکو صورتِ کشتی جہان مین ہے

معجز بیان نہ کیون ہون تنگ یار ہو
اعجاز سی کلام کا دخل و زبان مین ہے

سمجھون یگانہ کسکو مین باغِ جہان مین
بیگانہ مجھسے سبزہ ہر بوستان مین ہے

کیونکر پڑی نہ آنکھ ہر اک کی لباس پر
اشکون سی جسم جامۂ آبِ روان مین ہے

آہون سے جب ہوئے ہی مشبک تمام سقف
تب فرش دھوپ چھاؤن کا اپنے مکان مین ہے

معنی مکین ہین لفظ ہین حجرے ستون ہین رکن
انداز بیتِ شعر ہماری مکان مین ہے

وہ بے چمن مین لب بلبلین بفرقت ہو اشت | نغمہ جو صورت گل آشیان مین ہے
روزنکی روشنی کا گذر تک محال ہے | وہ تیرگی بھری ہوئی اپنی مکان مین ہے
آندھی کیطرح آتا ہے سینے سی تا دہن | شامل جو آہ درد دل ناتوان مین ہے
کیون لاغری سی ہو نہ خلش جسم زار مین | کانٹونکا طور اپنی ہر اک استخوان مین ہے
ایسا ہے تنگ اپنا سیہ خانہ ہمدمون | وہ بھی گھٹا ہوا ہے دھوان جو مکان مین ہے
کیا منہ کھلی مراتب غم مین پئے کلام | چھالا ہے جو وہ قفل کے صورت دہان مین ہے

غزل ۹۰

شاگردی اسیر سے مضمون کی قید ہے
ماہر و گرنہ رنگ بھی اپنی زبان مین ہے

۹۳ شعر

حیرت تجھے روانی عمر بشر مین ہے | لنگر پڑا ہوا ہی سفینہ سفر مین ہے
کیا محو طلب رض کوئی رہگذر مین ہے | پہنچیگی غبار طریق سفر مین ہے
فصل بہار اوج پہ اپنی نظر مین ہے | کب برق ہے یہ خون گلا پر ثمر مین ہے

پیری میں بھی ہے ایک مرے داغ جگر میں
حیران ہوں کون شب کے لیے شمع قمر میں ہے

پرتو جو اوس نگہ رخ کا مری چشم تر میں ہے
روشن ہے ہر ایک غم کو یہ تار نظر میں ہے

نالی نہ کر زبان دل پُر درد بر میں ہے
اچھا نہیں ہے شور دلا اس نگر میں ہے

اوس کا عکس رخ جو مری چشم تر میں ہے
اک اک آنکھ کا اپنی نظر میں ہے

کیون سوز عشق و شوق شعلہ بیان عشق
ہر ایک سے جو یہ آتش جگر میں ہے

ہی دل میں یاد قامت و زلف یار کی
وہ ہی ایک شجر بیان ثمر میں ہے

ٹھنڈک ہے زخم دل میں مرے رخ کی یاد سے
یہ ماہ ذبح ہی مرہم کا فور اثر میں ہے

تصویر انقلاب زمانہ ہوں شیب میں
پاؤں میں ہی کمال حرکت عجب سر میں ہے

ہوتا نہیں ہے آتش غم سے جو کچھ ضرر
رخت جگر پہ شعلہ مگر میرے بر میں ہے

ہر روز تیری نذر کو ای بادشاہ حسن
دینار آفتاب کا دست سحر میں ہے

سوز دل و جگر کا ہے رخ جانب دماغ
اس آگ کا گرہ ہی کہ مغز اپنی سر میں ہے

عالی ہے اونکی طبع ہی عالی ہی جنکی قدر
مضمون بلند مطلع شمس و قمر مین ہے

دن زندگی کی کاٹ کے پہونچونگا تا عدم
راہی یہ مین ہون عمر رواں کب سفر مین ہے

کیا جوش فصل گل کی رہتی ہے صحن باغ
کشتی کا طور موج نسیم سحر مین ہے

تب مین ہی اہل فقر کی تبرید خون دل
تعویذ ابرو ونکی گرہ درد سر مین ہے

آئین فقیر خانہ مین کسکی نہ کیون قدم
گھر نقش پا کی طرح مرا رہگذر مین ہے

یارب ہوا ہی کونسا یہ سوختہ جگر
رخت سیہ دہوین کا جو شعلہ کے بر مین ہے

پڑ جائے جسطرح کوئی نابو میان بحر
اشکون سے یون کدورت دل چشم تر مین ہے

روشن ہی آگ شعلۂ دلکی دماغ مین
یہ پیچ ہی جو بل مری ہر موئی سر مین ہے

کام آئے فرط ضعف مین کیا اور کسی ستی
منہ دیکہنے کو آئینہ جب اپنے گھر مین ہے

تیغ قدم سی کاٹونگا وہ تیز رو ہون مین
گو درع نقش پا رہ صحرا کے بر مین ہے

رونے مین دیکہتا ہون بخوبی کتاب غم
عینک ہے آب اشک یہ کب چشم تر مین ہے

دل ساجری بھی ہی سپر انداختہ یہان — کیا آنچ تیغ کی مری سوز جگر مین ہے

نالان جو شام سے ہے مؤذن شب وصال — کیا چاندنی ہی رات لباس سحر مین ہے

محتاج دستگیر عصا ہی ہی راہ مین — سختی نئی طریق کی سیری سفر مین ہے

کیونکر نہ شمع عقل فروزان رہی سدا — کم موم سے نہین ہے جو مغز اپنے سر مین ہے

ساری کرامتین ہیہ پریشانیونکی ہین — مین ہون حضر مین اور دل محزون سفر مین ہے

اپنی جگہ سی ہل نہین سکتا ضعف سے — مین ہون مکان مین یا کوئی تصویر گھر مین ہے

بھرتا ہے دفن ہوکے سے زخم دل لحد — انسانکا جسم کیا کوئی مرہم اثر مین ہے

بریان ہین سیخ آہ پہ نالے کباب وار — حدت اپنی آتش سوز جگر مین ہے

پیری مین بھی ہین داغ مری جسم زار پر — فصل خزان مین کثرت گل اس شجر مین ہے

جامع مقام و کوچ کا پرکار وار ہون — اک پاؤن ہے حضر مین مرا اک سفر مین ہے

کیا آگئی تھی فکر مین ماہر خزانکی یاد

مصرع جو شاخ خشک ہر اک شعر تر مین ہے

حسرت و اندوہ و غم کا گھر ہمارے دل مین ہے
دیکھیے جسکو وہ صفا خانہ حبیب اس محفل مین ہے

ہاتھ پھیلانے سے اصنع ہی جو مضمون دل مین ہے
ہین لکیرین یا خط مطلب کف سائل مین ہے

آہ ہے زنجیر زن یہ مضطر کشش کس دل مین ہے
نبض وہ چلتی ہوئی ہے بادۂ جو منزل مین ہے

کب فقط اکراہ غربت سے ہمارے دل مین ہے
گرد بھی خواستہ خاطر اسی منزل مین ہے

سوز غم سے سلک گوہر فرقت قاتل مین ہے
آبلہ کہیے اوسے جو اشک اپنے دل مین ہے

راہی ملک عدم ہر ہین ہر کا دل مین ہے
قافلہ خاموش جاتا ہے خطر منزل مین ہے

کب مسترکا گذر اہل الم کے دل مین ہے
شمع اشک افشان شب شادی بھی ہر محفل مین ہے

ناز کیا کینہ اگر مجھسے دل قاتل مین ہے
اوس گرہ کی کھلگئی قسمت جو اوسکے دل مین ہے

ہاتھ مثل موج لرزان ہے نقاہت دل مین ہے
کس تلاطم مین ہی کشتی کف سائل مین ہے

کسقدر سختی طریق الفت قاتل مین ہے
ستر بال وحش ہر رہرو کو اس منزل مین ہے

ہے بجا راہِ عدم سے خوف اگر ہر دل میں ہے
رہ گئے ہیں خضر بھی سختی وہ اس منزل میں ہے

دیکھیئے جسکو اسیرِ لطف صحبت ہی وہ ہے
طوقِ گردن سبکا ہی حلقہ جو اوس محفل میں ہے

عشق گیسو میں کشودِ کار ہے امرِ محال
ہی گرہ وہ بال کی عقدہ جو انکے دل میں ہے

دلمین مجھ غمکش کہ ہی دیدون کوئی لبریز جو لے
داغ جسمین لگ گیا پھر لطف کیا اوس دلمین ہے

باطن باطن سے کھلتا ہو نہین عشقِ یار دوست
راہ ہے وہ جو نہان انکے دل میں ہے

ابتو آکر دیکھ جا قاتل دل بیتاب کو
دم کو سمجھے ہم لیئے وہ ان تنِ بسمل میں ہے

کر نہین ہے ارتباط دوستان تازہ طلسم
کسلیے پھر درد دل یار انکا میرے دلمین ہے

گردشِ قسمت کا نکتہ تاکہ ہو سب پر عیان
اس سبب ہے دورِ خط کا کاسہ سائل میں ہے

ملی عدم کی راہ کرنی مین مسافر کیون ہو شاد
ہی وہی سنگ نشان سختی جو اس منزل میں ہے

شاخ ناقہ قیس بلبل نجد ہی صحن چمن
غنچے میں نکہت کہ لیلی گوشہ محمل میں ہے

دیکھکر شاید اسی کو ہو مکدر دل کوئی
یہ سبب ہے جو گلی کا نسخہ کفِ سائل میں ہے

رنج دیکر آشنا سب چل بسی سوی عدم
ہے غبار کاروان گرد غم کب دل مین ہے

کیا بھتیون ہے کہ دل مین اوسکی خنجر ٹہر کر ذرا
گو ہی واماندہ ہی نالان جرس منزل مین ہے

کیون نہ روشن طبع پائین آپکی صحبت مین جگہ
کیسی ہی کثرت ہو جا شمع ہر محفل مین ہے

بحر عالم مین پہونچی کیون اہر کے تلک
بادبان حرص ہوا کا کشتی ساحل مین ہے

خون نکی دہار مین نکلکر دیتی ہین اوسکو صدا
اونسے بھی اک ہاتھ اوس قاتل کے بسمل مین ہے

موت ہے انسانکی دنیا مین ہوشکی یا تری
یہ وہ دریا ہے کہ خوف غرق بیا ساحل مین ہے

عشق لیلی مین جو سودائی ہوا دیوانہ تھا
مین تو مجنون اوسکا ہون محمل کی جا جو دل مین ہے

ساکنان قبر سی اتنا تو کوئی پوچھدی
گھر بھی یاد آتا نہین کیا چین اس منزل مین ہے

حسن کی گرمی سی اونکی سب بیتاب ہین
شعلۂ جوالہ ہے حلقہ جو اوس محفل مین ہے

ناخن تدبیر سے بھی کھلگئی عقدے تمام
عقدہ لاحل ہی وہ عقدہ جو میرے دل مین ہے

کیون نہ مجنون صورت بلبل نظر بازی کرے
بنکھڑی غنچی کی ہی پردا کب اوس محمل مین ہے

کیون نہ بھاگین عالم پیری مین مجھسی دوست — شکل دیوار خمیدہ یان قد مائل مین ہے

کونسی صحبت زمانہ مین ہے بے مثل و نظیر — دیکھیے جسکو مثال آئینہ محفل مین ہے

بار اشکونکی ہوئی خاطر مکدر جب ہوئی — خاصہ ابر بہاری کا غبار دل مین ہے

ناتوان وہ ہون کہ جبتک ہم نہین بیٹھا ہوئے — فرش بھی صاحب فراش وسوتک محفل مین ہے

کرتی ہی صحبت اثر ظاہر ہو یا باطن مین ہو — کب نہی آواز جو کاسہ کف سائل مین ہے

ہمنشینونکے کلیجونمین بھی پنکھے لگ گئے — کسقدر گرمی الٰہی اپنے سوز دل مین ہے

قلب ماہیت کا باعث ہے بشر کی فرط فقر — ڈوب مرنیکے لیے کشتی کف سائل مین ہے

کسنے تھک کر راہ کو دیکھا تھا چشم یاس سے — صورت مد نگہ ہر جادہ منزل مین ہے

بعد وصلت بھی چھوٹیگی یہ عادت رنج کی — داغ فرقت جو ہی شکل سویدا دل مین ہے

ہاتھ دیکھلا کر اونھونے قتل کر ڈالا مجھی — کیا دم خنجر لکیر ایک اک کف قاتل مین ہے

دیکھکر حال شکستہ اوسکا یہ کہتا ہی دل — بال کیسی اوسکو جو خط کاسۂ سائل مین ہے

کسطرح اوس قد کا یون نقشہ مجھے ادتر ملی ۔ سرو کی جسطرح صورت قمریونکی دل مین ہے

بحر دیکے کو ہمی دست موج سی جام حباب ۔ تشنگی کے جوش سی خشکی لب ساحل مین ہے

ہی مزید فقر سے بحر جہانمین خوف غرق ۔ کیا تعجب ہے اگر کشتی کف سائل مین ہے

آرہاہی رنگ ہمدردی کا اِس عہد مین ۔ زخم سب ہنستی ہین اوپر اپنا دل بسمل مین ہے

روح اپنے جسم مین کیونکر رہے بعد شباب ۔ شمع کو دیکھا تو شب بجھکے لیے محفل مین ہے

کب کثیف الطبع لوث عیب سے ہین پاک صاف ۔ دیکھ لے مٹی کا دھبہ دامن ساحل مین ہے

تیرے اوٹھ جانے سے نشست یہ منغص ہو گئی ۔ لوگ کیسی فرش ہی چین جبین محفل مین ہے

سوکھ کر کانٹا نکیون ہوجاؤن باغ دہر مین ۔ تلتی ہین بچھو لونکی جو اونکی حبت دل مین ہے

کیا مسافر اب تلب کھینگے وطن والونکو پھر ۔ صورت پردہ یہ کیون گرد رہ منزل مین ہے

دیکے کچھ اس پیشکش کو کرلے او منعم قبول ۔ آبرو سی چیز کشتی کف سائل مین ہے

کونسے بیکس کی ہے تاراج کشت آرزو ۔ جسکی غم سی دانہ ہر اک خاک بر سر گل مین ہے

گرہ میں کانٹے لگے رو رو کے مسافر راہ کو	اب جو جادہ وہ بچایگا جو منزل میں ہے

غزل ۱۹	غیب دان ماہر کہو انکو جو ہین تیری رازدار بات وہ کہدیتی ہین منہ پر جو نہان دل مین ہے	شعر ۱۳

فلک سمجھا یہ کیا برہم جو دم مین صحبت غم کی
اودا سی ہی تو رونق تھی ہمارے بزم ماتم کی

دکھاؤن گر روانی بحر اشک چشم پرنم کی
بہی مثل کف دریا سفیدی صبح ماتم کی

تقابل وسں سی کیا دیکھی جو دلمین سیر عالم کی
مگر ہان کاسہ گر سی کم نہین تھی آبرو جم کی

بیان قدرت ہو کیا اوس نخلبند باغ عالم کی
ثمر کو دی وہ لذت جسپہ ٹپکے رال شبنم کی

جنونمین داغ سر زیب ہیے یون قد پر خم کی
نگین سے خوشنمائی جسطرح ہوتی ہی خاتم کی

تجھی ہی یاد لازم اس چمن مین شادی و غم کی
فراموشین ہر اتی ہین یہان اثمار توام کی

کھلا جب یہ کہ دنیا ہے جگہ ہر صدمہ و غم کی
تو دریا نے بہی دست موج سی کی مشق ماتم کی

گرانقدری کہون کیا اوس سلیمان مکرم کی
کہ بار نام نے جبکے کمر خم کی ہی خاتم کی

مجھے ہو گئی آگے قدر کیونکر ساغر جم کی
کہ اک جام اسکا دکھلاتا ہے کیفیت دو عالم کی

شکایت پھر نہ ہوتی محنت گلزار عالم کی
نظر گر باغبان کرتا عرق ریزی پہ شبنم کی

ازل سی گوش زد ہی ہے ثباتی باغ عالم کی
برنگ گل مری تن پر قبا کیونہ ہو شبنم کی

دکھایا ساقی مجھی وہ سب جام مین سیر عالم کی
لگے ٹیکی ال شیشہ کی طرح حسن جام پر جم کی

بہار آ باغبان جوبن پہ ہے یہ باغ عالم کی
کہ گلشن پر رگ گل سی نظر پڑتی ہی شبنم کی

حباب آسا ہوں نازک مین ہی فرط ضعف خلقت سے
بہروسا کیا ہی مٹجاونگا تحریک سی دم کی

یہ بیدردی کہ اس گلشن مین شبنم اوسکو سب سمجھے
چمن مین اشک غم سی آنکھ نرگس نی جو پر نم کی

مین ہی وہ آہو رم کردہ وحشت ہوں اے صحرا
کہ جسکے سایہ کی تقفو مین ہین طاقتین رم کی

رواروی رہگذر دہر کی ای رہرو دیکھو
ملی فرصت نہ چلنے سے کبھی ہم کو ہی اک دم کی

جھکی کیونکر برنگ خشت میکدہ ہے ہر سرکش
کہ ٹوٹیگی یہ شیشہ اسنی تواضع مین اگر خم کی

الٰہی کس کم خوبی کی فرقت مین یہ حالت ہے
لگی ہین جھپٹ پٹ کو آنکھین حباب بحر عالم کی

نفس بے شغلی پیری مین دل بہلاتی ہین میرا
ہوا ایسی ہے کہ فرحت بخش ہوتی ہے سحر دم کی

برنگ بوی گل نازک مزاجی مین مین بیٹھا تھا
کہان آ کے ٹھہر سکتی طبیعت سرسری برہم کی

شریک حال اہل غم نہین کیونکر ہوا ای گلشن
جب آنسو دیکھ نرگس مین نہ ٹپکے چشم شبنم کی

نہ دیکھو گر تو ہون کم ظرف مثل جام جم بیشک
اگر دیکھو تو گنجایش ہی مجھہ مین ایک عالم کی

بجز اعجاز حسن دوست اسکو اور کیا کہیے
تمنا مین زیادہ ہی جو کی تو بہت کم کی

تناسب کی رعایت مجکو ہی افسانہ گو یہ ہے
حکایت گر سنون ہی مین تو لب جام جم کی

سیہ روزی ہی ای گردون سواد آخر شب ہون
فنا ہو جاؤنگا دیکھی ضیا گر صبح ماتم کی

عرق کی قطرون سے اوس گل کے ہے دعوی ہم چشمی
یہ پانی ڈھل گیا ہی چھپ آنکھون کا شبنم کی

یہ بہیم پھوٹکر روئے ہین کسکی آشنائی مین
کہ سوجھ آئی ہین آنکھین ہر حباب بحر عالم کی

مین وہ ہون حرم دل ہی کعبہ حق دار فانی مین
نہین ہی تاب جسکو دید غور عین زمزم کی

بنا ہون قدر سوز دل ہی عکس برق ای گردون
تڑپ جاؤنگا مین بھی تھہ ہی بجلی اگر چمکی

وفورِ ضعف مین اتنا حرج بھی دلکو آفت ہے
ڈبوئیگی مری کشتی کو گرد غفلت چشمِ پر نم کی

ندامت کچھ تو اسنے بھی اٹھائی اوس سے اوٹھائی ہے
جب آیا سامنے پیمانہ گردن شیشے نے خم کی

نہ کیونکر اے اجل بھر آنکھ میری بند ہو جاتی
دمِ پیری لگی آہین بھی ہوائین تھین سحر دم کی

یہ ادنی سی صفت ہے اوس طلائی رنگ کی اونکے
پڑا جب عکس رخ چاندی کے تینہ کی طرح دمکی

کسی شاکِ چمن کے انتظارِ آمد آمد مین
سفید آنکھین ہوئی ہین قطرہ ہائے آبِ شبنم کی

مین ہی تو موجب تبلیے سوزِ جدائی تھا
زمین پر مین جو تڑپا آسمان پر برق بھی چمکی

دکھادے اب تو اسکو اے صنم خوبی جمال اپنا
کہ جان آنکھون مین آئی ہے حبابِ بحرِ عالم کی

بجا یار ہر وقت نے ٹھوکرون سے جب تو توڑا تھا
یہ نوبت ہوگئی مرنی پہ خود جامِ سرِ جم کی

کٹیگی عمر ہجر مین یہ جان اپنی وہ بچھڑے ہے
مثالِ تار گو ہی آمد و شد سینہ مین دم کی

کرین کس وقت کارِ دین و دنیا کا اہلِ عالم
نہین ملتی ہی فرصت سانس لینے سے کوئی دم کی

دکھائینگے مجھے کوئی نکوئی سانحہ گردون
کہ آنکھین تک جھپک کر رہی ہین مشق ماتم کی

کیے سجدے یہ طماعوں نے زر کو دار دنیا مین | کہ آخر آگئی داغ جبین شکل درہم کی

غزل ۹۲

بنی ہین دیدہا منتظر نقش قدم ماہر
زمین بھی ہی یہ شائق مہدی ہادی کی مقدم کی

شعر ابیات

نقش قدم بنا نہ زمین پر جہان سے چلے | سایہ چلا زمین پہ کہ ہم ناتوان سے چلے
گھٹ ٹہکی یون زمین پہ تیر خستہ جان سے چلے | سینے مین جسطرح نفس ناتوان سے چلے
یون مجھ بلانصیب کے اشک روان سے چلے | جسطرح خوف کی جا کاروان سے چلے
گر کچھ چلی بھی چال تو یون ناتوان سے چلے | اپنی جگہہ پہ صورت نبض روان سے چلے
رفتار گر قلم کی ترا ناتوان سے چلے | ہو طرفہ سیر ساتھ قدم کا نشان سے چلے
مجھسا کوئی رفیق طریق آپ کو ملا | سایہ صفت قدم قدم تیرا جہان سے چلے
سنکے غول آمین تو چلے ملال زر | ساغر چلین تو پیر مغانکی دوکان سے چلے
ہاتھ اوس سے ہر جدا ہوا شام کی طرح | الکدن عصا جو لیکے ترمی ناتوان سے چلے

کیونکر نہ بات باغمین کا ٹوہر ایک بات
قینچی کیطرح سی جو ہماری زبان سے چلے

یون گرد غم مین پہر گیا ہی ہمارا دل
ریتی مین جیسی ہاہی ریگ روان سے چلے

دو مست ہون جو ٹہیس شیشی مین لگ گئی
فریاد کرتے ہم سوئے پیر مغان سے چلے

فرقت کی شب مین یون ہے روان کہکشان چرخ
کسطرح سی کی اثر در آتش فشان سے چلے

آئینہ سان سفر مین بہی نکلین نہ گہر سی ہم
گر ہم چلین تو ساتہ ہمارا مکان سے چلے

بلبل وہ ہون پہڑک کی دیکہا دون جو زور عشق
اوڑتا ہوا قفس کیطرف بوستان سے چلے

دامن سی خار اولجہ گئے گل پاؤن پر گرے
صیاد او جاڑنے جو مرا آشیان سے چلے

پہولا ہون گر ستارون بہری مانگ کہ تری
آرے کیطرح سر پہ مر کہکشان سے چلے

اندہیرا اہل بزم کی آنکہون مین ہو گیا
محفل سے میری آپ مگر شمع سان سے چلے

ہون دفن بسمل تپ ہجران جو دشت مین
جادہ ہر ایک صورت نبض روان سے چلے

مارا جواب دینے پہ اوسنے رقیب کو
سچ ہے کسیکا ہاتہ کسیکی زبان سے چلے

اولٹی چلی خزان مین ہوا جب تو باغ کی
مثل طیور اوڑتے ہوئے آشیان پہ چلے

لپٹین جو بو کی باغ سی نکلین ہوا سی
بن آئی راہزن کی جہان کاروان پہ چلے

ای داغ دل جنون مین سب ہی یہ لکی دہن
اوس ملک مین چلو تمہین سکہ جہان پہ چلے

بدگوئی رقیب سیہ رو کو کیا کرون
گر قطع ہو تو اور قلم کی زبان سے چلے

ہم وہ حزین ہین یہ تو نجانا ہوا کبھی
پہولو تمہین بلبلون کے جو بوستان پہ چلے

دانہ جو تیرے خال کا بہولا ہون مین کبھی
چکی کیطرح سر پہ مرے آسمان چلے

یاد آئی گل کو آمد و شد عندلیب کی
پہر کر جو آشیانکو پر آشیان پہ چلے

مثل نسیم صبح مگر آپکی ہی چال
غنچون کے پاس پاس ہوئے دل جہان پہ چلے

وہ گل چلا جو باغ کی نظارے کے لیے
طایر سمت کے طرف بوستان سے چلے

رکہدون کبہی جو بار غم اپنا اوتار کے
جہک کر جہا تمہین پر کیسو تیرے جوان پہ چلے

کی بعد مرگ جو شش وحشت نے کشمکش
صحرا کو ٹہوکرون سے مری استخوان پہ چلے

بلبل وہ ہون پھرون جو قفس مین گلو نکا دم
اوڑکر شمیم گل کیطرح بوستان سے چلے

یون باتمین کرتے ہین ترے دیوانے ہجر مین
جسطرح سے کہ گنگ کے منہ مین زبان چلے

وحشی وہ ہون کہ تھک کے گرے سایہ کیطرح
تن بھی جو میرے ساتھ دم امتحان سے چلے

اثر ضعف عالم پیری کو دیکھتا
سایہ بھی پی ساتھ نہ چلا ہم جہان سے چلے

خالی کمان جو رکھی قاتل کے ہاتھ مین
تن سی نکل کے صورت تیر استخوان سے چلے

بلبل وہ ہون کہ قتل کو صیاد جب بڑھا
باہر چمن کے روتے ہوے باغبان سے چلے

بچھلے سی سست بیٹھے ہین انتظار مین
جب کھولے شفق تو جام ارغوان سے چلے

یون شوق مین ہے نغمہ مرے دلکی طرف روان
جسطرح سی کہ طیر سوی آشیان سے چلے

دیکھا یہ انقلاب ترے لطف و قہر سے
تنکر چلے جو پیر تو جھک کے جوان سے چلے

صیاد کی تسلیون کا اعتبار کیا
کھڑکی کھلے قفس کی تو کہہ کہان سے چلے

ماہر کو قبر پیستی ہی یا ابو تراب

شعر ۴۳	جلد آئیے فشار ہوا استخوان سے چلے	غزل ۹۳۰

بہر طور اچھی بسر ہو گئی | گئی آبرو تو گہر ہو گئی

خجل جب نہ حرص بشر ہو گئی | ہوا شور پسینے مین تر ہو گئی

مرے اشک شور آئے قبر قتین کا م | کسا رنگ تب جب سحر ہو گئی

پیا اونکی پھری وصل مین سب مجھے آنکھ | کہ شب بھی ادھر کی ودھر ہو گئی

فقیری قناعت کا باعث ہوئی | بُری تھی تو اچھی بسر ہو گئی

بُڑھاپے مین تختہ ہی تن قبر کا | مری ٹیک کے سیدھی کمر ہو گئی

مرا دل وہ لیکر یہہ کہنے لگے | کہو یہہ تھی ادہر کی اودہر ہو گئی

قدم رُک کے جب سر سے خوش ہون پر | مہم تھی جو یا اونکی سر ہو گئی

سب اچھے رہے مر گئے جب فقیر | گدائی فقط در بدر ہو گئی

عجب رنگ مین رنگ الفت کھلا | شب وصل گھٹ کر جگر ہو گئی

سیہ خانہ میرا وہ تاریک ہی
شب ہجر جس مین سحر ہو گئی

مرے خشک تن سی ہوئی یہ خجل
یبوست پسینے مین تر ہو گئی

نہ ٹھہریگی بو غنچۂ گل مین پھر
خبر اوسکی گر مشتہر ہو گئی

وہی میری پیری ہی ای آسمان
سحر مین جو شیر و شکر ہو گئی

یہ دیوانے ہی کیا تجھے غنچہ کی بو
چلے جب تو دیوار در ہو گئی

مجھے خوفِ تیغِ ہوس کچھ نہین
یہی نانِ جو کی سپر ہو گئی

بلا گرد سر میرے یہانتک پھری
کہ آخر کو دستارِ سر ہو گئی

تری مردمک کا پڑا جسپہ عکس
وہی دیکھنے کی سپر ہو گئی

یہ سمجھی دمِ ضبطِ سوزِ درون
گھٹا دودِ دل کی جگر ہو گئی

جوانی سے بہتر وہ پیری ہی چرخ
جو کافورِ زخمِ جگر ہو گئی

مجھین ہی رہا تیغِ ابرو کا ڈر
جبھی مردمک بھی سپر ہو گئی

سوکھا یا کسی گل کی فرقت نی یہ ‏ کہ کانٹا ہر اک شاخ تر ہو گئی
بتون نے کرم کی جو پھیری نظر ‏ خدائی ادھر کی ادھر ہو گئی
اوڑا شب ہجر کافور زخم جگر ‏ کہ سپید روئے سحر ہو گئی
نہ کہنا مجھے صاحب راز عشق ‏ جگر کو جو دل کی خبر ہو گئی
پڑی بحث جب کفر و اسلام مین ‏ ادھر بت خدائی ادھر ہو گئی
مجسم لکھنہ نے یہ آخر کیا ‏ کہ دل کی سیاہی جگر ہو گئی
بدلتے ہی کروٹ کے اے آسمان ‏ شب وصل دہر کی ادہر ہو گئی
دیا ساتھ مشکل مین فورًا مرا ‏ اگر بیکسی کو خبر ہو گئی
مجھے خوف طول شب ہجر کیا ‏ اوڑا رنگ رخ جب سحر ہو گئی
نہ او تری فقیری کے اعجاز سے ‏ کلاہ گدا تن پہ سر ہو گئی
مقدر کی گردش سے آخر بلا ‏ یہ لپٹی کہ شال کمر ہو گئی

سخن سی کیون ہو نہین راس الرئیس | زبان شمع کے تن پہ سر ہو گئی

غزل ۹۴

بڑھاپے مین ما آہر نہ چل راہ جرم
ٹھہر جا کہ اب دوپہر ہو گئی

شعر ۳۶

مجکو مہمان سی مروت بھی حیا بھی آئی
جان لیکر گئی گھر مین جو قضا بھی آئی

جان لینی کا جو تہا کام قضا بھی آئی
ہی ہوس پاس ہمارے نہ ہوا بھی آئی

میرے کہنے پہ ہوس کیا کہ ہوا بھی آئی
دم ذرا سا جو دیا مین نے قضا بھی آئی

وای غفلت کہ نہ کچہہ اونکو صدا بھی آئی
در کی زنجیر مری آہ ہلا بھی آئی

آج کچہہ نکہت گیسوئے رسا بھی آئی
مرض عشق بڑہا جب تو دوا بھی آئی

مین جو آیا تو زمانے مین بلا بھی آئی
بزم مین شمع کی آتے ہی ہوا بھی آئی

مجکو اوس وادی پرخول مین لایا ہے جنون
قافلہ کیا نہ جہان بانگ درا بھی آئی

ہاتھ مین آئنہ و شانہ وہ لیتی ہی رہے
بگڑی لفظونکو مری آہ بنا بھی آئی

عذر کر کر کے مرا عید مین وہ لیتے ہین
تجکو بگڑی کبھی بات اپنی بنا بھی آئی

مجکو تھی بوالہوسی سے یہ جہان مین نفرت
حرص سمجھا اوسی گر پاس ہوا بھی آئی

رنگ سے وہم مین کھلا اسکی محبت کا بھی
رنگئے دست صبا پھول اٹھا بھی آئی

بیتیدار ایسے ہین کوچے ترے تھکر کے آئیدو
ٹھوکرین کھا مین جو فکر شعر آئی آئی

خلوت یار مین بیگانونکا آنا کیسا
سر دھنا شمع نے گر پاس ہوا بھی آئی

اب تن زرد مین کس منہ سے دکھان اونکو
زعفرانکو جو ہنساتا تھا ہنسا بھی آئی

ہیان نسیم سحری ٹھوکرین کھاتی ہی ہی
تیز دست آہ مری ونکو جگا بھی آئی

اپنی تنہائی سے مضطر یہ صنم نزع تھا مین
ٹھم گیا دل مرا جبتو قضا بھی آئی

مین نہین اک تری گھر دور کے سب آتے ہین
سانس پھولی ہوئی تھی جبکہ ہوا بھی آئی

طاعت حق پہ نہ بگڑین یہ سمجھکر اصنام
تجکو بھولے سے کبھی یاد خدا بھی آئی

مجکو تعجیل اوسی جان کے لینے مین ہے دیر
لو اداکرتی ہوئی مجھسے قضا بھی آئی

تنکے چننے لگا مین زردی تن اپنی
عشق مین اوکشش کاہربا بھی آئی

قتل سے تمنے جو کیا قتل کے مشتاق تونکو
اس جفا سے ہمین کچھ بوے وفا بھی آئی

مجکو بیخود دیہ خط شوق کے آنے نے کیا
نامہ برکا ہوا دہوکا جو صبا بھی آئی

نار و نعمت ہی کو دنیا مین نہ ہمت سمجھو
سامنا کیجیے قضا کا جو بلا بھی آئی

مرسلونکو ہو نکیون خوف دعوی و فریاد
سب تو تجہسے اے محبوب خدا بھی آئی

ضد تری کونسی دنیا کی نہ شی لی رکہ لی
پاؤن پھیلائے جو تو تو حنا بھی آئی

مثل شبنم چمن دہر مین رونی ہر شے
ایک کرنیکو لہو پانی حنا بھی آئی

رنگ حاجت چمن دہر مین پھیلاتا یوہین
سب تو سب دیکہنے کو ہاتھ حنا بھی آئی

جا کے اب دیکھ لے نی پردہ اوٹھین جو حجاب
آہ آنکھونکا حجاب اونکی اوٹھا بھی آئی

اب مری لغزش پاکا ہے مزا ہی ساقی
دیکہہ لے جہومتی گردون پہ گھٹا بھی آئی

اب سکندر سی کہو صنعتین سب ہین بیکار
میری حیرت اونہین آئینہ دکھا بھی آئی

یونہی کیا کم تھی وہ ہاتھہ اور حنا کا پھولا
شاخ میں شاخ لگانیکو حنا بھی آئی

تھا یوہیں رنگ اسیری کا ہمیں کیا کم
ہاتھہ بند ہوا انکو دنیا میں حنا بھی آئی

تیز دستی سے ہی جیکی تھی نہ وہاں آنکھ ابھی
آہ پر دود مری سرمہ لگا بھی آئی

رغبت دل سے مری نزع میں آیا نکوئی
فرض ادا کرنیکو آئے جو قضا بھی آئی

باغ عالم یوہیں جلتا تھا تو نکلے ہاتھوں
آگ میں آگ لگانیکو حنا بھی آئی

غزل ۹۵

اسقدر ہی کوئی تربت نہ ٹھہرا ماہر
کچھہ اگر ہی سے ہمیں بوئے وفا بھی آئی

اشعار ۲۱

عبث جہانمیں کب زلزلے ہیں آئے ہوئے
تڑپ رہے ہیں لحد میں ترستا ہوئے

نہ پوچھیو کچھہ یہ کون آتے ہیں نہائے ہوئے
یہی ہیں جنکی ہیں یہ ہم خاک میں ملائے ہوئے

عوض میں آہ کے ہنستے ہیں منہہ بھرائے ہوئے
نئی ہیں لوگ جنازے پہ پھیر آئے ہوئے

تم اہل بزم میں سے ایک کو تو دو بوسہ
فقیر بیٹھے ہیں سب آسرا لگائے ہوئے

طریق عشق مین آتی ہی یہ صدا مجکو
خطر کی راہ ہے رہرو قدم اوٹہائے ہوئے

عصائے شیشہ وہ ہے ساقیا کہ زاہد کیا
سنبھل گئی ہین شرابی بھی لڑکھڑائے ہوئے

رقیب تیرے ستم دوستان ہو گر تو کیا ہوگا
تری ہتہیلیونکے ہم ہین ہار لگائے ہوئے

خدا ہی حشر مین دستار قاضیونکی بچائے
مغانے نکلے ساتھ ہین مستونکے غول آئے ہوئے

نہ اونگلی ہیان ہے کسطرح تیغ او قاتل
ہماری قتل پہ ہے آستین چڑہائے ہوئے

یہ کون لیگیا پہلو سی کیا ہوا یا رب
ابہی تو دیر ہوئی تہی نہ دلکو آئے ہوئے

مین ہی نہین ہون تری شمع رخ کا پروانہ
چراغ شام ہی ہے تجہسے لو لگائے ہوئے

یہ شکل اونکی دم صبح شام صلوتے ہے
نگاہ نیچی ہی نیچی ہین سر جہکائے ہوئے

صدا یہ ہچکیون سے دیکے مر گئے عاشق
جنازہ لاؤ وہ گھبرا رہے ہین آئے ہوئے

وصال کا تو بہلا ذکر کیا ہے فرقت کا
وہ داغ ہے جسے چہاتی سی ہون لگائے ہوئے

بہے وہی مری آنکہون سے اشک بن نکلے
جگر کے زخم تہے پانی جو کچھ چرائے ہوئے

اونکو عاشقونکی سچ تو ہی وہ کیا جانین — کہین مٹے ہوے ہونگے جلے جلاے ہوے

اودتر رہی ہے گلو مین مثال آب چہری — کچہہ اسی ادا سی وہ سینہ کو ہین دباے ہوے

نشان وحشیو منزل کامل ہی جاویگا — چلے چلو کسی جانب کو منہ اوٹہاے ہوے

نہ پوچھو عشق نظر مین کہ کیا گذرتی ہے — تڑپ رہا ہون کلیجے پہ تیر کہاے ہوے

اوٹہین کا بوجہہ نہ اونپر ترس یہ دیتا ہون — وہ لاش اوٹھا ہین اور لاش ناز اوٹہاے ہوے

غزل ۹۶ — شعر ۲۵

مثال ورق رخ روشن ہی کسکو ای ماہر
چراغ شمس و قمر ہی ہین جھلملاے ہوے

طپان ہون یون تری مژگان سے دل لگے ہوے — شکار جیسے تڑپتا ہے تیر کہاے ہوے

وہی ہین مہر جنازی پہ آج آے ہوے — ادہر جو دیکھتی ہین منہ ادہر پہراے ہوے

ادہر ہے ایک دل زار دیکھیے کیا ہو — مژہ کی صف ہی پرا وسطرف جماے ہوے

تمہاری زلف کو دل دیکھکر یہ کہتا ہے — یہ ابر آیا ہے بجلی کہین گراے ہوے

گھبرا ونگی پاکے سنا ہے جو غش میں تمہارا کہ
ٹھہر اتنی کیا جو چلی آئی منہ اوڑھائے ہوئے

عقب میں انکو کہہ دیتی ہے ادا کہ در آتا ہے
کہ جیسے فوج کو آئے کوئی دبائے ہوئے

پتا یہ کوچۂ دلدار کا سبب سے اے قاصد
ہزاروں بیٹھے ہیں وہاں دھونی رمائے ہوئے

عبث گمان بد او نہر نہیں یہی وقت
کہیں وہ یا نہ کہیں بال ہیں نہائے ہوئے

مناسب آپکو بھی روز حشر ہے آنا
ادھر ہیں آپ کے سب جا کہیں ملائے ہوئے

غضب ہے تو بھی کتابی ہیں دیکھیں کے
بڑھے ہیں قتل کو وہ آستین چڑھائے ہوئے

ہزار حیف کہ مردہ کہیں او بخیں بیدرد
کبھی جو سوئیں ترا ہجر کے جگائے ہوئے

گناہگار ونکو دیتی ہیں غسل کیوں پس مرگ
یہ آپ ہیں عرق شرم میں نہائے ہوئے

دل و جگر کی تمنائیں قتل ہوتی ہیں
اوجڑ رہے ہیں مری گھر بسے بسائے ہوئے

ادب او بل کے دعا دے رہے ہیں شیشے بھی
مغاں چلی ہیں جو ہر مست کو جھکائے ہوئے

دم وصال کچھ آیا جو ہے خیال ونکو
بدن ہی سرد پسینے میں ہیں نہائے ہوئے

دلون مین بعد فنا بہی ہی تپون کی شورش
چراغ شعلہ نمونکی ہین یہ بجہائے ہوئے

نہ دل مین حسرتین اب ہین نہ دل ہی سینے مین
بتونکی راہ مین ہین گہر لٹائی ہوئے

یہ گرم صحبت پیر مغان ہی مستون مین
شراب خانہ مین شیشی ہین جوش کہائی ہوئے

او نہین ہے کوئی ہماری وفا کا پوچہی حال
جو ذبح کر رہے ہین آستین چڑہائی ہوئے

تقاضہ سن کا ہے اتر ونیے سی راہ چلو
ادا یہ ہتی ہی چال ور بہی بنائی ہوئے

علاقہ قطع نہین گو لیی وہ جاتے ہین
چلا ہے دل ہی تو پہلو مرا دبائی ہوئے

دلونکو دیکہ کے ناوک فگن کہتے ہین
اوٹہالو انکو نشانے یہ ہین اوڑائی ہوئے

شب وصال وہ سر رکہ کے جب سے پہوتی
تڑپ رہا ہون وہ تکیہ گلی لگائی ہوئے

امید اب تری دیدار کی ہو کبتک قاتل
گلے پہ تیغ بہی رکہی تو منہ پہرائی ہوئے

غزل ۹۷	خفا وہ کفنون سے نکلی گر تو خوب ای ماہر ملے شہید وہ نہین خود ہی لہو لگائی ہوئے	شعر ۲۲

وحشی تجل ہین پاؤن جو گھر سی نکال کے
شیشے ہین آبلے عرق انفعال کے

بیٹھے ہین ڈللو پھینک کے مشتاق چال کے
گھری قدم نکالیے گا دیکھ بھال کے

ہنگام حشر سامنی ہو ذو الجلال کے
سوچا کہان ہین پاؤن لحد سی نکال کے

وحشت مین کیا ہین چال ہرن دیکھ بھال کے
پردے پڑے ہین آنکھ پہ چشم غزال کے

اوس قبر زار مین تری وحشی چشم ہین
جیسے چراغ بنتے ہین دیدہ غزال کے

وقت جنون نہین ہی تری تیغ کا یہ جلوس
شیرونکے غول پیچھے ہین آگے غزال کے

سو درد سر اوٹھین ہو جو شہ ورکی ایک
پیچ ہی بلا مین پڑتی ہین جعد قمر کوٹال کے

مجرم وہ تہا کہ خوف سے تاثیر جرم کے
بھاگے ملائکہ بھی دوزخ مین ڈال کے

اون مدفنون مین ہین تری وحشی پس فنا
گنبد بنی ہین جن پہ غدۂ غزال کے

ہین نزع جان وہ شے ہے کہ انسان کا ذکر کیا
مر مر گئے ہین شیر زبانین نکال کے

خالق جزائے خیر دے مردان عشق کو
دیدی ہے تیغ میان سے اونکو نکال کے

کیون دامِ آسمان مین نہ عالم اسیر ہو
جنکو نجوم کہتی ہین حلقی ہین جال کے

جا بے نہین ہین وادیٔ آسیب مین مرے
دکھلاتی ہین گوہ زبان نکال کے

وحشت مین تیری چشم کا جب آگیا خیال
مژگان بنائی پاؤن کا کانٹا نکال کے

انجم ہین کب عیان شبِ فرقت مین افلاک
ذرّے بلند ہین مری گردِ ملال کے

وصلت تو درکنار رہی حیف جا قفس ابھی
مشکل سے کوئی منھ جو دکھا دی نکال کے

نافے نہین ہین جانکی وحشی چشم یار
دل رکھ گئے ہین قبر پہ آہو نکال کے

بی جسمیونکا جب ترے می آیا مجھی خیال
بن بن کے سب بگڑ گئی نقشِ خیال کے

احباب بھی گئی ہین لحد بھی ہوئی ہی بند
ای دوست اب مرے ہین جواب سوال کے

انجام کیون نہ وحشیونکی غم کا ہو خوشی
بنتی ہین خون خشک سی نافے غزال کے

کھائی ہین سیرِ دشتِ جنون مین جو ٹھوکرین
دو ہو گئی ہین پیچ سے سم ہر غزال کے

اشکون سی دل جو سرد ہوا مہر سمجھ یہ تو

غزل	دی ہی صراحی چمن نے شوری مین چھالکی	شعر ۲۲

یوسف سے گھر چھوڑاتی ہین شعر جمال کے — بو لیچلی ہی گل کو چمن سی نکال کے

وحشت مین کیون نہ چال چلون دیکھ بہال کے — ہین آبلے بھی پاونکے دیدۂ غزال کے

کیونکر نہ زلف لے مین بلین دل جبال کے — زیر زمین تڑپتی ہین طالب وصال کے

ایسے ہین قدردان ہی ہر اک کمال کے — خود او نگلیان اوٹھاتے ہین شاید ہلال کے

آیا نہ کام مین جو کسی خوش جمال کے — پہلو مین ہی جگہ دیا دل نکال کے

سیلکش شیدی ہی خلل ہین یہ ساقیا — انگور شیشہ مین ہین عرق انفعال کے

کم تجھے نہ وحشیون سے تری چشم مین ہے — کیون گرد باد رنگ ہین نکال کے

گذری ہی آج دلپہ اجی تیغ غم ضرور — انداز آنسو ون مین ہین بسمل کی چال کے

کیا تیرے رند قہقہ زن ہین بروز حشر — دستار گرد باد قیامت اچھال کے

عشاق کے سکوت یہ کہتی ہین ای بتو — دیگا خدا جواب تمہاری سوال کے

وحشی وہ ہون کہ جسکی درازی دست سی
کوسون تلک ہین ٹنگے ہوے دامن جبال کے

رحمت خدا کی صورت سیل ترٹ گئی
کچھ یون بہے پھرا کئے مجھے دور تھین ڈال کے

کیون ضبط سوز دل نکرون صورت سپند
معدوم ہونگا منہ سے ہین نالہ نکال کے

ذکر غزال کیا تری وحشی کے دشت مین
جادے بھی رہگئے ہین باہین نکال کے

مجھ دل دکھے کے دفن مین اتنا وہ بول اوٹھے
کوئی اسی لحد مین اوتارتا سنبھال کے

ہوگا ضرور قتل کوئی آج بیگناہ
خنجر وہ دیکھتے ہین کمر سی نکال کے

دیوانی کیون خزانہ وحشت نہ لوٹ لین
ہین قفل سب ٹوٹے ہوئے چشم غزال کے

مشہور ہین وہ جادہ صحرا کے نام سی
پھاڑے ہین وحشیون نے جو دامن جبال کے

دنبالہ سرمہ کا ہو جو منظور چشم یار
رکھدین غزال منہ سی باہین نکال کے

آیا مزہ کا وادی وحشت مین جب خیال
تلوون مین پھر چبھوے کانٹے نکال کے

یہ عشق چشم یار سی وحشت مین ہین غزال
پاؤن سی دابلی ہین نہ باہین نکال کے

کیون ہر قدم زغند نہ وحشی ہی اب ہرن
دینے کو غول پاؤن کو دیدے غزال کے

نالے بیابن سے شوق مین آیا ہی تا بہ عرش
پردیسی کوئی تو دکھا دی نکال کے

پوچھی جو مجسے قیس نے سختی راہِ عشق
پاؤن کے خار رکھدیئے سے نکال کے

چھوڑا اسے دلکو لگی مین آیا ہوت قبر مین
اور جا بچھے پاؤن کو رکھنا سنبھال کے

اک عاشقون کی بات تھی اوسکو بھی کہہ دیا
موسیٰ ملی جواب ارنی کی سوال کے

غزل ۹۹	ماہرا وہ نین بھی آگئی کچھ تپ ضعیف سی تڑپے مثال نبض جو طالب وصال کے	شعر ۳۰

مر گئے ہم نہ کہا اک نے قضا آتی ہی
شمع دامن مین چھپاؤ کہ ہوا آتی ہی

حالتِ جرم مین بالین پہ قضا آتی ہی
مرکے کھولو نگا نہ آنکھین کہ حیا آتی ہی

بخشدو دل سی اگر آہ رسا آتی ہی
ٹوٹتا ہی کوئی شیشہ تو صدا آتی ہی

کچھہ نہ کچھہ قیس پہ گذری ہی خبر لے لیلی
گرتی پڑتی ہوئی صحرا مین ہوا آتی ہی

بعد میرے جو نہیں کوئی عزادار مرا
قبر پر جاکے ہوا خاک اوڑا آتی ہی

ہر سحر کیون نہ چلے قافلۂ نکہت گل
جو چٹکتی ہے کلی بانگ درا آتی ہی

اونکو جب ہوتی ہی منظور نظر خود دیکھیں
میری حیرت اونہیں آئینہ دکھا آتی ہی

نیمبسمل تیرے کیا خاک سی اوٹھیں قاتل
برچھیان یہ نگہ شوخ لگا آتی ہی

دیکھکر تجکو گنہ میرے کئی ہتی یارب
بند کردی کوئی آنکھیں حیا آتی ہی

جنبشیں ابروونکی کہتی ہین گو تم نہ کہو
تمکو تلوار کی عاشق پہ لگا آتی ہی

ای جوانو کبھی پیرون سی نہو گستاخ
انہین بندون سی خدا کو بھی حیا آتی ہی

گوش دل سی مری آواز کو سنتے ہین ملک
میری ہر دمکی پکی جو صدا آتی ہی

غول بھٹکاتی ہین گر ہزارون ہین بیابان غزال
آبلو نکو مرے کیا آنکھ دکھا آتی ہی

دل دکھونکو نہ ستا اسکین ہی کہ او ظالم
انکی وہ آہ ہی جو عرش ہلا آتی ہی

کچھ پتہ چلتا نہیں ای قافلۂ اشک روان
دل دھڑکتا ہی کہ آواز درا آتی ہی

حشر مین توڑ رہی ہین ترے وحشی قبرین
نکلو نکلو کی جو کانونمین صدا آتی ہی

مرسلونمین بھی دم حشر یہ غل ہی تہ عرش
سب ہٹین امت محبوب خدا آتی ہی

یار و احباب سی تو قبر پہ آیا نہ کوئی
ہان اگر سی تو ذرا بوئی وفا آتی ہی

کہدو اونسی کہ خبر لین مرے دلکی جلدی
آج کچھ رونیکی پہلو سی صدا آتی ہی

نالۂ حضرت مجنون کا اثر ہے ابتک
سائین سائین کی جو صحرا سے صدا آتی ہی

دلمین لیلی تجھی بند آنکھ جو کرتا ہون کبھی
میرے دم سے ترے سونیکی صدا آتی ہی

یاس کس طرح سے مرا آکے نہ دم لے قاتل
منزلون سے مری لینیکو قضا آتی ہی

زیر پا خار کو سمجھے نہ رگ گل کیون قیس
ملکی رخسار سی لیلی کی ہوا آتی ہی

قتل کرنیمین مرے ضد نکری کیون قاتل
پاؤن پھیلاتی ہین جسوقت حنا آتی ہی

گر شہیدونکا جنازہ نہ اوٹھایا نہ سہی
لاش عشاق پہ ٹھوکر تو لگا آتی ہی

چھیڑتا ہون جو بھری بزم مین یہ کہتے ہین وہ
سچ بتادی کبھی تجکو بھی حیا آتی ہی

قتل پر میرے جو ضد ہے تو کہہ دو اوسسے
خون پانی نکین ایک حنا آتی ہے

کوئی تو پوچھیے نقاش ازل سے اتنا
دوسری شکل بھی تیری سی بنا آتی ہے

وائے ونپر کہ جو محروم ہین آواز سے بھی
لن ترانی کی تو موسی کو صدا آتی ہے

غزل ۱۰۱ | موشگافی سے کہلا ہمپہ یہ عقدہ ماہیہ
عاشقون پر اونہین زلفونکی بلا آتی ہے | شعر ۲۳

بنکے معشوق جو عاشق کی قضا آتی ہے
صاف خلخال کی جھنکر وسی صدا آتی ہے

مر دے جی اوٹھتے ہین زندونکی قضا آتی ہے
کس ستم کی تجھے ای ترک ادا آتی ہے

توڑکر جب دل بلبل کو صبا آتی ہے
صاف غنچے کے چٹکنے کی صدا آتی ہے

منعمو عالم فانی مین خوشی ہے معدوم
کان بجتے ہین کہ نوبت کی صدا آتی ہے

زاہدو دل مین جگہہ دو نہ بتونکو کیونکر
دیکھتا ہون جب انہین یاد خدا آتی ہے

ناز سے مین نے جو اوٹھا تو ستا گیا اسکی
آپکو بھی تو مری لاش اوٹھا آتی ہے

لوٹی اونسنے کہے ویران جو دل کرتی ہین
اس زمین پر تہین بستی ہی بسا آتی ہی

برہمن چھوڑ کے کعبے کو ملا کیا تجھکو
دیر مین بہی تو نظر شان خدا آتی ہی

گل نکیون ہجر مین ہو جا مری شمع حیات
دل تڑپتا ہے تو یون جیسے ہوا آتی ہی

نالہ مین یہ تجہ شی ہی غربائی عالم
دل دھڑکتا ہے تو نوبت کی صدا آتی ہی

باغ مین دیکھکے اونکے گل رخسار کا رنگ
پھول مرجھائین نکیونکر کہ حیا آتی ہی

تجھسے بی پردہ گنہ مین نے کئی تھی یا رب
کیون نہ گڑ جاؤن زمین مین کہ حیا آتی ہی

وصل کا کیا مجھے اچھا نظر آئے انجام
دل جو ہنستا ہی تو رونیکی صدا آتی ہی

پیچھے ہٹجاتی ہی محمل مین اداسی لیلی
آہ جب قیس کی پردے کو اوڑا آتی ہی

پردہ گوش مین کیونکر نہ چھپاؤن ای دوست
دلمین ہی تیری جگہ دل سی صدا آتی ہی

حسن اور عشق مین پہیلا ہے لڑائی کا جو رنگ
خون سینی پہ گرانیکو حنا آتی ہی

بیوفاؤنکی قدم کیون نہ اٹھین چلنی مین
زیر پا تربت نقش کف پا آتی ہی

پردهٔ دید مین کیا کام نکالا موسیٰ		ابتو کانونمین وه مطلوب صدا آتی ہے
مجھ گنہگار کے لاشے پہ نکیرون منھ دیتا ہین		مجکو روتے ہوی لوگونکو حیا آتی ہے
آنکھین محو سرمۂ لن ہو دیدار سے تو ہون موسیٰ		لن ترانی کی تو کانونمین صدا آتی ہے
کان آوازهٔ وحدت سے بھری ہین جو مرے		کوئی بولی مجھے تیری ہی صدا آتی ہے
لن ترانی تو کہا پر یہ ہوا کیا جاتے		یہ نہ سمجھی مرے کانونمین صدا آتی ہے

غزل ۱۰۲	اوسکی رحمت مرے عصیان کو نہ بخشے ماہر مین نہ یہ منھ سے کہونگا کہ حیا آتی ہے	شعر ۴۱

آئنہ بنگئی ہی تن مین جو قدرت تیری		میری صورتمین نظر آئی ہی صورت تیری
آئنہ لیکی بھی بڑہتی نہین حیرت تیری		دیکھ تو دیکھ رہی ہی تجھی صورت تیری
چھوڑی دل کو جو بڑہا دے تو عنایت تیری		نکلی جاتی ہی مری دل سی محبت تیری
میری وحشت ہو غضب چال ہو آفت تیری	۱	حشر میرا ہو یہان وہان ہو قیامت تیری

قیس کرد ہی مجھی کسطرح نہ الفت تیری
دل جو محمل ہی تو لیلی ہی محبت تیری

لپکی ہی سوئی دوزخ جو عدالت تیری
لپٹی جاتی ہی گنہگارون سی رحمت تیری

ہاتھ تلقین مین مجکو نہ اٹھاے کوئی
ہون تہہ خاک مین اے دوست امانت تیری

دور کسطرح گناہون سے مین ہو تا یارب
سر کی جاتی ہی مرے پاس سی رحمت تیری

جوشش خون ہی جو چمن کو بھی ترے دشت مین
چھوٹ نکلی ہی ہر اک پھول سی نکہت تیری

باتین کہنی کی ہین تلقین کہان کی اے دوست
مرکے بھی پھری زبان پہ حکایت تیری

کیون لحد توڑ کی نکلین نہ گنہگار ترے
حشر مین ڈھونڈ رہی ہی انہین رحمت تیری

اب بھی آ ہوش مین برباد نکر دلکو مری
دیکھنی کی گھر ہوئی جاتی ہی محبت تیری

کونسے جرم کی یہ ربط بڑہا یا یارب
تب ترپتا ہون کہ ہٹ جاتی ہی رحمت تیری

وائی ناقدری مردم کہ ادہر سکو کہین
کھب گئی ہو مری آنکھون مین جو رنگت تیری

حشر مین آنکی سوا اور کہین کیا مجرم
ہمسے وہ کہ جو گئی تجسی مروت تیری

شبہہ غیبت کا کیا مین نے تو وہ کہنی لگی — ہان تری سر کی قسم کی تھی شکایت تیری

آج تو خیر مری لاش جب اوٹھی او گل — رنگ اوڑے سدن تجھ نہ لائی یہ نزاکت تیری

حفظ جان عشق مین اشتاق ہے بہت ایدوست — جسکو کہدی ہی آوسی دیدون مین امانت تیری

خلد کو چھوڑ کے مرسل نکل آئین باہر — ہاتھ چھوڑے تو عرا حشر مین حرمت تیری

کس کے دیدار کی خواہش ہی خبر لی ہے معے — باتون باتون مین بڑھی جاتی ہی لکنت تیری

دل مرا لینی کو اور آئین خدا کی قدرت — غیر کے ہاتھہ مین دیدون مین امانت تیری

تو جو بالین پہ ہے اتنا نہین کھلتا مجھپر — جان تن سی یہ نکلتی کہی حسرت تیری

جلوہ گر ہوکے نگاہون سی نہ کیون چھپ جاے — کچھہ شرر مین نظر آتی ہی شرارت تیری

حشر مین آتے ہین اس شان سی تیرے مجرم — قہر آگے ہے پس پشت ہے رحمت تیری

یہہ سبب ہے جو تری غم کو ہی رکھتا ہون عزیز — دل جو تڑپی تو بہلتی ہی طبیعت تیری

گاہ بالین مین گہ آنکھونمین ہین گہے دامن مین — میری اشکونسی ٹپکتی ہی شرارت تیری

دو دلی کی مجھی ہی ہی تجھ یون حسرت ہے
تو ہو اک دلمین تو اک دلمین محبت تیری

عکس آئینہ مین جسطرح نظر آتا ہے
یون مرے دلمین اوتر آئی ہی صورت تیری

لاش ہی لاش نظر آئیگی اب مقتل مین
دیکھ اوٹھجائیگی انگشت شہادت تیری

کیون نہ فرقت مین بھی اب لطف ملین وصلت کے
دل وہ پہلو مین ہی جسمین ہی محبت تیری

آہ ہر دم کی نکلکر یہ خبر دیتی ہی
اب سمائی نہین دلمین مرے حسرت تیری

دیکھتا ہون جو مین آئینہ تو وہ کہتی ہین
خوش نہو مرکے بدل جائیگی صورت تیری

دل کے جانیکا تجھے نزع مین کیون دہڑکا ہے
جان دونگا نہ نگا وہ مین امانت تیری

چاک ہون گل کی گریبان تو دل غنچون کے
باغ مین جا کے باہر جو نکہت تیری

لن ترانی پہ بھی تکرار کی گرا ای موسی
باتین کچھ اور بھی سنوائیگی لکنت تیری

قبض کرتا ہے مری روح تو خود کر یارب
تیری ہی ہاتھ مین دونگا مین امانت تیری

شکر کر عیب لسانی بھی ہنر تھا موسی
بھولی بھولی تری باتین ہوئین لکنت تیری

بعد مردن بھی کسی طرح نہ آنکھین ہین بند
رہ گئی طالب دیدار کو حسرت تیری

جان سی ہاتھ اوٹھاتا نہ مین کیونکر اے دوست
سانس لینے مین نکلتی تھی محبت تیری

جانکنی مین مری کرگس سی یہ آتی ہی صدا
دیکھ ہم دیتے لیے جاتی ہین امانت تیری

غزل ۱۰۳

نظم مین وہ بیان تہا کیا اور یہ ہوا کیا ماہر
اور کچھ بڑہ گئی جلدی مین طبیعت تیری

شعر

مانتی موسی نہ کیونکر لن ترانی آپکی
کچھ سمجھتی تھی زبان بے زبانی آپکی

کیون نہ ساکت ہو کہ ہی تصویر جانی آپکی
بند کر دیتی ہی لب شیرین بیانی آپکی

گر نہ کھینچے تصور تو نا قدردانی آپکی
ہر ادا ہی ناز پرور دجوانی آپکی

حشر کے دن بھی ہی محروم ہم دیدار سی
سنتی تھی آنکھون سے دیکھی لن ترانی آپکی

دیکھی ہری ہین جو گوبھتی ہو ہین رنگ شباب
آگئی تصویر مین جیسی جوانی آپکی

درد دل سارا سمٹ کر آگیا پہلو کی جا
داغ چھالے کا جو تھا تن پر نشانی آپکی

پہنچے ہین گہ دو تکی خلق آتی اگر اچھی طرح — کیون چہٹ جاتی ردای آسمانی آپکی

دہری چیزین ہین نہین جنکا زمانی مین نظیر — موسم گل باغ کا فضل جوانی آپکی

کٹ گئی فرقت کی شب اوس طول پہ اک آن مین — دل کی کچھ باتین جو کہین مجھسی زبانی آپکی

شور محشر سنکی ہوتا کسطرح مجکو عجب — کان مین میرے پڑی تھی کچھ کہانی آپکی

کونسا انصاف ہی آئینہ رکھنا ہاتھ سی — آپکی صورت نہ دیکھی نوجوانی آپکی

آجتک آنکھون سی اک عالم لگاتا ہی اوسے — مین نے قرآنمین جو رکھدی تھی نشانی آپکی

یاد رکھیے دینگے نسبت اپنی ہی اوسے — حسن کا جب عطر کھینچیگی جوانی آپکی

وائی ناقدری ہی عالم سب کہین غازہ اوسے — رنگ لائے گر زمانے مین جوانی آپکی

حسن کا جوبن چمک کر مجکو دیتا ہی صدا — روئیگی پیری کو میری نوجوانی آپکی

اب نہین پر پاؤن چلنی مین ہین کہو کسطرح — سے ہمکو مونہہ پر بھی ردائے آسمانی آپکی

وقت تلقین قبر مین ہی لوی منہ کو موڑتا — مین یہہ سمجھا کوئی افسانہ کہانی آپکی

کہتے یون ہم بھی ملائین ہان مین ہان بات مین	دل مین جب گھر ہو تو کیسی لامکانی آپکی
کان مین مُردونکی بھی جا پہنچگی آوازپا	روکیے حدت گذرتی ہی جوانی آپکی

غزل ۱۰۴	لہر پر سبزہ کی ماہر کی بھی پڑتی تھی نظر کیون چھپی جاتی نہ اب پوشاک دھانی آپکی	شعر ۲۱

ہر ایک دانہ انگور آب ہو جائے	خدا کی شان ہی شیشہ شراب ہو جائے
جو سوزِ دل سی مرے انقلاب ہو جائے	اولٹ پلٹ کی کلیجہ کباب ہو جائے
ہر ایک عرض پہ اونکا خطاب ہو جائے	مزا تو ہے کہ جو طول حساب ہو جائے
جو رُو نما اثر انقلاب ہو جائے	ہر ایک آئینہ چلو کا آب ہو جائے
خدا کی شان ہی انگور آب ہو جائے	ستارہ ٹوٹتی ہی آفتاب ہو جائے
بُرا ہا پا کاش مرا بھی ہو عکس آئینہ	رنگے جو رش کوئی یہان خضاب ہو جائے
کہے تو کوی وہ توڑین دل برا زمان جب	حضور آپکی بستی خراب ہو جائے

نگاہِ مست سے وہ دیکھتے ہین دریا کو ۔۔۔ عجب نہین کہ جو پانی شراب ہو جائے

کوئی تو دیکھ کے مجکو گلی مین اونسے کہے ۔۔۔ جو کچھ نہین تو گدا کو جواب ہو جائے

سہارا پاکی احبا کا قبر مین بولا ۔۔۔ ذرا تھمو کہ سوال و جواب ہو جائے

منون ہی خاک گرانی کا وقت ہی مجھپر ۔۔۔ جو رہ گیا ہو شریکِ ثواب ہو جائے

مجھے ہو طالعِ بیدار بختِ خفتہ ہی ۔۔۔ کسیکی آنکھ کا گر نیم خواب ہو جائے

جھٹک جھٹک کے وہ دامن کو کیون نہ جھنجلائین ۔۔۔ وہ رخت خاک سی میری خراب ہو جائے

ہجومِ حشر مین کہتا ہون سر جھکا کے یہ مین ۔۔۔ کھڑا ہوا ہون مرا ابھی حساب ہو جائے

پکارنے سے تمھارے نہ مر کے گر بولون ۔۔۔ خموشیونکا کبھی کے جواب ہو جائے

اسی بہانے سے بخشا گیا مین حشر کے دن ۔۔۔ مرا حساب نہ سبکا عذاب ہو جائے

نہین خبر کہ کیئے چلکے کتنے دل پامال ۔۔۔ بنی وہ چال زمانہ خراب ہو جائے

لحد کی راہ مین روئے تو ہین مجھے احباب ۔۔۔ کہین جنازہ نہ کشتیِ آب ہو جائے

نہ دیکھیں دیکھنے والے بھی اسی رہی جلوہ	کھلے یہ حسن کہ آخر حجاب ہو جائے
کریم مجمع محشر میں شرم ہار نعم سے	علی دیکھیں میرا احساب ہو جائے

غزل

جو تیری لاش کہ پٹ گھٹکے رہیں وہ ماہر
اخیر ہچکیوں کا کچھ جواب ہو جائے

شعر ۶

دشتیوں کا نہ تھا کہ خاک اگر دل ٹھہرے	جادہ ایک ایک نفس نیمہ بسمل ٹھہرے
جو ہوا ان کا شک او نہیں کیا راہ کی مشکل ٹھہرے	جب چلے چشم زد نہیں سر منزل ٹھہرے
مرتبہ عشق میں کیوں دل کو نہ حاصل ٹھہرے	جس جو شیشی میں اوتاری وہی عامل ٹھہرے
ناتوانی سے نکیوں راہ میں مشکل ٹھہرے	گرد پاؤں سے جو لپٹی تو سلاسل ٹھہرے
واہ رے بخت جو اپنا ہو وہ قاتل ٹھہرے	جان نکلی جو بدن سے تو مراد ل ٹھہرے
طائر قبلہ نما جب ہوں تو کیا دل ٹھہرے	جو سنان پر ہو علم خاک دہ بسمل ٹھہرے
دوست یا دشمن معشوق یہ بسمل ٹھہرے	بڑھ گئی شمع تو پروانوں کے کچھ دل ٹھہرے

تھک گیا طول مسافت سے جو بسمل ٹھہرے
جب چلی چال تڑپکر سر منزل ٹھہرے

پھر تو آنکھونکی لگانی ہی کے قابل ٹھہرے
دل اگر کسی گردن کی حمایل ٹھہرے

پھر ہی صحرا مین بھلا قیس کا کیا دل ٹھہرے
جو بگولہ ہو وہ دیورہ منزل ٹھہرے

نہ بگولے ہون نہ دیورہ منزل ٹھہرے
ٹھہر ٹھہرا دون کسی ٹیڑکیو تو مشکل ٹھہرے

اوڑسی اور آئینہ سی رخ ... ل ٹھہرے
عکس گر بیچ مین پڑ نیکی نہ قابل ٹھہرے

چھوڑ کر ساتھ جگر کا نہ کبھی دل ٹھہرے
ٹھہری تو پہلو بسمل ہی مین بسمل ٹھہرے

عنکبوت اک ہون تو کیون جیتی مشکل ٹھہرے
راہ باریک سے ہون پاؤن تو کیا دل ٹھہرے

دی جگہ دلمین تو یون غیر سب اپنے جائین
جلیسی محفل تری آئینہ کی محفل ٹھہرے

خس دریا ہی آکر ساتھ ندی عاشق کا
عین دھارے مین سمجھ کر لب ساحل ٹھہرے

دھوپ مین دشت لوز دیکو جو نکلی وحشی
ٹھو لکر چتر بگولے سر منزل ٹھہرے

سالک مسلک ایجاد ہون مکڑی کیطرح
راہین سو دل سی نکالون تو مرا دل ٹھہرے

دوست دُ دکیا جو ہون کم دانۂ بازیچون کی
آگ سی دل پہ چلی گر تو نہ وہ دل ٹھہرے

طائر قبلہ نما نام نہین پہ سر میرا
تیری ہی سمت نہ پھر کے اگر وہ دل ٹھہرے

طبع ہو روشن سی غیر کیون رونق صحبت ہمین
شمع بجھ جائی تو برہم کن محفل ٹھہرے

پڑ گیا مہر کہ جب آپکے جا بیٹھا زدن سے
یون اور کے دل کی نہ پروانہ محفل ٹھہرے

ساتھ ہو لیے نہ مگولون ہی کے کیون قیس غریب
تا کجی منتظر ناقہ محمل ٹھہرے

راہ تو خوب کٹی قطرہ باران کیطرح
ناک مین بلکئی جب ہم سر منزل ٹھہرے

طائر قبلہ نمائی سر سوزان ہون نہین
خود تڑپنے لگون سینہ مین اگر دل ٹھہرے

عشق نے مجکو بنایا ہے اک آویزہ گوش
عین سے وہ کہنین بیٹھین تو مرا دل ٹھہرے

طبع روشن ہو تو ہو بزم تری وابستہ
شمع اوٹھجائی تو محفل کی نہ محفل ٹھہرے

کونسی عشق مین آفت مری دلبر گذری
جسکی غم مین نہ کبھی آنسو نکلے دل ٹھہرے

نقش پا صورت سے ہون کیجئے مرا کوچہ و مقام
تھک کے رہجاؤن جہان پھر وہی منزل ٹھہرے

رشتۂ شمع سی کہتا ہے یہ شعلہ ہلکر
کھینچیے دار پہ جس دم تو کیا دل ٹھہرے

آ گئی ہی جا مین پروانونکی روحِ مجنون
شمعِ فانوس مین کیون صاحبِ محمل ٹھہرے

صورتِ لنگرِ ساعت ہون قرار آئے تو کیا
عضوِ بیکار رہون سارے جو مرا دل ٹھہرے

سچ تو کہتی ہین کہ سولی پہ بھی نیند آتی ہے
شمع پر سو گئے پروانے تو کچھ دل ٹھہرے

دفن صحرا مین اگر ہون تب ہجران والے
نبض کیطرح نہ اک جادۂ منزل ٹھہرے

مثلِ رقاص ہوئے تم سوزنِ ساعت مین ہون
کیون چلو چال وہ جس سے نہ مرا دل ٹھہرے

شمع کا ساتھ نہ مشکل ہین دیا وہ اے عشق
جب ہوا آئی نہ پروانۂ محفل ٹھہرے

شعلۂ شمع پہ مضطر ہو نہ کیون پروانہ
جان شعلے پہ ہے جس دل کی وہ کیا دل ٹھہرے

بیقراری سببِ بستگیِ خاطر ہے
جب گرہ کھل گئی کچھ آنسونکی دل ٹھہرے

برق کہتی ہی ضیا ابر کو دیکر مجھسے
آگ لگجائے کلیجے مین تو کچھ دل ٹھہرے

جب کبھی دن مثلِ کمندِ سرِ دشمن مین سفر
اک قدم گھر مین ہے اک سر منزل ٹھہرے

ناتوان ہم کسی ہی چیز کوئی ہین شاید | پھرتی ہی قافلی جب ہم پس منزل ٹھہرے
جنبشین ابرونکی غیرون نے دیکھین اونکی | ہم نہ تلوار لگانیکی بھی قابل ٹھہرے
کوئی قاتل مین یہ آخر کو روا رو دیکھی | پاؤن راہی مین ہے سر سرِ منزل ٹھہرے
سچ ہے آنکھون سے گری اشک تو برباد ہوئی | قافلی لٹ گئی جب چھوڑ کے منزل ٹھہرے
چشمِ عشاق کو تسکین نہو کیونکر او بت | عرق آجای تو بیمار کا کچھ دل ٹھہرے
تیر کی طرح ہوئی ہمکو نہ تکلیف سفر | جب چلی اپنی جگہ سی سرِ منزل ٹھہرے
سچ ہی آنکھون نے دلِ زار کی لی جان آخر | روئین جب سر تہِ بیمار کا کیا دل ٹھہرے
لاش پروانیکی فانوس مین یون آئی ہے | جیتی تابوت کیا سرِ محفل ٹھہرے
گھر کے چھٹنے کا نہ انسانکو غم ہو کیونکر | نکلی پتھر سی شرر بھی تو نہ پھر دل ٹھہرے
شمعِ عکسِ رخِ روشن نے دکھائی جو کشش | جو آئینہ پروانۂ محفل ٹھہرے
حسن سے بادیہ مین چال سفر ہے اپنا | اوڑ کے پر دور گئی جب بسمل ٹھہرے

صاف کر قلب تو ہو بیٹھے بٹھائے تجھکو
ایک آئینے مین سو ہر دم محفل ٹھہرے

مجھسی وحشی کا جنازہ جو اوٹھا صحرا مین
کاندھا دینی کو بگولی سر منزل ٹھہرے

لوٹتی پھرے اگر ہو تو سکون ہو شاید
روئی پہلو مین کلیجہ تو مرا دل ٹھہرے

ہمکو اونکی محبت کا طریقہ بھایا
آب شبنم سی اگر ہو تو نہ وہ دل ٹھہرے

مین نہ تڑپون تو زمانی مین تڑپے کوئی
چین ہر ایک کو آئے جو مرا دل ٹھہرے

صفت دانہ تسبیح ہون کیونکر ہو سکون
چین اوس ہاتھ سی پاؤن تو مرا دل ٹھہرے

کشتی بحر ہون کیا ذکر روانی کا مری
پاؤن منزل پہ جو رکھدون تو نہ منزل ٹھہرے

حبس آخر یہ ہوا حبس دم مجنون سی
محملون مین نہ کہین صاحب محمل ٹھہرے

عنکبوت اک ہون تو میرے لئے سو راہین ہین
جسطرف جاؤن وہی جادۂ منزل ٹھہرے

ہون وہ شوریدہ سر آئے بھی اگر کانون تک
شور محشر مجھی آواز سلاسل ٹھہرے

مجکو پھر درد کی باتون کا مزا ملجائے
منھ مین دم پھر کے زبان نکلی اگر دل ٹھہرے

مرحبا کی مانند ہوں پہونچوں کیونکر
جب ہلا دون تو جگہ چھوٹے منزل تک

عنکبوت اک میں مسافر ہی اپنا گھر بچھونہ
[illegible]

جذب باطن ہی کہاں تک اثر سے آئے گا
[illegible]

واہ کیا خوب ہوا ختم سفر مشکل گ
ہمین [illegible]

غزل ۱۰۶ — شعر

دیکھتی جائیں وہ چال اپنی نکیونکر ماصبر
پاؤں پڑ جائی مرے دل لیا تو مشکل ٹھہرے

داغوں سے دل کی عیش چراغی یہ لگئی
گھر میں چراغ شام کے ہوتی ہی جل گئی

آنکھوں سے اشک جوش غم میں نکل گئے
دریا [illegible]

غزل ۱۰۷ — شعر ۱۳

جب آپ کے داغ دل کا تصور ہوا ہمین
گھر کے چراغ لپ ہوا مین نکل گئے

جب آئی تیغ میں نکل گئی ستم مزار سے چلے
آخر وقت بھی ہم دوست کو پکار چلے

نہ پوچھ کچھ کہ کدھر راہی مزار چلے ادھر ہی فکر کو چلے یہ جدھر کو یار چلے

گلی سے یار کی یہ کہکے جان نثار چلے صدا نہ آئی فقیر آج ہم پکار چلے

گنہ کے بوجھ سی کیا کیا نہ شرمسار چلے تھکے تو یار کے کاندھے پہ اپنے بار چلے

فنا ہوا مری آہوں سے یان تن خاکی ہوا کے زور مین جیسے کبھی غبار چلے

نہ تھے دیکھنے کے قابل رہی جو عصیان سے کفن سی منہ کو چھپا کر گناہگار چلے

عدم کے جادے پہ یون نابلد روانہ ہین کہ جیسے راہ کوئی طفل نے سوار چلے

نہ پوچھ ڈالتی مرکر بھی دوستون پہ تھکے یہ نزع مین اعضا کہ ہم سوار چلے

رہ فنا مین کئی تھی جو ہر قدم پہ گناہ قلم کیطرح جہان سے سیاہ کار چلے

اسی حجاب و ندامت سی گڑ گئے مردے ہمارے پاؤن نہ تھے کیا جو لیکے یار چلے

جنہون نے سر پہ چڑھایا تھا راہ ہستی مین وہی عزیز لحد مین ہمین اتار چلے

پیی غدیر مین جب ساغر شراب ولا مغان کی خیر ہو یہ کہکے بادہ خوار چلے

شعر ۱۵	مثال دانۂ پیاکشت دہر مین ماہر جب آب سیا کیطرح چرخ کجمدار سے چلے	غزل ۱۰۸

فلک نہ عیش رہا نہ شباب باقی ہی
اس انقلاب کا بس انقلاب باقی ہی

جگر مین داغ ہین وقتِ شباب باقی ہی
ظہور شام ہی اور آفتاب باقی ہی

ہمین امید ہو عروجِ شباب باقی ہی
نہ فلک جو یہی انقلاب باقی ہی

کھلے بندھے کا ہمیشہ عذاب باقی ہی
سیہ بلا ہی کوئی یا خضاب باقی ہی

فنا ہین اِک جھلک یہ چشمِ پر آب باقی ہی
غضب ہے خشک ہے دریا حباب باقی ہی

وجودِ بحرِ جہان ہی بقدرِ تاب و توان
بہت ہے یہ جو کوئی دم حباب باقی ہی

کھلے بندھے فلک کیون سدا خضاب مرا
بشر کے دلمین خیال شباب باقی ہی

ہے آبرو کی طلب گر تو کر ہنر حاصل
بقائی بو ہے تو قدرِ گلاب باقی ہی

کسو یہ چرخ سی کچھ چھو ل دی خضاب مرا
یہ رنگ ہے تو نشان شباب باقی ہی

نہ فیض پائیگا اس خاکدان سے غافل
سراب پر تجھے امید آب باقی ہے

بندھیگا رنگ نہ اچھی طرح سے پیری کا
کھلا ہوا ابھی جو اپنا خضاب باقی ہے

نہ تن کے دیکھ پھر اک بار حسن کو غافل
یہ آب و تاب ثبات شباب باقی ہے

فلک کی دور مین طفلی تو کٹ گئی رو کر
ایاب شیب و ہاں شباب باقی ہے

شکستہ دل ہون محیط جہان مین مثل سے
خدا کی شان ہی ٹوٹا حباب باقی ہے

غزل ۱۰۹

مین لیکے نسخہ اکسیر کیا کرون آہ
جہان مین خاک در بو تراب باقی ہے

شعر ۱۲

کسطرح جان آئے بدن مین نظر کبھی
لیلی نکالتی نہین محمل سے سر کبھی

حسرت ہے دو دل بھی ہو داغ جگر کبھی
کھٹکا نہ تیرے تلک سے گل تیلہ فر کبھی

ہوتا ہے سنگ مین بھی مرض کا اثر کبھی
چھیڑی ہے آ صبا بکھرا ہی جو سر کبھی

ٹکڑے ہو گھسے ہین بزم مین کیا پر جگر کبھی
ہٹتی نہین ہی جنگ مین پیچھے سپہ کبھی

کیونکر تھمہ مژہ نہ تھمین لخت دل مری
دم راہرو بھی لیتی ہین پئی شجر کبھی

نامی خدا اثر غم ہی نگاہین کہ طلب ہو گئین
گمنام ہون جو محو ہون زخم جگر کبھی

تابان کب آفتاب قیامت ہی تپش
پھینکا تھا مین نی سینہ داغ جگر کبھی

سیلی ہوا کی پڑتی ہی گلزار دہر مین
بو بھی نکالتی ہی جو غنچہ سی سر کبھی

سب بھول جائین وسعت صحرا حشر کو
دکھلادون گر مین دامن زخم جگر کبھی

با آبرو کو دل کی جراحت نکیون ہو قہر
بھرتا نہین گہر کا بھی زخم جگر کبھی

غنچے چٹک چٹک کی یہ کہتے ہین باغ مین
کھلتی نہ بند ہو جو ہو ہاتھو کھلین زر کبھی

انسانکو کیون نہ ہجر وطن کی ملال ہون
تڑپا ہی خود شرر بھی جو چھوٹا ہی گھر کبھی

بیگانہ خود سی ہی یہ پس مرگ ہو گئی
ہم تک نہ آئی مرکی ہماری خبر کبھی

غزل ۱۱		شعر
	ماہر وہی جہان مین ہی اللہ کا فقیر دیکھا نہ غیر دست دعا جسنے در کبھی	

نہ یہ بال شفق بن بشر کے ڈہل جاتے — فلک سے برف جو گرتی نہال جل جاتے

ہماری آہ سے صیہونا کبھی جو چل جاتے — چمن سے بو کی طرح باغبان نکل جاتے

شہید تیغ پہ جو رح چال چل جاتے — قدم کی راہ نہ پاتی تو سر کے بل جاتے

نہ خون دل کی غذا آنسوؤں کو ہی افسوس — جو پرورش کوئی کرتا یتیم پل جاتے

گلاب شکل سے درد دل جہان کھٹے — دوا مریض جو پاتے تو کچھ سنبھل جاتے

کسی شہید کے غم جہاں نہیں سنتی ہمرنگ — حنا کے حال پہ ہم کیون نہ ہاتھ مل جاتے

غزل ۱۱۱

عصا نہ ہاتھ جو پیرون کا تھامتا ماہر
وہ دو پہر تھے کہ سو بار دن میں ڈہل جاتے

شعر ۱۸

حرارت سوز غم آنسوؤں میں آتشکارا ہے — عجب خس میں ہوں اے دل جسکا ہر دانہ شرارا ہے

ترقی بخش دریا اسقدر رونا ہمارا ہے — چراغ چشم ماہی جو ہی وہ گرد ونکا تارا ہے

دل سوزان سے جو نکلا ہی آنسو وہ شرارا ہے — عجب آتش ہوں جس پر آب کا قطرہ بھی پارا ہے

عجب کیا اضطرابِ دل جو شورِ حشر گو آیا ہے
زمین ہلتی ہی میری بیقراری کی تپش کا وہ اشارا ہے

پسِ پردہ ڈالا گرمی نے حشر آشکارا ہے
کہ بیمارِ تپِ فرقت کا اک یہ ہی سہارا ہے

عجب کیا نقش میں قسمت کی چالوں نے جو مارا ہے
ہمیشہ دور میں ہر کعبتین گردش کا ستارا ہے

پڑھی ہی اولٹی سیدھی میں جسدم نامہ کی تیری
مری سر اوپہ جھکر تیغ نے دشمن کو مارا ہے

اٹھی مژگان خاک کی یہ نیند کیسی تھی
اوٹھو ہیں میں ترے جب شور نے قیامت نے پکارا ہے

پڑی ہی کیسی افتاد یا رب طفلِ شبنم پر
شعاعِ مہر نے شیرِ سحری جسکو ہارا ہے

نہ کیوں سینہ سے دم رک رک کے آئے جھلملا ہر کا
گرہ تارِ نفس کی سوزِ دل کا ہر شرارا ہے

یہ طغیانی بحرِ اشکِ ستم کا ہی مری عالم
کنارہ جسجگہ کل تھا وہان آج دہارا ہے

اگر تو دادخواہِ جورِ دشمن ہی تو ساکت رہ
ستم پر جیسے آہ جو وہی سکو پکارا ہے

کبھی دیکھی نہ جو دل برہمن اے
غضب کی وہ نگہ ہی اور قیامت کا اشارا ہے

وہ ناخن اونگلی میں جینی کہ ہر نقشِ انگشت
خطِ زیرِ نگین کی طرح بالکل آشکارا ہے

نہ کیون بجا ہین گرما گرم باتین اپنی نالی بہی
زمانہ آتش سوزان غم کا دل بہارا ہے

وہ ساعت کون تھی جسمین ترا طالب تجھے بھولا
دم آخر بھی گھنگرو کی صداؤن سے پکارا ہے

یوہین ہر عیب بین ہی دیدۂ عیب ذات مین عاجز
انکھہ کو غیر ممکن جیسی آنکھونکا نظارا ہے

غزل ۱۱۲

شعر ۱

جدا کیونکر کرون دل سی مین سوز غم کو ای ماہر
شرر اس آگ کا جو ہی مری آنکھون کا تارا ہے

بیجا نہ کرینگے عشق مین اشک روان مجھے
لوٹیگا رہزنون کیطرح کاروان مجھے

شکوہ نہین جو ساتھہ نہ لین رفتگان مجھے
اکبار بڑھ کے دیکھہ تو لی کاروان مجھے

رکھیگی پھر کہین کا نہ تاب و توان مجھے
اب بھی پکار لے جرس کاروان مجھے

مرجاؤنگا غرض ہی سوز نہان مجھے
ای چرخ پھیر دے مری دل کا دھوان مجھے

کیونکر فروغ پا کے نہ بجھتا مثال شمع
ناساز تھی کمال ہوا ہے جہان مجھے

ممکن نہین کہ زیست مین اہل عدم ملین
مین خود ہون بے نشان تو ملی کچھہ نشان مجھے

دو پھول لا کے قبر پہ رکھے نہ ایک نے
آیا نظر چراغ تو بس گلفشان مجھے

کیون چھاؤنی غبار نہ چھائے مزار پر
دنیا مین تھا خیال بنائی مکان مجھے

بدگوئیون نی خلق کی مجروح کر دیا
گو دی زبان نے ہی تیر و کمان مجھے

چھیدے ہیں سطح جسم کی یا تا کہ ای فلک
ملتی نہین لحد مین مری استخوان مجھے

دلدادہ ہون مین جسکی ابروی یار کا
انگشت اُٹھان نہ اسکی دکھائی کمان سے مجھے

کم اوس سی نوک جھونک تھی میرے پیکی کی
طعنے ملے جہان مین ہر اک زبان سے مجھے

دیکھے تو لگ چکے ہین کلیجے مین خلق کے
اے داغ دل کھائینگی کیا گرمیان مجھے

کہتی ہی چشم تر مین وہ تارہ طلسم ہون
استادہ ہو دکھائیگی آب روان مجھے

ای باد پای عمر روان جانتا ہون مین
دکھلائیگی زمین تری شوخیان مجھے

ہنگام یاد موت جو کرتا ہون مین نظر
ملتا نہین ہی چین مرا نشان مجھے

ماہر نہ تیر ظلم فلک کا ہدف بنون

غزل ۱۱۳	سیدھا بنا رہی ہی کجی کمان سے مجھے	شعر

دامن مین تھمین اشک نہ کیونکر مرے جا کے
منزل پہ اوترتا ہے لہو مین قافلہ آ کے

باعث ہین یہ باتین نفس میری لبا کے
وہ شمع ہون روشن جو ہی دامن سی ہوا کے

سرخ آندھیان اٹھی وہی سید روسدا کے
اوٹھے جو بگولے کبھی خاک شہدا کے

دامان شفق کون کو نہ دھو سہی فلک تو
چھوٹینگے نہ دھبے کبھی خون شہدا کے

تکلیف عدم جائیگی جب کہتی ہی پیری
کس عجز سے کرتا ہون نہین کو ہلا کے

کسطرح تھمی دم جسد زار مین اپنے
اولجھا ہے کبھی خار بھی دامن سے ہوا کے

بیداد جہان رنگ شفق کا وہی سمجھے
چھینٹے جو فلک تک گئی خون شہدا کے

غزل ۱۱۴	امید وفا جسنے پس مرگ تھی ما مہر بیٹھے ہین وہی فاتحہ سے ہاتھ اوٹھا کے	شعر ۴۷

آتش قدم ہون قید عجب کا مقام ہے
زنجیر اشک ریختہ موسم تمام ہے

ہم لاغرونکی دفن مین کیون اہتمام ہی
لوگونکی ایک خاک کی چٹکی کا کام ہے

میخانے مین وفا کا طریقہ جو عام ہی
شیشی کے انقلاب سی گردش مین جام ہے

ہر بار ادب سی پاؤنکا سر پر مقام ہی
کسکا سُم غزال کی مُہرون مین نام ہے

فاقہ کشونکی قید مین کیون اہتمام ہی
دانہ تو خود نہین گرہ تار دام ہے

ایک ایک دم مین عمر بشر کی تمام ہی
آمد نفس کی ہی کہ اجل کا پیام ہے

اوس گرم بن مین اہل جنونکا مقام ہی
ایک اک سُم غزال جہان موم خام ہے

بدنام وہ ہین ابروؤن سی قتل عام ہی
تلوار کاٹتی ہی سپاہی کا نام ہے

نہ پھر جفا ہے اور نہ وفا کا مقام ہی
بعد اپنی حسن و عشق کا قصہ تمام ہے

پیری مین ابروؤن کو نسی عضو بد نکو مین
دل مرچکا ہے آنکھ کا لبریز جام ہے

کی ہی جو وحشیون نی زد و کوب پاؤن سی
صحرا تمام تختۂ قرطاس خام ہے

بُو اوسنی دی ہی آگ پہ جب ہمپر کھلا یہ راز
جلنی سی تختہ کا ہی دل موم خام ہے

سو جبہ یہ زبانکی بندش نہین حضور
دیجیے جواب شمع لگن ہی کلام ہے

اللہ ری تاب وے تب مری وہ دوا کی وحشیو
کالے ہرن ہین سایۂ تن تیرہ فام سے

مجھ دل جلے کی قبر کی جا کا ہی یہ پتا
ہی آگ اگر حباب پہ جلے وہ مقام ہے

کہتا ہون دلکو ڈھونڈھ کے ہاتھون سی ضعف مین
پروردگار کونسا دلکا مقام ہے

پروانونکی لاش سی کہتا ہی یارب شمع
مرجیے جھکے جو مرے وہی کا مقام ہے

حسن بتان کا خانۂ عالم ہی طلسم ہے
ہی دور چشم مست سحر ہے نہ شام ہے

پہلو پکڑ کے ہجر مین تڑپون کسطرح
ایدوست یہ گئے ہوئے دلکا مقام ہے

خورشید کیطرح ہمہ تن مین جو داغ ہون
سائے ہین میری خلوت کو مشکل قیام ہے

رونق کا بہی گذر نہین تابوت تک مرے
لاشے پہ حسرتون کا غضب اژدہام ہے

آخر شباب ہو تو کہلین کیون نہ استخوان
پچھلی پہر کو شمع لگن ہی تمام ہے

اترا ہون وہ ہان مین قافلہ والونکو چھوڑ کے
کوسون ہی بستیون سی الگ جو مقام ہے

کس کس حجاب مین نظر آیا جمال دوست
کیا حسن بے حجاب مین دیدار عام ہے

جلوا می دل زبان سی عاشق اف کرین
ارشاد ناز کا ہے ادا کا پیام ہے

کاٹون تڑپ تڑپ کے نہ کیونکر شب فراق
مجھکو خواب بے ترے لیئے حرام ہے

طالب ہے نام کا تو گوارا کر انقلاب
اولٹا لکھا ہوا جو مہر نگین نام ہے

نازک لبونکی لب بھی لٹتی ہین پیار سی
دیکھیں سبک پر مری مٹی کا جام ہے

کھائے ہوئے ہے سم جو حسینونپہ حسن بھی
لالہ رخون کا خط سیہ سبز فام ہے

مقتل مین آج دیکھی کسکا گلا کٹے
اولٹے ہین آستین وہ چھری بے نیام ہے

عاشق ہین کچھ نکچھ صفت حسن ہے ضرور
بو سبکی سوندھی ہی مری مٹی کا جام ہے

مستونکی فرق پر ہی جبھی تک کلاہ سر
جبتک کہ طاق مین سر شیشہ جام ہے

پوچھو مسافرونکی نہ کچھ بود و باش کو
غربت کی چھاونی ہی جہان وہ مقام ہے

کرتے ہین ہمکو ذبح جو وہ آستین چڑہائی
لوگون کا ٹھٹھ لگا ہی تماشائی عام ہے

عشاق کو یہ شرعِ محبت مین حکم ہے
گردن پہ ہو چھری تو تڑپنا حرام ہے

منزل سی اوترین ٹھہر کے کہین قافلے کے لوگ
کوسون کا جو تھکا ہی یہ اوسکا مقام ہے

آنکھون مین جان اٹکی ہی اتنی کے واسطے
میری قضا مین ایک ادا کا ہی کام ہے

شبنم سی کوئی تنگ آزردہ شمع سی
سب روتے ہین مگر مری ونیکا نام ہے

یہ سخت جان ہو گئی ہین اتفاق سی
مرنے کا عاشقون پہ عبث اتہام ہے

مفلس ہے اک سی رنج فقط کیون نہ مول لے
جز داغ پاس کوئی درم ہے نہ دام ہے

پروانون سی جب آتی ہی جلنی کی کچھ صدا
کہتا ہے جھک کے شمع کا شعلہ سلام ہے

طی کی رہِ درازِ عدم ہمنی بعد مرگ
میّت مین اتنی جان عجب کا مقام ہے

اتنا تو اختلاج ہو عاشق کی قلب کو
ٹھہرے وہان نہ ہاتھ جو دل کا مقام ہے

رگ رگ مین جان آتی ہی لیکن دبے ہاے دل
میری لحد پہ کون یہ محوِ خرام ہے

کس سی پکارئیے گا یہ کس سی جواب دے
دل کا میری لٹی ہوئی بستی ہی نام ہے

سینہ پہ میری ہاتھ بھی رکھا کبھی یون | آیا وہان نہ ہاتھ جو دل کا مقام ہے

غزل ۱۱۵

ماہر تو ان کے حسن کی دنیا بھی ہی طلسم
ہی دور چشم مست سحر ہے نہ شام ہی

شعر

کعبہ مین کون ہی جاتا کہان خیر تو ہی | خود ہی کہو جا جو وہان جا کے تو پھر سیر تو ہی

جسطرف جاتی ہین واعظ وہ رہ دیر تو ہی | برہمن شیخ ادہر آج کہان خیر تو ہی

ہین حباب لب جو دید تو ہی سیر تو ہی | ٹوٹتے دیکھتے ہو دل تہین کچھ خیر تو ہی

راز دل کہتی ہو بیجا رسی کچھ خیر تو ہی | نہ سہی غیر کوئی حال مرا غیر تو ہی

مین نی گھبرا کے کہا وہ جو اچانک آئے | بے بلائے ہوے آئے ہو کدہر خیر تو ہی

ہمنے تو آکے یہان کچھ بھی نہ دیکھا واعظ | گھر مین اللہ کی بی سیر کے ایک سیر تو ہی

غزل ۱۱۶

غل ہوا واعظ نے کیا گھر کو خدا کے بھی خراب
دل جو ماہر کا شکستہ ہو تو پھر سیر تو ہے

شعر ۶

ایک ہون گر بلبل و گل عشق کی اعجاز سے
لاکہہ کلیان چٹکین آواز پر پرواز سے

کسطرح کہدون یہ مین عشاق وحدت باز سے
دی تجہی کوئی صدا بہی تو تری آواز سے

نالۂ بلبل بہی الفت نے نہ کہائے جواب
دی صدا گل نی شکست رنگ کی آواز سے

آفرین ای زور بازو مرحبا جذب عشق
لے اوڑا کنج قفس و ریہ پرواز سے

ہمصفیر و یوں غنچہ کسطرح چاہا جب
سو قفس توڑے مین اک زور پر پرواز سے

غزل ١١١

کون یہ ماہر کہے اونسے جو بیٹہے ہین عبث
ایک تربت پر بہی تم چلتے اسی انداز سے

شعر

فنا کا اپنے حبابونکو ہوش آتا ہے
جنازہ موج کا جب تا بدوش آتا ہے

مجہی جو فصل بہاری مین جوش آتا ہے
لہو کو رنگ گلستان کے جوش آتا ہے

روا روی کا غل تا بہ گوش آتا ہے
حباب بحر مین خانہ بدوش آتا ہے

تعب فراق مین مساز اک ہی بہت
کہو غشی سے کہ رخصت ہو ہوش آتا ہے

ادہر نہین کو ایک نہین عذر مجہہ تک آنے مین
ادا ہی غش تو کرشمون سے ہوش آتا ہی

شب فراق مین پر گھٹتا ہی کب فلک تنہا
غشی ابہی نہین جاتی کہ ہوش آتا ہی

نہین ہی کوئی جو فرقت مین پوچہنے والا
غشی ہی مجکو اوٹہانیکو ہوش آتا ہی

غشی کے بعد نہ انسانکو کیون ہو یاد اجل
کچھ آنکھین کھلتی ہین جس وقت ہوش آتا ہی

غزل ۱۸

نہ بیکسی کی ہو حالت نہ ہو یہ ای ماہر
تری غشی کی خبر سنکے ہوش آتا ہی

شاعر

ذکر دو چشم مست یار اگر دم بہر چلے
صف کی صف گرے مستونکی بزم مین ساغر جو چلے

قبر مین ہم آئے ارمان دلکو ویران کر چلے
شب ہوئی احباب اوٹہکر اپنی گہر چلے

اتحاد واقعی ہی عشق کا دم بہر چلے
ذکر تیرا مرتے دم تیری زبان سے کر چلے

نزع مین جب موئے مژگان کا تصور کر چلے
وقت آخر اک رگ جان پر کئی نشتر چلے

ساقیا خود اوسکی مستی کا بیان ہو کسطرح
آنکھ کی گردش ہی جبکی بزم مین ساغر چلے

جان نئی کا مزا اے ہی اوس سے پوچھو قاتلو
جسکی گردن پر تمہاری نازکا خنجر چلے

جستجو نکلی عشق مژگان مین ہوئے صحرا نورد
پاؤن مین کانٹی درا آ فرق پر تیشے چلے

جادۂ شمشیر قاتل ہے وہ راہ خوفناک
ہاتھون ہی سب راہ مین پانو نکلے آگی سر چلے

گر تپ فرقت مین اپنا ٹنا کچھ لکھون
کلک کی نبضین چھٹین ایک اک رگ مسطر چلے

کم نہین گرمی بھی کچھ سختی سی اہل جو کی
جب فلک کا دل پسیجا خلق پر پتھر چلے

غزل ۱۱۹

جھکے چل ماہر ہر اک سی رہگذار دہر مین
کھائی ہے ٹھوکر اونھون نے جو اوٹھا کر سر چلے

شعر ۲۹

ہوش آفات سی دنیا کی نہ خود سر مین رہے
موج چاہے تو حباب اک نہ سمندر مین رہے

حرص جنمین تھی وہ تحریص تونگر مین رہے
کانٹین کوئی نہ پہونکے مہلو سر مین رہے

طرفہ اعجاز ہو دوران اگر سر مین رہے
سفر مین اوہی پاؤن مرا گھر مین رہے

کیون ترقی نہ صدا حرص تونگر مین رہے
اور غباری ہوا اونچی جو ہوا مین رہے

آبرو داروں کی صحبت کے تنا کا سبب ہے ۔۔۔ کیوں نہ رشتہ کی جگہ ہر دل گوہر میں رہے

مستحق جان غم تو سائل سر گردانکو ۔۔۔ آسیہ کا جو بھر پیٹ تو چکّر میں رہے

گرکے غبارے یہ صحرا میں صدا دیتے ہیں ۔۔۔ پست یوں ہوتے ہیں وہ جنکی ہوا سر میں رہے

نیند یوں آئے کہ جانیکا نہ لے نام کبھی ۔۔۔ آپکے جسم کی بو بس کے جو بستر میں رہے

شیب میں چال جوانی کا تہ و بالا ہو ۔۔۔ پاؤں چلنے سے بھی رہ جائیں تکان سر میں رہے

جلکے غبارے یہ گرنمیں صدا دیتی ہیں ۔۔۔ آگ دل میں جو لگے پھر ہوا سر میں رہے

آکے منھ تک جو پلٹجائی کبھی ساغر سے ۔۔۔ جان مستونکی کھنچے یوں کہ نہ پیکر میں رہے

حسن وسعت کو اگر چھوڑ کے تنگی چاہے ۔۔۔ ساری گلشن کی شمیم ایک گل تر میں رہے

تھا میں وہ تشنہ دیدار قسم ساقی کی ۔۔۔ سوندھی ہوجائے جو مے بھی مرے ساغر میں رہے

یوں تہ فرش یہ دل اپنا پڑا رہتا ہے ۔۔۔ پھول الٹا ہوا جیسے کوئی بستر میں رہے

بوئی غیر آئی ادھنیں قہر ہوا تھا ٹھنکے ۔۔۔ چھپ کے پھولوں میں مرا دل بھی جو بستر میں رہے

شاق ہوتا ہی حسینونکو بھی باہم کا فراق
رنگ اوڑ ہی گر تو نہ نکہت بھی گل تر مین رہے

ہم الگ رہکے نگاہون سے زمانی کی گرے
وہی اچھے رہے جو مجمع محشر مین رہے

عفت جیب سحر چاک کرین وحشی عشق
ہاتھ انکا بھی اگر دامن محشر مین رہے

نامہ بر دھوپ کی ہی راہ مین تکلیف نہو
تو اگر سایہ شہبال کبوتر مین رہے

آکے موجون نی حبابونکو طمانچہ مارا
اونکا انجام یہی ہے جنکی ہوا سر مین رہے

حال لکھون جو تپ ہجر کی مین حدت کا
حرکت نبض کی ایک ایک رگ مسطر مین رہے

عقل سی رنج زمانیمین پہونچتی ہین سدا
گر نہو ہوش تو کیون درد مرے سر مین رہے

مین تو کیا منھکو اوٹھا مین نہ کبھی تکیے بھی
بو تری بس کے کبھی گر مرے بستر مین رہے

اونکی تو نے وہ سخن کیا کیا نہ مکا ٹھین ہوا
اتفاقات سی شبکو جو مرے گھر مین رہے

اذن لی لے کے اگر شمع سے پروانے جلین
جس سی پیدا ہو نہین وہ حرکت سر مین رہے

اہل جوہر تو سبھی اپنی جگہ بکتی ہین
قلعی کھلجائی نہ آئینہ اگر گھر مین رہے

عدد جوہر آئینہ بھی کم ہین اوسنے
جتنے ارمان دل پر درد سکندر مین تھے

پاس والونپہ تو وہان اوستم ہوتے ہین
لگئے دل وشہیر ہُوئے پہلونکی جگہ سر مین رہے

غ۱۲۰زل

دلکی توصیف کی حاجت نہ کبھی ہو ماہر
آئنہ ایک اگر دستِ سکندر مین رہے

شعر ۳

حرص کس طرح نہو روح جو پیکر مین رہے
تنِ انسان مین نہ دم ہو ہوا سر مین رہے

کیون نہ طاقت مین بھی قلت ہو جو پیکر مین رہے
آب گھٹتا ہے مٹی کے جو ساغر مین رہے

آبرو جب ہے کہ گردش بھی مقدر مین رہے
دُر وہ غلطان نہین دوران کہ سر مین رہے

مر کے ہر ست نہ کیون دوسرے پیکر مین رہے
روح نکلی ہوئی شیشونکی جو ساغر مین رہے

زخم کیونکر نہ ہر اک پیکرِ جوہر مین رہے
رنگ کھنچائے لہو گر ترے خنجر مین رہے

تشنۂ حسن ہو تو صحبتِ دلبر مین رہے
آب پر بند نہ پائی نہ گوہر مین رہے

نام باقی رہا تا حشر جو یہ گھر مین رہے
آئنے آبِ بقا حق سکندر مین رہے

تو اگر باغ مین وونکی کبھی بر مین رہے
بو ہوا مین نہ ہوا بوئی گل تر مین رہے

سب سے جھک جائے تو کیا ہوش سر مین رہے
بادہ کس طرح سے الٹی ہوئی ساغر مین رہے

دلکو حسرت ہے وہ دیدۂ دلبر مین رہے
نیند سا ہو نہ حیل بے رندا وس گھر مین رہے

نیند بھی نشہ ہے گر دین دلبر مین رہے
بادہ بس وہ ہی جدا کے وس چشم ساغر مین رہے

دل بیتاب ہیت کیا عیش تھمی ای گردولت
بادہ کس طرح سے الٹی ہوئی ساغر مین رہے

عہد دولت مین ہون گر وونکے ہیت اس سے غلطان
کہ ترپنے کی نہ حسرت دل گوہر مین رہے

صفت رشتۂ تسبیح جو تھی حسرت دید
ایک ہی وقت مین عاشق تری گھر مین رہے

کون غواص سے ہے بڑھکے سیتون پہ شفیق
غرق ہونے پہ بھی دلجوئی گوہر مین رہے

کونسے تجھسے وہ حسین جو ہو ہمسر تجھسے
پھول بھی باغ کے دیکھ ترے بستر مین رہے

پھوٹ نکلی تری آب بھی بوسے کے لیے
گر نشان وونکی لبون کا لب ساغر مین رہے

آبرو جس سے ملی زخم بھی وہ اچھا ہے
کیون نہ بوسے کی جگہ کچھ دل گوہر مین رہے

صاف دل ٹوٹنی کی آتی ہی کرتی ہے صدا
جان یون بھی کسی مست کے ساغر مین رہے

شب وصلت ہی گئی تیرگی شام فراق
چاندنی پھیل کے کیون اب ترے گھر مین رہے

زنگ دوڑے صفت مور چہ جوہر ترے مین
جان بسمل کی جو دم بھر ترے خنجر مین رہے

دم مین ہو جائے فنا میری طرح سی وہ بھی
بو تری تجھسی جدا ہو کے جو بستر مین رہے

حق تو یہ ہی کہ اب آئینونکی تقصیر نہین
دل بھی تجھ پر ہو یہ یاد سکندر مین رہے

خاک بھی کھینچتی ہی خاک کو اپنی ساقی
تہ نشین درد کیونکر مری ساغر مین رہے

تام سی دل کے کنارے جو پڑا رہتا ہے
کبھی پال لے وہ گل بھی ترے بستر مین رہے

کھو لکر دیکھہ سکی منہہ نہ نسیم سحری
آپ اسطرح سی لپٹی ہوئی چادر مین رہے

پتلیان جھکتی ہین یون دیکھینکو وہ آنکھین
عکس جسطرح سر مست کا ساغر مین رہے

دشمنونکی تن نازک مین نشان پڑتے ہین
حکم ہے پھول نہ کوئی مری بستر مین رہے

دو دلونمین جو ترا حسن جدائی ڈالے
بو ہوا مین نہ ہوا بوئی گل تر مین رہے

اونکا خط دیکھ یہ قاصد کو دعا دی تن نے
تو سدا سایۂ شہپال کبوتر مین ہے

آئی غنچونکی چٹکنی سی صدا نغمون کی
روح بلبل کی جو بو ہوکے گل تر مین ہے

اونچ نیچ اونکو زمانیکی دکھائی نے کیا
مدتون آنکھونمین پر وہ [illegible] ہے

نہ یہ غل ہو نہ یہ شغل ہو نہ یہ فریاد مین
اک ترا ہاتھ نہ گر دامن محشر مین ہے

غم دی ہینا تھے گردونکی وہ تنہا ہوتے
عکس داغون کا مری گرد لا اختر مین ہے

رہگئے آنکھونمین اشارونکا وہ کرنا سیکھی
نامہ بھیجین ہوا جب دل مضطر مین ہے

وہ لیئے بیٹھے ہون جسکی لیئے گھر مین قینچی
نامہ پہلی سی وہ منقار کبوتر مین ہے

وہی آشوب جہان وہی تھے فتنۂ حشر
سے اپنے جو یار مری ہمراہ جو محشر مین ہے

دم پرواز یہ کہتا ہے تڑپتا سایہ
ہو یہی حال اگر یاد کبوتر مین ہے

آپ کاندھے سے اگر کھینچ لی آنچل چھوڑین
بو کا اوڑتا ہوا دم بھی نہ گل تر مین ہے

ڈھلکے پاس آن گئی وہ ایک اک پہلو سے
دور زانو سے جو تکیے ترے بستر مین ہے

کچھ کا کچھ ہو گیا ہنگام حساب عشاق
کس سی باتین تھین کہ ہر مجمع محشر مین ہے

رنج ہر شی مین اثر اپنا دکھا دیتا ہے
عمدہ کھینچے تو تشنج رگ مسطر مین ہے

قید وہ شی ہی کہ انسان تو کیا پانی بھی
بال بھر پائے جگہہ گر تو نہ ساغر مین رہے

کہین مصنوع کی صانع سی چھپی ہین عیبین
آئنہ ہو کے بھی مین کیون عہد سکندر مین رہے

ڈھونڈھتی آنکھ کسطرح ہم اوس کثرت مین
آپ کھوئے ہوئے ہم مجمع محشر مین رہے

آنکھ بھی تو نہ لگی رات کے سونے سے اگر
چین سی چین نہ لیٹے ہوئے بستر مین رہے

دلکو اسواسطے روکے ہے صفائے باطن
آئنہ کی نہ جگہہ قالب سکندر مین رہے

قید و آزاد تھے ہم نکہت غنچہ کیطرح
آپ ہی کہئیے کہ باہر رہے یا گھر مین رہے

جوہر روح جہان ہون تو جگہہ کو روکین
پھیل کر آب نہ کیون اب ترے خنجر مین رہے

ہلکے دیتی ہی بلندی پہ ہوائی یہ صدا
سر تراق جائے جو دنیا کی ہوا سر مین رہے

نیند آنکھونکو تری ڈھونڈھتی عالم مین پھری
چاند سا منھ ترا مستور جو چادر مین رہے

آپ نے حق مین ہمارے کہا کلمۂ خیر
سب کا منھ دیکھتے ہم مجمعِ محشر مین رہے

دیکھ بھال اوسکی ہمیشہ کی تو یہ کہتی ہے
آئنہ قبر مین بھی دستِ سکندر مین رہے

مثلِ فانوس ہی گھر روشنیِ شمع ہین خود
کیا کہو نکلین وہ باہر رہے یا گھر مین رہے

فرّ از آپ نے یون سبکو کیا جلوے
جسطرح چاندنی اک چاند کی ہر گھر مین رہے

کام اوسکا بھی تو ہے جنبشِ ابرو سے تمام
جان بسمل کی نہ کیونکر تری خنجر مین رہے

کسطرح بعدِ فنا حال وہ دیکھے اپنا
آئینہ جب نکوئی قبر سکندر مین رہے

آئنہ لیکے گر آئے تو کیا کیا احسان
مین رہا آپکے گھر آپ مرے گھر مین رہے

پاسِ خاطر ہے نزاکت کا تری شبنم کو
پھول سوکھا ہوا کیونکر تری بستر مین رہے

بو برہنہ نکل آئی تھی بدن کی اونکے
کون پردا کرے گر چین نہ بستر مین رہے

آئنہ سامنے رکھکر بھی کھلا کچھ نہ متعین
اپنے گھر مین ہی یا غیر کے تم گھر مین رہے

مجلسِ قبر مین تنہا لیے جاتی ہے اجل
عکس کیا آئینہ قصر سکندر مین رہے

کیوں بنایا ہے تو کچھ حسن کو اپنے روکے — آبرو آئینہ کی ذہن سے نہ رکھیں

پتلیاں پھر رہی ہیں کیا عالم میں آنکھوں — نیند سا ہم کو بھی جہان اوس گھر میں ہے

ذبح میں جا بکی ہے تو نکو میں لیتا ہوں — جان نکلا میری ور دم ترے خنجر میں ہے

وصل کے بعد حیا اونکو نکیوں آتی ہے — شرم کی شان بھی چھٹی ہوئی بستر میں ہے

جو جو بخواب تری ہو تو پڑی کیوں نہ کان — آفر اوسکا بھی تو تکیہ بستر میں ہے

ہجر ساقی میں یہ کہہ کہکے ٹپکتا ہوں — جام میں آنسو اور رہو لہو ساغر میں ہے

چرخ اوسی دھوپ منگواکے ہٹا جلد — گرد پسینہ کی ترنا پہ تری چادر میں ہے

تیرے ہی بوسی بدنگی میں قسم کھاتا ہوں — دم نہ میرا ترا وقت ہوئی چادر میں ہے

نازنین ہاتھ سی شکنوں کو مٹا یا جلدی — جب نشان وصل کی سمٹی ہو بستر میں ہے

غزل ۱۲۱

پینگ جھولے کی طرح اونسے بڑھے جب ہم

گھر یوں آنکھوں میں تو پھر دل مضطر میں ہے

شعر

پلٹ جو درد کی دل سی نکل گئی ہوتی
لحد پہ آپسے ہی شمع جل گئی ہوتی

ہماری گھر مین جو آکر وہ ہل گئی ہوتی
اندھیری رات کھلے سر نکل گئی ہوتی

ہوا ہی گھر مین جو آہونکی چل گئی ہوتی
ہر ایک شمع لگن بجھ کے جل گئی ہوتی

تمہاری تیغ جو دو ہاتھ چل گئی ہوتی
کجی ان ابروونکی سب نکل گئی ہوتی

نکالتے نہ شکن ابرو مین ولیہ کیا بنتی
ہنسی ہنسی ہی مین تلوار چل گئی ہوتی

وہ تیرے عکس سے کیون ڈر کی چھوڑتے نقاب
غضب ہوا تھا کہ صورت بدل گئی ہوتی

نہ آتے آپ جو رحم کو تو اور کیا ہوتا
تڑپ تڑپ کے طبیعت سنبھل گئی ہوتی

ہزار دن آپکی ہو تمنا ادا مین وسعین بھی
بری بھی بات جو منھ سے نکل گئی ہوتی

بھلا ہوا کہ چھپے تجھسے آتشین رخسار
نگاہ بال کے مانند جل گئی ہوتی

غزل ۱۲۲	وہ آتے نزع مین ماہر تو یہ غضب ہوتا بگڑ بگڑ کے طبیعت سنبھل گئی ہوتی	۱۵ شعر

حسن بھی بات تو نہیں کھلتا ہے تو پردا کیا ہے — دیکھیں معراج کی شب چھپ کے نکلتا کیا ہے

مرتے دم آئنہ آیا ہے یہ نقشا کیا ہے — مین تو اچھا ہون آپ ہی ابھی بگڑا کیا ہے

ہاتھ اوٹھنے کی فقط دیر ہے پردا کیا ہے — یون ہی جامی شب معراج اب ایسا کیا ہے

یوہین مرتے ہین ہم تو نزع کا چرچا کیا ہے — تمنے دنیا کا مری جان ابھی دیکھا کیا ہے

ہم سمجھے کہ یہ عشاق مین چرچا کیا ہے — دل کسی کہتی ہین اللہ کلیجا کیا ہے

خود بھی تصویر بنے ہو یہ تماشا کیا ہے — مُنہہ وہ تکتا ہی چلا جاتا ہی نقشا کیا ہے

حال پر اپنی ہی کرتا نہین تربت مین نظر — بند آنکھون سے نجانے مری دیکھا کیا ہے

لاش بھی ساتھ نہ اوٹھے تو مرا نام نہین — درد سینے مین مری جان ابھی اوٹھا کیا ہے

دیکھکر مُنہہ جو ہنستا مین تو یہ فرمانے لگے — جھائیون کے یہ نشان ہین تجھے سودا کیا ہے

سبکے ہمراہ جھکے دیکھے ہین ہم وہ بھی — جان کا میرے نکلنا بھی تماشا کیا ہے

آج تصویر سی تصویر وہ تڑپی ہی وہان — اپنے سے آپ کھنچے جاتے ہین نقشا کیا ہے

بند وہ کرتے ہین ور بند نہین ہوسکتین | مرتے دم آنکھون نے یارب مری دیکھا کیا ہی
کھینچکے ابرو نہ کیون ناخن پا ملجائین | جان عاشق کا نکلنا ہے تماشا کیا ہی
جگر و دلکو تو کھوئے ہوئے گذری مدت | پھر نجانے کہ یہ سینہ مین تڑپتا کیا ہی

غزل ۱۲۳

غم سی کر خار بنی تھی نہ رگ جان ما ہر
دامن تار نفس سی تری الجھا کیا ہی

شعر ۵

چرخ گونجا آہ پر تاثیر سے | رات بولی نالۂ شبگیر سے
جب بری کرتے تھے وہ نخچیر سے | کچھہ کمان کہتی نہ تھی چلتی تیر سے
کلک بھی فارغ ہوا تحریر سے | ہم نہ نکلے خانۂ زنجیر سے
وحشیون کے عکس کی تاثیر سے | سب تو سب گھر چھٹ گئے تصویر سے
کم نہ تھی چال اونکی کچھہ نخچیر سے | دل ملے کیونکر نہ میرا تیر سے
شوخیون کا اونکی تھا یہ بھی اثر | رنگ جو اوڑ نیلگا تصویر سے

چرخ اگر میری طرح پیسے اسے | [illegible] غم سے کھلا ناخنِ تصویر سے

اے الجھے سے حلقے اب سلجھیں کس طرح | [illegible] مری زنجیر سے

کچھ تعجب ضیقِ دنیا سے نہین | [illegible]

یون تری پلکون سے کی ہے دل پہ تیر | [illegible] تیر

دشتِ وحشت مین شہر اوڑتے تھے جب | برق [illegible] مری زنجیر سے

زور دکھلایا ترے وحشی نے جب | حلقے کھل کھل کے گرے زنجیر سے

دل کے ٹکڑونکو تو چھوڑے وہ نظر | پر کہان جائینگے اوڑکر تیر سے

حسن کی غیرت نے بدلی ونکی شکل | رنگ جب اڑنے لگا تصویر سے

چھیڑتا کا عدکو کیا دیوانہ تھا | باتین سنتا آپکی تصویر سے

گھر گھڑا دی تیرے وحشی نی جہان | دیو بھاگے نالۂ زنجیر سے

یون شبِ فرقت تھمی ہی آہ سے | جیسے باندھین فیل کو زنجیر سے

بیٹھنا نچلے اگر آتا نہیں
سیکھ لیجے اپنی ہی تصویر سے

یوں مژہ پر میں لیے ہوں لخت دل
آگ اوٹھاتین جیسے آتشگیر سے

میرے دل میں دیکھکر اوسکا خدنگ
کسطرح تڑپایا تجھے تیر سے

اشک آنکھوں سی گرے تجھکو خبر
نت تجھے رہتا خون دامنگیر سے

ملتے ہیں ہاتھوں سے وہ کاغذ کو یوں
چپ رہا جاتا نہیں تصویر سے

آپ دکھلاتے اگر صورت اوسے
پھر وے اوٹھتے دیدہ تصویر سے

میرے گھر کی راہ میں جلدی یہ کی
پھر گئے پہلے مری تقدیر سے

غزل ۱۲۴

اونکو جب پایا نہ ماہر اسطرح
کلک لیٹی دامن تصویر سے

شعر ۲۴

مرغ تصویر چمن سی نہیں گر ساز مجھے
رنگ اوڑتا ہوا کیوں ہے پر پرواز مجھے

کہتے تھے شل ہوئے کل تو نظر باز مجھے
آج کیوں تاک رہے ہیں قدر انداز مجھے

مثل اسپند بھی دی دل نی نہ آواز مجھے
ایسے جلنے پہ و اس ضبط پہ ہی ناز مجھے

لن ترانی سے کھلا ناز کا بھی راز مجھے
پردا ہوتا تو سناتی نہ وہ آواز مجھے

مرض موت ہوا دہر مین آغاز مجھے
مین تو کہتا تھا ہوا یہان کی ہی ناساز مجھے

تیر کیطرح سی جاتا ہون جدہر وحشت مین
ہر در بستہ بھی نظر آتا ہے در باز مجھے

بخت نے میکدہ دہر مین مثل شیشہ
سرنگون گاہ کیا گاہ سرافراز مجھے

مرغ تصویر ہون پوچھو مری حسرت کچھ
پر تو ہین بھی مگر آتی نہین پرواز مجھے

تیر ہی مثل ہدف اوسنے لگایا مجھپر
کرلیا جسنے جہان مین نظر انداز مجھے

مجکو اپنے دل مضطر کی چمک یاد آئی
آئی بجلی کے کڑکنے کی جب آواز مجھے

جیکے چپکے شب فرقت مین نہ کیونکر رووٴن
تیرگی ہو گئی ہی سرمہ آواز مجھے

مجکو عشاق سی نفرت ہے تو معشوق سی عشق
سوز پروانون سے ہے شمع سی ہی ساز مجھے

توڑنا وک سی نگہ کا نہ فرزون گر ہوتا
تیر انداز نکرتے نظر انداز مجھے

حفظ کرتا ہی معشوق بھی الفت مین ضرور
داغ دل کیون ہنواب مہر سر راز مجھی

کان ہین شور اسیری سی بھرے ہین میرے
اپنے اوڑنیکی بھی آتی نہین آواز مجھی

سوز الفت کے عوض کو جو کبھی مین بھولا
آئی پروانونکے جلنے کی کچھ آواز مجھی

دل وابستۂ گیسو جسے یاد آتا ہے
آتی ہے رات کو جب دور کی آواز مجھی

آہ نی رعد کی سنوائی کبھی جسکو صدا
برق کے گرنیکی آئی کبھی آواز مجھی

غیر ہستی جو نہ دیکھی تھی عدم مین کوئی شی
خاک اوڑا کر مری کرتے ہین افراز مجھی

دیکھتے دل سی جو گئے باغ مین مین نالے
آئی منھ بند کلی سی بھی کچھ آواز مجھی

ایک نالے نے فنا مجھکو کیا مثل سپند
ڈھونڈھتی کیون نہ نکلکر مری آواز مجھی

مثل چقماق کہان جاکے سر اپنے پٹکون
سنگ ملتا ہی تو وہ بھی شرر انداز مجھی

طائر بو کی طرح غیر سی بازو ہین قفس ہی
جنبش موج ہوا ہے پر پرواز مجھی

نزع مین پاؤن نہ پھیلائین رگین کیون مہر

غزل ۱۲۵	یاد آتا ہے کسی نیند کا انداز مجھے	شعر ۲۳

گھٹ گھٹ کے دل اسد کو تن ہی بھرا ہے
دمی ہوئی ہین بانس شکستہ ہزار ہے

تن ضعف سے جو اک تن گرد تار ہے
ناوک تو کیا ہوا ہی کلیجے کے پار ہے

تن خاک ہی تو زیست کا کیا اعتبار ہے
ہر عضو ہے غبار کا نقش و نگار ہے

ناخن سے جی حشیون کا بدن سب فگار ہے
زخمون کے گل کھلے ہین جنون کی بہار ہے

شکل اونکی سنگ آئنہ مین آشکار ہے
کیا حسن ہی کہ ایسے کلیجے کے پار ہے

کہتے ہین سبکے وہ کہ یہ کسکا مزار ہے
تمنا نہین ہے یاد ان ہی دل بیقرار ہے

جو ہر سے ہی ستون کا کلیجہ فگار ہے
پتھر مین کس لگن کا نشان آشکار ہے

حال اپنا اپنی خاک ہی سے آشکار ہے
ظاہر ہے جی جگہ سے کلیجہ فگار ہے

نقش و نگار خاک سے صورت نما ہون گھر
آسلے ہوا فنا کو ترا انتظار ہے

ماہی کیا ہے مجکو گھلا کر جو عشق نے
جو استخوان تن مین مرے ہے وہ خار ہے

گردش مین تیلیان چشم ہے خطِ عذار پر
پامال آہوؤن سی عجب سبزہ زار ہے

آنکھون دل سی ہین تبادہی اور پیچ
اب وہ عمل کرین نہ کرین اختیار ہے

جھک جھک کے گل پاہوؤن کے لگے اپنے آپ مین
تصویر میرے قد کی جو میرا غبار ہے

ظاہر مین ڈھونڈھ کے صفتِ شمع بجھ گئے
دیکھا نہ یہ کہ پاؤن کے نیچے مزار ہے

دم بھر کو بھی نہ کوئی ٹکا آکے قبر پر
ثابت قدم جو کچھ ہے تو شمع مزار ہے

عشاق پاس آکے یہ اونکی بلا سنے
ہے ہے ہی لگی ہائی جگر کی پکار ہے

حیران ہین غزال نکالے ہوئے زبان
سرمہ یہ کس کی آنکھ مین دنبالہ دار ہے

عکس جبین کی کب سرہ و چشم پڑے دھوپ
گوشہ نشین غزال تہ شاخسار ہے

آتی نہین ہے کان پڑی عدل کی صدا
ای دوست تیرے رحم کی ایسی پکار ہے

وہ خود بھی دیکھتے ہین عجب اک نگاہ سے
قد کی مرے شبیہ جو میرا غبار ہے

یارب مین کوئی شیشہ عینک بھی تو نہین
پھر کیون نظر کسیکی کلیجے کے پار ہے

حد اپنی بعد مرگ بھی بھولا نہین جو مین / قد بھر بلند خاک سے میرا غبار ہے

کس کس کا حفظ اب مین کرون دست غبار / موج ہوا بھی تیغ سر ہی کا وار ہے

ہر استخوان منھ کو نکالے ہے قبر سے / یارب ہر اعتذار بھی کیا تنگ و تار ہے

رحمت سے دور ہون تو کرون ترک معصیت / یون بھی تو مشکل ہی مرے پروردگار ہے

کیا اونکی آنچلون سے اوڑی ہی ہماری خاک / پھر کیا ہے کہ رن ہوا پہ ہمارا غبار ہے

دوزخ جو تیرے پاس ہو راضی ہو اوس پہ مین / ای دوست تیرا بعد غضب ناگوار ہے

پست و بلند دہر ہے راہ عدم مین بھی / تابوت کا چڑھاؤ لحد کا اوتار ہے

سینہ سی ہاتھ اوٹھا کے کہتے ہین طعن سے / تھمتا نہین ہے ہاتھ یہ دل بیقرار ہے

ای دوست دواب ہو اذن تو مین بار یاب ہون / وہ تیری بارگاہ یہ میرا غبار ہے

صد شکر عکس آئینہ بھی سبزہ رنگ ہے / اونکے لیے بھی اونکی نظر زہردار ہے

جاتا جہان تھا خضر سی جنکو وہ جا چکے / اب مجکو حکم کیا مرے پروردگار ہے

غزل ۱۲۶	رحمت کے اعتماد پہ ماہر کیے گناہ اب عفو وہ کرے نہ کرے اختیار ہے	شعر

چلے وہاں نہ قدم کے جہاں نشان ہوئے	عجیب قسمت جگر سے اپنے امتحان ہوئے
تباں دہر نزالت میں کھول بان ہوئے	بڑھے یہ حسن کی آخر خلق کی شان ہوئے
اوسی چمن چمن زلف کی کمان ہوئے	ہمارے دل کی جو گرمی سے کچھ نشان ہوئے
بس اے فنا جہاں سب کو تری دہیان ہوئے	کھلیں جب او نکی آنکھیں گلو نگو کا ہوئے
جہاں کے حسن فنا کے ہوا ونکی جان ہوئے	جوانی چھین کے لوگو نکی وہ جوان ہوئے
جہاں پہ بیٹھ گئے گرد غم زمین بنی	اوڑے جو ہوش سے سر آسمان ہوئے

غزل ۱۲۷	یہاں تلک تو تواضع پہ جان دی ماہر کہ حضرت ملک الموت میہمان ہوئے	شعر ۶۰

دل وہاں پاؤں سے نقش کف پا ہوتا ہے	آرزو دیکھ کہ یہ کیا ہوتا ہے

دل لعل مین ہو تو یاقوتکا مزا ہوتا ہے ‏— دل کا بس ڈالے ہی کچھ خوب گلا ہوتا ہے

پھر کیون تارکِ طاعتِ خدا ہوتا ہے — دم آخر تو سرِ شیشہ جھکا ہوتا ہے

دنکو ہوتا ہے تو پھر [illegible] تو کیا ہوتا ہے — تختۂ سایہ بھی تو پھر پھر کے جدا ہوتا ہے

حشر مین ہوتا ہے جو کچھ وہ بجا ہوتا ہے — آپ آجائین تو پھر دیکھیے کیا ہوتا ہے

شمعسان پست جو ہوتا ہے تو کیا ہوتا ہے — سر مع جسم نشانِ کفِ پا ہوتا ہے

کیا بشر نزع مین بھی محو خطا ہوتا ہے — سر پہ جب تیغ کی جا ناخنِ پا ہوتا ہے

ہے یہ کچھ اور جو پامالِ ادا ہوتا ہے — دل تو سنتے تھے کلیجی سی لگا ہوتا ہے

دل مرا راہِ بتان مین جو فنا ہوتا ہے — سبب ہمتِ مردانِ خدا ہوتا ہے

ایک کوچے مین تو خوش تیرا گدا ہوتا ہے — خیر کر خیر سے دنیا مین بھلا ہوتا ہے

لڑنے وہ آتے ہین دل مجھسے خفا ہوتا ہے — چھوٹ آپس کی ہی یہان دیکھیے کیا ہوتا ہے

ہم تو ہم وصل مین وصلی کے یہ کیا ہوتا ہے — وہی کاغذ ہے جو چھٹ چھٹکے جدا ہوتا ہے

اے اجل پاس مرے رک کے یہ کیا ہوتا ہے
دم وہ لیتا ہے مسافر جو تھکا ہوتا ہے

سب کے ماتم کا کہاں رسم ادا ہوتا ہے
ایک دل ہی ہے کہ مرتا ہے تو کیا ہوتا ہے

کہدو اوس سے جو دم مرگ اوڑھاتے ہیں ردا
مجھ سے پردہ کہیں محبت کے یہ کیا ہوتا ہے

حسن اور عشق میں جب معرکہ پڑتا ہے کوئی
بت ادھر ہوتے ہیں اس سمت خدا ہوتا ہے

سر ہی ہوتا ہوں سبکدوش الٰہی شکر
تیغ کا حق مری گردن سے ادا ہوتا ہے

مہربان چین جبین کو مری ہنسنے دیجئے
کہیں مٹتا ہے جو قسمت کا لکھا ہوتا ہے

آئے کیوں رو نکلی آواز نہ پہلو سی مجھے
دل مرا جان کلیجے سے جدا ہوتا ہے

واہ رے سن دم نزع یہ فرماتے ہین
آج کیا درد کلیجے مین سوا ہوتا ہے

ہر کلی سے نکل آئی ہی تڑپ کے نکہت
کہین قیدی قفس کی رہا ہوتا ہے

مرتے دم سر پہ ردا ڈالتے ہو سر کو بھی
نزع والے کا کہین منہ بھی چھپا ہوتا ہے

پاؤن کیا میری ہی ہٹتے رہین وقت آخر
قدم شمع بھی کچھ حد سے بڑھا ہوتا ہے

شررِ برق کو رد کرے نہ کوئی پارے کو
میرے دم بھر کے تڑپنے مین کیا ہوتا ہے

چوم لیتا ہون جو سونے مین کفِ نازک کو
اوسی بوسے کا نشان وُزدِ حنا ہوتا ہے

سب اسیرانِ قفس دیکھکے رہجاتے ہین
ساتھ والون سی اگر کوئی رہا ہوتا ہے

اب نکلتا ہے رُکا دم کوئی تھامے مجکو
تیر اٹکا ہوا سینے سے جدا ہوتا ہے

شمع تھوڑی ہون کہ اک شب مین پگھلکر رہجاؤن
دشمنِ جان مرے سر پہ ہے تو کیا ہوتا ہے

مین کبھی دان ہون کہ بیدرد آگے رو دون
رات بھر شمع جو روتی ہی تو کیا ہوتا ہے

کی ہی جرات تو کیا شکوہ کیا ہے کبھی نہ در
تاج دیتا ہے تو کشکول گدا ہوتا ہے

خونِ ناحق کی حسینونکو بھی ملتی ہی سزا
ہاتھ مہندی ہی کے حیلہ سے بندھا ہوتا ہے

کوئی اندر دو شمع سے شبنم سے تنگ
اک مرے رونے مین کیا جانئے کیا ہوتا ہے

اوس طرف غیظ و غضب ہین تو ادھر صبر و رضا
معرکہ قہر کا ہے دیکھیے کیا ہوتا ہے

غیر ممکن ہے کہ یون جائے مرا سوزِ الم
شمع کو شعلہ فنا کر کے فنا ہوتا ہے

ہو ہی جاتی ہین مری اوسکی دکھونکی باتین
گو کہ منھ زخم کا ٹانکون سے سیا ہوتا ہے

باندھی جاتی ہی ہوا بس کے پسینے مین ہان
سچ ہے ڈر عطر کی چوری مین ہوا ہوتا ہے

ہاتھ اونکی مری منھ پر ہین ہٹاتا ہون مین
وصل مین یون بھی کبھی اونسے گلا ہوتا ہے

جیت لیتا ہون مین بازی اجل مرکے
دم نکلجاتا ہے مشکل مین تو کیا ہوتا ہے

پہلے کچھ اور تھا دل اب تڑپنے مین کچھ اور
اس الٹ پھیر مین اللہ یہ کیا ہوتا ہے

تیوری چڑھتے ہین یا وقف ستم ہاتھ
کوئی ارمان جو مرجائے تو کیا ہوتا ہے

اونگلیان ٹیک کے کیونکر نہون وہ فاتحہ خوان
ایک حضیرہ قبر شہدا ہوتا ہے

منھ مین زخمونکے بھی پانی سا بھر آتا ہے
درد مین کیا مرے اللہ مزا ہوتا ہے

دم نکلتے ہوئی دیکھا تو یہ بولے ڈر کے
ارے مجھسے بھی تو کہدے کہ یہ کیا ہوتا ہے

نالے منھ کرکے سوئے باغ گئی کیون مین نے
اتنی سی بات پہ صیاد خفا ہوتا ہے

کیون تشنج سی رگونکی نہون دوہرا دم مرگ
تار کھنچتے ہین جو مسطر کے تو کیا ہوتا ہے

قافلہ نالۂ بلبل کا وہیں جاتا ہے
نکہتِ گل کا جہاں شہر بسا ہوتا ہے

سبزہ رنگوں کی محبت میں یہاں زرد ہوئے
رنگ سے موسمِ گل کا تہِ صحرا ہوتا ہے

صبر پڑنے سے حسینوں کے یہ معلوم ہوا
تیغ جب سر ہوئی ہیں ہم میں ستم ایذا ہوتا ہے

عطر کے چور کی تو فکر ہوا کرتی ہے
کوئی پوچھے کہ عرق جسم کا کیا ہوتا ہے

دم بخود کیوں نہ رہوں دہر میں مانند حباب
سانس لیتا ہوں تو دم تن سے فنا ہوتا ہے

اک مرا قتل تھا جسکا ہوا پرساں کوئی
ہاتھ بندھتے ہیں جب خونِ حنا ہوتا ہے

بعد شاہی کے شہنشاہ بھی ہو جاتا ہے
چتر میں بھی اثرِ ظلِ ہما ہوتا ہے

انقلابوں میں بدل جاتی ہے شکلِ شاہی
تاج اولٹا ہے تو اک جامِ گدا ہوتا ہے

قفسِ تنگ میں بیٹھا ہوں تو دم گھٹتا ہے
نالے کرتا ہوں تو صیاد خفا ہوتا ہے

درد خود آج ہے بیچین جگر سینہ میں
کون یارب مرے پہلو سے جدا ہوتا ہے

واہ رے نخوت کہ وہ سیر کو جاتے ہیں تو کب
دم حبابوں کا جب آنکھوں میں رکا ہوتا ہے

شامیانہ ہو کہ تصویر ہو یا عطر و گلاب
جو مری قبر پہ آتا ہے کھنچا ہوتا ہے

بہ ہی جائیگا آئینہ ہے غم سے پانی
لاکھ پتھر کا کلیجہ ہو تو کیا ہوتا ہے

چار تلواریں وہ ابرو و مژہ خود دیتی ہیں
دیکھیں اب آئینہ کی جان کا کیا ہوتا ہے

دیکھیں پھر بھی کبھی آتا ہے یہ دن اے ماہر
قیس لیلی سے گلے ملکے جدا ہوتا ہے

غزل ۱۲۸ — شعر ۳۸

تمہاری یاد تو تلکو دل سنگی کیوں ہنسا نکرے
زبان تیغ تو نکلی کسی پہ کھلے خدا نکرے

حنا اگر کف نازک میں اونگلی جا نکرے
تو چلوؤں مرا خون جگر گھٹا نکرے

رضا کی ہو جو منافی وہ التجا نکرے
طلب سے ہاتھ اوٹھائے مگر دعا نکرے

نشان پایہ کوئی ہی کہ جو جفا نکرے
زمین کا کوئی پیوند ہو خدا نکرے

زمیں پہ گرکے یہ کہتا ہے پیر کا سایہ
ضعیف ہو تو عصا کا بھی آسرا نکرے

وہ ضعف اور وہ تڑپکر مرا اکڑے ہونا
بٹھا دے در دیکھو تو پھر اوٹھا نکرے

نکل کے سن سے یہ کہتی ہے خاک مجنوں کی
بشر جہان میں سب کچھ کرے وفا نہ کرے

پسینے سے جو گرا ایک قطرہ خون عاشق
تو اونکا ایک لہو پانی میں پھر ہوا نہ کرے

میان چشم نہیں تل نشان یا قوت کے
ہمارے آنسو کہیں دل کو گر پھرا نہ کرے

وہ میری نزع میں حیران ہو گئے تو کہہ دو
اجل بھی تم ہو کہ وعدہ یہ جو وفا نہ کرے

شفق کے نام سے گردوں کا رنگ کیوں نکلا
گر آنکھ سے مری خون جگر بہا نہ کرے

ادھر کو قیس تڑپتا ہے اوس طرف لیلیٰ
خدا ملائے جو دو دل تو پھر جدا نہ کرے

نہ ہم سے خاک کے تودے بنا کے دل ڈھونڈیں
ہمارے سامنے گریوں اگر جلا نہ کرے

خیال دل مجھے یاد شمع سحر آتا ہے
چراغ جل کے مرے سامنے بجھا نہ کرے

مثال دانۂ بارود روئے آتش ہوں
نہ ہوش دل رہیں چپک درد کی اٹھا نہ کرے

مثال دست دعا گر کبھی نظر آجائے
کسی کے در پہ توجہ تیر اگر نہ کرے

بنا ہوں ضعف سے اسپند مجمر آتش
اڑ ہو نہیں خاک اگر درد دل اٹھا نہ کرے

نہ کہدین لٹکی ہوی گرچہ پن اشارہ سے
یہ پیش قدمیان مجھسے کبھی عصا نکرے

جو تھوڑی سی دیر نہ ہاتھونکو دہوئین وہ پہ اٹھئے
کرے وہ کام مرا خون جو حنا نکرے

چھپا دو لین جو باتین وہ شوہر آ جاین
کسیکا رنک اتنا کہلی خدا نکرے

نظر لگی ہی بہت گر تو شیشہ جو ہر کی
کسیکا اتنا ہو ہلکا لہو خدا نکرے

وہ روئین نزع مین میری کوی یہ کہدے
قضا پہ فرض جو ہو کسطرح ادا نکرے

حسین ہو نہ تری طرح گر تری آواز
حجاب گوشین مجھے اسطرح چھپا نکرے

پڑا ہون دور مین اتنا کہ گر پڑی تھک کر
اجل جو راہ مین دم جا بجا لیا نکرے

ہماری دکھتی ہوی لپہ گر نہ پاون پڑے
قدم زمین سی ہر گام پر اوٹھا نکرے

غضب تو یہ ہوا رونے لگے وہ گھبرا کر
جگر مین درد ہماری تو اب دوا نکرے

اگر کے چپکے سی چلتی یہ تو یہ بو بھولی
خبر کسیکو مری دل لگی ہو خدا نکرے

لہو کے اشکون سی کسطرح وہی تیغ تری
دہان زخم سی بسمل اگر گلا نکرے

ہنسا ہیں رونے پہ اپنے تو یہ وہ کہنے لگے
کسیکی آنکھ کا پانی ڈہلے خدا نکرے

سدا جو سنتا ہے منھ پھیر کر وہ نالے
کسی سے حال اسیر قفس کہا نکرے

اگر کے کہتے ہیں ہنس پہ ہاتھ تیغ کی بعد
انہیں گلے سے لگا تو پھر جدا نکرے

عدم کی راہ دم نزع سی نہ طے ہو اگر
ہر ایک رگ مرے پاؤنکی یون کھنچا نکرے

نہ بوہی پھوٹے کسی پر کھلے نہ راز کوئی
کلی صبا سے اگر حال دل کہا نکرے

کچل کے پاؤنکے نیچے یہ دل نے دی آواز
چلے تمہاری طرح بھی کوئی خدا نکرے

مٹے ہوؤنکی ہوا مین یہ خاک کہتی ہے
وفا بتون سی کوئی بندہ خدا نکرے

مین دلکو روکے کلیجہ نہ تھام لون کیونکر
کسیکے مال پہ پانی پھری خدا نکرے

جتاتے جاتے ہین احسان جو نمید اور نیکے
کراہنا مرے دل کا کوئی سنا نکرے

غزل ۱۲۹	عدوئی جان سی کوئی تو یہ کہدی ماہر قضا سی کام وہ لے جو تری ادا نکرے	شعر ۱۰

آجتک تو نہ کبھی حشر کی نوبت آئی
صور نے پھونکدیا کیا کہ قیامت آئی

کچھ تو منعم کو بھی غیرت تہہ تربت آئی
جب وہ فتنہ کے سبکتی ہوئی دولت آئی

ضعف کیسا تھا ادھر نہ جنکی نوبت آئی
غش سے چونکا نیا ایک ادا کی نکہت آئی

دل دکھو نکو صفت آبلہ رقت آئی
زیر پا نقش قدم کی بھی تو نوبت آئی

حسن کے رعب کی آخر کو یہ نوبت آئی
اور تو اور ابھی تک نہ قیامت آئی

سات پردوں میں بھی چھپتی نہیں اچھی صورت
کھل گیا صاف آنکھوں میں مروت آئی

فرقت گل میں غش آئی جو لگا بلبل کو
صحن گلشن سے بھی تڑپتی ہوئی نکہت آئی

قبر میں ہجر کے جاگو نکو ہوا یہ معلوم
آنکھ سے لگنے بھی نہ پائی کہ قیامت آئی

ہم تو واقف بھی نہ تھے حشر سے اس سر کی قسم
آپ آئے تو یہ سمجھے کہ قیامت آئی

غزل ۱۳۰

اپنی تسکین کرے کیون نہ اسی سے ماہر
دل گیا جب تو یہ سمجھا کہ طبیعت آئی

شعر ۱۳۰

بو نہ دیتے تو دیا منہ کی رو دکھائی نہ گئی
صلح ہونے پہ بھی وہ اونکی لڑائی نہ گئی

گر تلوّن تھا تو کیون منہ کی دکھائی نہ گئی
رست بازی ہی گئی اور کج ادائی نہ گئی

ہر طرح کی یوہین بات اونسے چھپائی نہ گئی
جیسے آئینہ کے دیدکی صفائی نہ گئی

جنبش ابرو کی کبھی تمسی دکھائی نہ گئی
کیسے جلاد جو تلوار لگائی نہ گئی

جان اجل سی مرے مر کے دمِ تن چھپائی نہ گئی
اک ردا بھی کوئی شی تہی کہ اوڑھائی نہ گئی

دور رہ کر چاہین رہی پاس بلائی نہ گئی
وصل کیونکر ہوا جب اصل جدائی نہ گئی

حکم دوری رہا پر چاہین بلائی نہ گئی
وصل جتنا ہوا اوتنی ہی جدائی نہ گئی

نت تربت کی حکایت بھی چھپائی نہ گئی
خاک ہوتے تو ہوی دل کی صفائی نہ گئی

دل وہ تھی جلنسی جلائی نہ گئی شمع کبھی
اور جو بھولے سے جلائی تو بجھائی نہ گئی

سرخ پڑا شفق شام کو اپنے ہاتھون
مہندی کیون آج کف پا مین لگائی نہ گئی

نہ کھلی بال بنی ابر لحد پہ ماتا
مشکرا دینی سی بجلی بھی گرائی نہ گئی

لے بلائے ہوئے آپکا ہوا یہ انجام
آج تک موت کسی گھر مین بلائی نہ گئی

پہنچی نظر و نکو بہانا تو وہان خوب ملا
حالت صلح جو تھی آنکھ لڑائی نہ گئی

جذب دل نے اثر اتنا تو دکھایا تھا قبر
سب جا سوا وہ آئی تو بڑہائی نہ گئی

جنبش ابرو کی بھلا مجکو دکھا مینگی وہ کیا
پوری تلوار بھی اک جنبش لگائی نہ گئی

مٹی دیکر مجھے جاتے ہین عجب چال سے وہ
شمع سے قبر پتنگونکی بنائی نہ گئی

وہ تو وہ ہی ہین بیٹھین سو کے تو برہم ہو نکیون
پاس چھونکی ہی ہان کج ادائی نگئی

سچ تو ہے لاش پئے دفن اوٹھاتی کیونکہ
اوپچ نیچ اونکو زمانیکی بتائی نہ گئی

میرا مرنا ہوا دنیا مین دوبارا مشہور
جب نہ مین دل کی تڑپنے سے ہلائی نہ گئی

سر لگا لو دم شرہ ہو تو کہین لوگ یہ کیون
زہر مین جسنت کی تلوار بجہائی نہ گئی

جنبش ابرو کی وہ آئینہ مین خود دیکھتی ہین
ہمسے دشمن کو بھی تلوار لگائی نہ گئی

ایک مین ہون کہ اوٹھایا کیا نازا و نکو مدام
ایک وہ ہین کہ مری لاش اوٹھائی نہ گئی

مرتے جیتے جو ہمین دنیا مین ہین اور بھی لوگ | جان ہم مین تو کسی وز نہ آئی نہ گئی

تھا کسطرح جلا کر گئے دل لوگون نے | ہمسے تو شمع بھی اسطرح جلائی نہ گئی

تم بھی اک نام کو تھی اصل تھا سب درد یہ بوجھ | لاش کیون تمسی مری جان اوٹھائی نہ گئی

تیغی نظرون سے حسین بھگیں دیکھین مری جان | زہر مین آج جو تلوار بجھائی نہ گئی

سبکو تو چھیڑتے تھے ہمین نجانی کیا تھا | موت عاشق کی جو آئی تو ستائی نہ گئی

جان وہ مانگتی اور اونسی نہین ہم کرتے | موت آئی تو یہان آنکھ چرائی نہ گئی

کاندھے جو دیگئے ہین اونسے یہ کوئی کہتا | تم نہ آئے تو یہان لاش اوٹھائی نہ گئی

کھلے یہ روزن تربت سے مین سر کا آخر | اسطرف سے وہ سواری تو نہ آئی نہ گئی

غزل ۱۳۱

کسکے مرنیکو سوائی دل ماہر نہ سنا
اک یہی تھی خبر ایسی کہ سنائی نہ گئی

شعر ۱۳

ہمین پیری مین یون چھوڑا ہمارے زندگانی نے | کہ منھ ڈھانپا نقابون مین حسینونکی جوانی نے

تجلی مین دکھایا اپنا پرتو یار جانی نے — کیا کچھ اور سنایا کچھ صدای لن ترانی نے

فنا مجھکو کیا یوہین مری رنگین بیانی نے — کھلایا شمع کے جسطرح تن کو گلفشانی نے

پھرین آنکھین نہین سونے نہین بھی ہون سیدھی کبھی — کہ یوہین سونا سکھایا تھا انھین خواب جوانی نے

جھلکین کبرا ولٹی آنکھین دیکھلو سینہ کی بھی جانب — خبر لو سر اوٹھایا ہی بہت اوٹھتی جوانی نے

قدم اونکی بہی ٹھہری چلتی چلتی آگے تربت پر — نشان کیسا مٹایا تھا ہماری بی نشانی نے

کھلیں آنکھین نہین سونے نہین بھی بند انسی ہوئین لوری — بھری تہی نیند ایسی اونکی آنکھون مین جوانی نے

یہ حالت تہی کہ منہ بیٹھے ہوے دیکھا کیے ہم بہی — کلیجا رکھ دیا ہاتھون سے ملکر ناتوانی نے

وہی تہی سو کے اوٹھنے مین جو نکلی اشک تن بنکے — بھرے تہی کوٹ کر موتی جو آنکھون مین جوانی نے

عصا کی بہی کمر دوہری ہوئی جاتی ہی لنگر سی — یہ ہم پر بوجھ ڈالا ہے ہماری ناتوانی نے

قبا مسکی پسینہ آگیا گرمی سی کی اف اف — لگایا جب گلے اچھی طرح اونکو جوانی نے

ردا سینے سی سر کی ہی خبر کچھ بہی تہی نہ سونے مین — انھین بیہوشیون سے سر اٹھایا کج جوانی نے

غزل ۱۳۲	کر زمہ ہو گئی تنہا نبا کا جبہ اپنا ماہر نے کیا کچھ اسطرح زینت زور جوانی نے	شعر ۹

دم مین ہین قاتل کے جو پاؤن ملنے
نیچی نظرون ہی سے کچھ دیکھلے چلنے والے

چہنک دیتا ہو مجھین دیکھا ہو اجب دل اپنا
روک لیتے ہین قدم راہ کے چلنے والے

جیسے جلتا ہے اگر پردہ خاکستر مین
چپکے چپکے یونہین جلجاتے ہین جلنے والے

ہمنے بھی دیکھ لیا آپکے جہرہ سی تجھے
اودھری قبر سے کتراکے نکلنے والے

ہنسکے رو دی سی ہنسی دل مرا رہجاتا ہے
یاد ان جب جانکی کہدیتی ہین چلنے والے

بو ابھی دوڑ کے دیکھی ہے مجکو خبر
عطر ملتے ہین کلیجہ ترا ملنے والے

دلکو بھی لیلین نہ کیون سبکی بچا کر وہ نظر
کچھ پڑا پاکے اوٹھا لیتی ہین چلنے والے

جگر و دل مرتے ہین ٹہو نزع مین ہون
ساتھ اکدم کے کئی دم ہین نکلنے والے

لینے آئی نہ اونھین سے بو چہن کیون ماہر

شعر ۱۲	آج ہیں سیر کو وہ گھر سی نکلنے والے	غزل ۱۳۴

تمہارے حسن کا رشک آشکار ہو جائے
مژہ بلائیں جو لی دل نثار ہو جائے

نہ خال سی جو وہ خط مہر دار ہو جائے
تو فر حسن کبھی بی اعتبار ہو جائے

او لحبہ کے صورت زنجیر ہر نفس ٹوٹے
جنوں تمیں دل جو کبھی بیقرار ہو جائے

گر آہ سرد کی تاثیر آبرو بخشے
ہر اشک چشم دُر آبدار ہو جائے

وہ ہوں جو روشنی شمع پردہ فانوس
تو کیوں نہ حسن کلیجے کے پار ہو جائے

وہ دل جلا ہوں لحد سی اگر نکل آئے
ہر استخوان مرا شمع مزار ہو جائے

یہ دن چڑھے سے ہی ہر روز کی مراد فلک
شعاع مہر یوں ہیں سبکو دار ہو جائے

میں مثل بارش باران ہاں جو بند کروں
تو آب آب کی ہر سو پکار ہو جائے

مثال کلک مصور چلو اداسی اگر
قدم کے نقش میں نقش و نگار ہو جائے

دکھاؤں خاک کے پردے میں گر میں آتش عشق
دھواں جگر کا زمیں کا بخار ہو جائے

ابھی نزروی مجھی کوئی گو ہوا ہون تمام	زمین کا پہلے کلیجہ فگار ہو جائے

غزل ۱۳۴

ہماری خاک کی اوٹھ بیٹھ کہتی ہے ماہر
نثار او سپہ بہشت غبار ہو جائے

شعر ۷

حسین نقطہ اسی تحریک سے سفر مین رہے
بدن سی یونہی جو نکلی تو یہ نہ گھر مین رہے

کسیکو یاد کیا خود گئے گھر مین رہے
وہ نہین بھی پکھ لو حسرت نظر مین رہے

تمام عمر تو یہین چاک بھی جگر مین رہے
کہ جیسے تیغ کسی کی کمر مین رہے

رہے بھی گر تو وہ کنج خیون سے گھر مین رہے
کہ آنکھ مین کبھی دل مین کبھی جگر مین رہے

کشش سی کیا ہوا ہر طرح میرے گھر مین رہے
نکلکے بھی صفت بوئی عطر بر مین رہے

نشان الفت ابرو نہ کیون جگر مین رہے
وہی ہے تیغ سپاہی کی جو کمر مین رہے

بصورت گل بازی ادھر اودھر مین رہے
ہمین تھے وہ نہ سفر مین رہے نہ گھر مین رہے

مثال آئینہ صورت نما جگر مین رہے
حضور سے ٹلکے بھی بیٹھی تو میرے بر مین رہے

چراغ خانہ جو ہو کسطرح سفر مین رہے
بڑھی بھی ہم تو کچھ اسطرحسی گھر مین رہے

مثال شیشۂ تصویر دل جگر مین رہے
کھنچے ہزار مگر ہر طرح وہ دیر مین رہے

شفق کے نام سی چشم فلک مین خون اوترے
لہو کی بوند جو میری دل و جگر مین رہے

خوشی یہی ہی تو بہتر ہے ہتکڑی ہی سہی
مگر وہ ہاتھ ہین یہ جسکو جو کمر مین رہے

اسیطرحسی گھر بیٹھے دل جلاتے ہین
کہ جسطرحسی نکلکر دھوان اگر مین رہے

نکل چلی جو وہ دل سی تو دل کہی چھپی تہا
سفر مین گھر بھی ہا وہ اگر سفر مین رہے

یہ بات سوچ کے پر قینچ مجکو کر صیاد
چمن چھپا تو کلی بھی میرے پر مین رہے

قیامت آتی ہوئی نصف راہ سے کہنچ جائے
اوہی ادا سے اگر تیغ اس کمر مین رہے

مثال بحر روان عمر بی سکون گذری
کھلا نہ یہ کہ رہے گھر مین یا سفر مین رہے

کسی کے بالونکے سنبل کہ پیچ کیا ملتے
بچے جو زلف سے کچھ بل وہی کمر مین رہے

لحد مین گر دل سودا زدہ کو ہوا الجھن
نفس کیطرح سی گھٹ گھٹکی بوا اگر مین رہے

یہ اڑیو نہ پہ اشارے سے مڑ کے کہتے ہین بال
نہ جبکی حد ہو وہ سوداے زلف سر مین رہے

قفس مین لیکی نہ کیون آؤن چھوٹ سی کلیان
نشان باغ کا کچھ کچھ تو بال و پر مین رہے

کبھو یہ چاندنی سی یون نہ آسکیگی کبھی
مثال فرش جو تہ ہو تو میری گھر مین رہے

جھپک جھپک کے بلا مین نہ لے مژہ کیونکر
وہ نیند ہے جو تری چشم بد نظر مین رہے

مجال تھی کہ سوا اسکے کوئی چھو سکتا
وہ دست زلف تہی جو بال سی کمر مین رہے

دکھا کے آنکھونکو جلوہ کسطرح چھپ جائے
شرارت اونکی نہ دم بھر کو گر شرر مین رہے

شب شباب کٹی خوف روز پیری مین
تمام رات ہم اندیشۂ سحر مین رہے

بنا دے قطرۂ آب روان جو بخت مجھی
روان وطن مین ہون اور سکون سفر مین رہے

یہ حال ناز کیون سی اب انکا پہونچا ہے
سپ چلے جو دل سی ٹہلتی ہوئی جگر مین رہے

مین نظارۂ چشم سیہ سی جائی عجب
مثال میل جو سرمہ مری نظر مین رہے

ہماری سوز جگر سے اگر نہو خجلت
چھپا کے منھ کو نہ آتش کبھی اگر مین رہے

دبا دبا کے یہ سر کو لحد میں کہتا ہوں
ہلیں نہ وہ نہ دھمک اسطرح کی سر میں رہے

شبِ وصال اگر جا کے صبح فرقت ہو
تمام عمر چمک سی مری جگر میں رہے

تمنا یہی ہے تو انکی ہی مثال ہے اب
ہوا حباب کی سطرح ہر سر میں رہے

حضور اور رونکی روئے پہ اتنا کہتا ہوں
یہ میری سوکھی ہوئی آنکھ بھی نظر میں رہے

مثال آبلہ ادنی کسی دکھ سے ہوں مجھے
سبب یہ پاؤں ہی کا نٹا کھٹکتی میں رہے

تڑپ کے جان دی شعلہ جو کر مرے آگے
شرر کی طرح چمک سی مرے جگر میں رہے

حیا نے وصل کی حسرت نہ ہونے دی پوری
وہ آدھے رہ گئے جب آ کے میری گھر میں رہے

ہیں رکھ کے دل کو تہِ فرش جب چلا آیا
تمام رات وہ زانو بدلتے گھر میں رہے

عزیز و دوست پہ کیا یہ بھی تفرقہ دیکھا
سفر میں جائیں مسافر تو جان گھر میں رہے

دیکھا کے شمع یہ کہتا ہوں ہنسی والوں سے
یوہیں جو دل کو جلائے وہ میرے گھر میں رہے

نہ ترک ہو رہِ مقصد میں ہی ادب مجھسے
صدا کی طرح پس و پیش رہگذر میں رہے

فقط تھی جان ہی سے قدر اس جلے دل کی
جو بو ہی شی بھی نکلجائے خاک اگر مین ہے

ملا ہے دل سی اگر دل تو ہو کبھی یہ بھی
ٹہر ہی پتلیان آنکھون مین آنکھین نظر مین ہے

ہماری ہاتھ بہت بڑھ گئے تھے ہجر کی شب
نشان چاک گریبان نکیون سحر مین ہے

نکل چلے کبھی جوش ہوٹے گرا دونین لینے
خبر وہ پائی کہ یہان در کے پاؤن تلے ہے

وہ کیا چراغ مرے دلکو شب کے یاد آئے
جو تو نہ جگمگے ہوئے نور سے سیر گھر مین ہے

نہ خواب ناز مین کیون نیم باز رہجائے
جہانکی نیند جو اوس چشم نیم نظر مین ہے

یہ سر کو کھینچ کے کہتی ہے دشت مین وحشت
جو پاؤن توڑ کے نکلے تو خار سر مین ہے

نہ تاب آئی بدن سی نکل کھڑی ہوئی جان
تڑپ تڑپ کے جب ارمان مر جگر مین ہے

ہراس فوج سی افسر کو کیون ہراس نہ ہو
قدم نفس کا جو اوکھڑے نہ دم جگر مین ہے

ہزارون منزل مقصد پہ سیکڑون پہونچے
تمام عمر ہمین سے تھکے کہ رہگذر مین ہے

اوٹھائے منھ کو تو جاتے ہین قافلے والے
تھکے ہوونکی بھی حالت ذرا نظر مین ہے

مثالِ خانۂ تصویر جائی کہ نہین
تو دیکھی کہ چھپ رہے گا اگر تو چپ بیٹھا ہین ہم

حضورِ حسن محبت بھی ہی طلسم کوئی
نکلتین تو وہ انت ہنسی مین یکایک بگڑ ہین ہے

نزاکت یہین یہ تحریک ہو گئی آفت
دہن بات جو نکلی تو وہ نہ گھر مین ہے

چھڑا کے قید سے لائی تو ہے مجھے طاقت
مگر جو پر سے او جھکے قفس کے در مین ہے

قدم سے آکے خانۂ غریب خانہ ہو
وہ ایک بھی ہون تو بستی تمام گھر مین ہے

تمہاری حسن نے ہر جائی کر دیا تمکو
ادہر تو آ۔ دہن اور وہ ہر جگہ گھر مین ہے

نجانین گھر سے وہ کیونکہ نکل گھڑی ہی آج
چلے بھی گھر سے اٹھی ایسی ہی بہ مین ہے

نہ جان نے بھی جگہ قبر تنگ مین پائی
ہمین تھی وہ کہ قیامت تک ایسے گھر مین رہے

کہین نہ راہ مین نیچے قدم کے آجائے
گرہ مین جو ہے آنچل کے وہ نظر مین ہے

جو عکس آئینہ کسطرح آتے جاتے ہین
اب اونکے واسطے کس شخص کی وگ گھر مین ہے

کتاب کھنچ کی شکنجے مین کہتی ہی سب سے
گذر پر آئے تو واسطے کسی بھی گھر مین ہے

بچا نہ دل نہ رہی جان نہ جگر چھوڑا / اوجاڑ کرنے مجھے آباد اپنے گھر میں رہے

ہوں مرغ قبلہ نما کون ہو مرا مہمان / مری طرح سے جو تڑپے وہ میرے گھر میں رہے

وہ عکس آئینہ بنکر مرے ہوئے مہمان / چھٹے حباب ہی سے جو کبھی تو میرے گھر میں رہے

مثال تار کھنچے جنتر میں کیا سر کش / خمیدہ قد ہوا اتنا کہ پھر نہ گھر میں رہے

سلامتی سے ہیں غربت پسند ایسے آپ / رہے نہ گھر میں کبھی یا رہے تو بر میں رہے

حضور آئینہ میں دیکھیے کچھ اور بھی تو / وہ آپ ہیں کہ جو پتھر کے بھی جگر میں رہے

مثال سالکِ کشتی مجھے یہ حیرت ہے / قدم جو گھر میں میں رکھوں تو گھر سفر میں رہے

یہ سر میں توڑ کے کہتا ہے خار خانہ جنوں / قدم کا خار قدم میں تو سر کا سر میں رہے

دمِ حساب نجانے کہ کیا کا ہو گیا گیا / یہاں یہ حشر ہوا آب ادھر ادھر میں رہے

نفس کے سینہ ویران سے جب قدم اکھڑے / کہا یہ دل نے ہمیں تھی کہ ابھی گھر میں رہے

بھرا ہوا ابھی یوں ہیں مجھ سے خانۂ ویران / کہ جیسے ایک اداسی تمام گھر میں رہے

غزل ۱۳۵	کچھہ اسطرح سے چھپا ہے دل اندرون ماھر مجال کیا ہے کہ جلتا چراغ گھر مین رہے	شعر ۷۶

کیونکر ہے رگو نہین لہو جوش مارکے — نشتر پڑے ہین جو ہوا می بہار کے

گر ہین ہی عروج جنون بہار کے — اکدن شفق نہین گے لہو جوش مار کے

ساقی کرم یہ دیکھہ لے ابر بہار کے — پانی دیا زمین کو تو ہیرا و تار کے

تابوت سے نشیب مین آئے مزار کے — قصے ہوئی تمام چڑھا ؤ اوتار کے

ہمسر مرے بنے ہین سرا و نبرا و تار کے — پردے گرین نہ پائیے کیون اعتبار کے

شمعین نہین مزار پہ مجھہ بقرار کے — یہ مغز استخوان ہین زمان فشار کے

جب گل کئی چراغ ہماری مزار کے — خلعت دیئے ہوا کو زمین نے غبار کے

پہچھتے ہین اشک کچھہ مژہ اشکبار کے — تارے جو ٹوٹتے ہین شب انتظار کے

عریان تنی مین لطف نہ گرہون بہار کے — پھینکے ہوا نہ گرد کا جامہ اوتار کے

لی ساتھ دستگیر کو باریک راہ میں — زخمی بھی یوں ہیں جاتے ہیں جادے پہ تار کے

رندانِ بادہ نوش نے کھولے قبا کے بند — نکلے چلے جہاں میں جو ابرِ بہار کے

جان بخش میری بھی وہی زخمہ ہیں مطربو — قرعو نکا جو سبب ہوئی ہے نفس تار کے

دل نازنین یہی میں جو لوگے تو یہ گا گیا — کیونکر اوٹھینگے ناز دلِ بیقرار کے

کیوں قتلِ عامِ حسن پہ نازاں ہیں بھی ہوں — بازو وبھری ہیں وہ تجھی تلواریں مار کے

پھونکی ہوا نے کان میں کچھ فنا کی بات — اوٹھا اوٹھنگی قدم مری مشتِ غبار کے

ابرو کی جنبشوں پہ جو جا ہو وہ اب کہو — سیکھے ہو یہ ادا ابھی تلواریں مار کے

ہی آمد آمد انکی تو سے لینے کے شوق میں — مضراب دو ریکے جاتے ہیں پے تار کے

دیوانے ہیچ و ہی میں بیٹھتی ہیں بیڑیاں — غل ہو رہے ہیں آمدِ فصلِ بہار کے

ڈھالیں اوٹھیں کے ہاتھ سے قابل نہیں فلک — ٹکڑے جو تیغ سی ہوں شبِ انتظار کے

چھن جائیں کہوں جو ہر آئینہ کے جگر — ہیں پیچ میں یہ کس نظرِ زہردار کے

اُنسے تو کوئی کی تیغ نگہ بھی ہی فشار
کیون پھر آڑے آ گئے تجھنے فرار کے

کھلواؤ منھ نہ قوتِ بازو کو رہنے دو
کاٹی نہ رات ہجر کی تلوار ین مار کے

گر یاد عادتین ہون تو شانہ ہلادو تم
کچھ سو رہے ہین چین سی مہمان مزار کے

سینے کو ہے بسا لیا پھر اپنی جو رخ خیال
رہنے دین گریہ دور ہٹانے والے مزار کے

دہان جس سے ہو گیا یہان شگوفون رنگین
پھیلی جو زہر سُرمۂ دنبالہ دار کے

پیچ و خم غبار کی سلے سی ہو آخر
ڈھانپے ہون کہین سے مر جسم زار کے

اتنا تھا بس وجود و عدم مین ہمارے فرق
پتلے تھے پہلے خاک کے اب ہین غبار کے

تم میری نبض دیکھکے چپکے ہی ہو رہے
یہ کچھ اشارے ہین طلبِ احتضار کے

پھوٹی کلی نہ منھ سی کوئی باغ مین کبھی
مین تھک گیا قفس مین گلون کو پکار کے

اتنا بھی میرا ساتھ کسی نے نہین دیا
جتنا کہ ساتھ دے گئے تختے مزار کے

جھولے کو لات مار کے اُدھر ادھر سے وہ
جب پینگ یاد آئے دل بیقرار کے

کسنہ لحد پہ بھی مجھے آنیکی ہو امید
گر کھل کے کچھ کہین کبھی تختے مزار کے

ملتی جہانمین چین کو جا کسطرح کہین
پھیلے ہوے تھی درد دل بیقرار کے

اب ٹوٹے بازوونکی مین تدبیر کیا کرون
توڑا قفس کے در کو تو پر مار مار کے

کھینچ کھینچ کے جان آئے تشنج ہو نزع ہو
ٹوٹین نہ ہاتھ پاؤن کسی بادہ خوار کے

ای شب مین ایک چار اندھیر نمین کیا کرون
دل بجھ گیا چراغ بھی تیرہ مزار کے

نا آشنائی غم او نھین سمجھی بجز مہ چرخ
پھول اڑ گئے ہوا سے جو میرے مزار کے

گستاخئ ملائکہ پر مین نے یہ کہا
یہ تو نہ حکم تھے مرے پروردگار کے

دیوانگان عشق پہ بارش مین وہ کھلے
نشتر بھری تھی دل مین جو ابر بہار کے

وحشت مین دل ہما سی چکا ہے لحد کا سنگ
اٹھ جائین لوگ پاس سے میرے مزار کے

وہ مست ہو گیا ہے جو مینخانے مین کبھی
خود جوش بادہ لاہین شیشو او تار کے

ای آرزو نکلکی تو ہی دیکھ ہے یہ کون
باتین ڈھکی سی کرتے ہین تختے مزار کے

کیون خود بھی سبزہ رنگ نہون مثلِ آئینہ
پلٹے ہین کچھ اثر نظرِ زہردار کے

ہمراہ بوئی غنچہ کرو تم بھی سیر باغ
سب قفل کھلگئی ہین طلسمِ بہار کے

مین نی عجب نگاہ سے دیکھا نشیب قبر
نزدیک لوگ لائی جو تابوت اوتار کے

برباد اس خطا پہ ہوئی ہی ہماری خاک
کیون دل مین گھر کیا تھا زمینِ مزار کے

دشمن ہوئی ہین تمہارے سب اعضا ہون تو سہی
بازو تو پھر گئے مجھے تلوارین مار کے

لین شمع نی بلائین جو بیکس کی قبر کی
رخصت ہوئے چراغ بھی سر کو اوتار کے

خود بھی نگاہِ خلق سی پنہان ہوئی ہوا
نقشے بگاڑے اور ہمارے غبار کے

مجرم ہون جو زشتیٔ عمل سی خود اونگلیان
پھندی پڑگئی ہین مضرابِ تار کے

آنکھین مریطرح سے پھرین آئینہ سی بھی
بیٹھے سلامتی ہین جو زلفین سنوار کے

سینہ پہ اونکا ہاتھ جب آیا قرار تھا
یہ بھی ہین طرفہ دردِ دلِ بیقرار کے

کیونکر رموزِ غنا کا نہ مطرب ادب کرین
مضراب سے سر جاتی ہین جادو پہ تار کے

آئی نہ میری شکل کی چھاؤن بھی ایک دن
نقشے ہوا نے لاکھ بنائے غبار کے

سنگ فشار اوٹھا کے جو سینہ ہلا ہمین ہے دل
چھاتی پہ ہاتھ رکھے ہین تحجّرِ مزار کے

کرتے نشان پا کے کسی وضع کو پسند
نقشے زمین دکھاتی ہے تجھکو مزار کے

میری عدم کی شکل کے مشتاق ہین جو لوگ
پردے اولٹ دیئے ہین ہوا نے غبار کے

کیونکر بچین نہ عقربِ ابرو و مارِ زلف
آفت ہین نیش سرمہ و دنبالہ دار کے

اللہ رے پاسِ خاطرِ دل مردگانِ خاک
پانی پیا زمین نے تو مدفن اُبھار کے

یہ اپنا اپنا بخت پسینہ پہ رشک کیا
دھوئی وہ پاؤن سرمۂ دنبالہ دار کے

طولِ امل کی بات ہوئی کچھ جو کوشش زد
زخمہ ہٹ آئے چھپ کے قدمونکو تار کے

صیّاد قیدِ زیست سے بھی مین تو چھٹ گیا
اب کیا تو دیکھتا ہے قفس کو اوتار کے

اہلِ غنا مرین تو سمجھ یہ بھی مکر ہے
دم ہے سقوطِ نبض پہ بھی تن مین تار کے

آیا ہون طئ ارضِ جہان کرکے تا لحد
کہتے ہین پیچ و خم مری مشتِ غبار کے

کیون آفتاب حشر سی مانگین نہ سب پناہ
پھینکا تھا مین نے زخم سے پھاہا اوتار کے

ہتھو مین بی نصیب سینہ پیا کرے
دھو دھو کے پاؤن سرمہ بنالہ دار کے

آفت ہی کر رہے ہین اشارون مین انگلیان
گھر کر لیا ہے دل مین جو مضراب تار کے

بیدرد حیف ہی او نہین ہوئے بدن کہین
گر کھائے نشترونکو اوگل دون بہار کے

ذی ہتو فشار مین اب جی نہ ہارنا
کھلتے ہین کویدم مین شکنجے مزار کے

اس چین سی تو درد بی تھمر تھا ہجر کا
کیا کر دیا یہ دل کو لحد پر پکار کے

یون چھوڑ کر گیا ہے فشار لحد مجھے
سر پائنتی ہو پاؤن سرہانے مزار کے

آنسو زمین پی گئی تھے دے رہی ہی نذر
یہ کون رو رہا ہے سرہانے مزار کے

سب ملکے دفن خاک کے پتلونکو دیکھ لین
خشکی مین ڈوبتے ہین سفینے غبار کے

مجرم ہے بحیر بحیر تو مرسل یہ بول اوٹھے
ہم بھی گناہگار ہین پروردگار کے

ناجنس بھی قریب ہین مین ہی ہون مستعد
تم ہی سدھارو لوگ بھی جائین مزار کے

غزل ۱۳۶	ماہر کو صورِ حشر کی بھی کچھ خبر نہو سوتے دین گریہ دوڑنے والے مزار کے	شعر ۱۲

تصویر نیم رخ کی طرح ناتوان رہے
ہے کون کم نصیب جو یون نیم جان رہے

صیاد کچھ تو اہلِ قفس کا نشان رہے
ہم ہون نہون چمن مین مگر آشیان رہے

لو کیون ہلی نہ شمع جو محوِ بیان رہے
دل مین لگی ہو آگ تو کیونکر زبان رہے

گھر مین رہے کسیکے تو دل مین مکان رہے
دیکھو خدا کی شان کہان تھی کہان رہے

دیدین یہی سمجھکے مری دل کو دلربا
پیہرین نہ گر تو ورد ہمارا کہان رہے

جاتا ہون باغبان سے لیکر قفس مین بیت
تنکا یہان ہی تو مرا آشیان رہے

اتنا بھی تو کھلا نہ ہمین قبر تار مین
پروردگار آئے کہانسے کہان رہے

ہون مکین ہوائے منزلِ خانۂ حباب سے
گر مین نہون مکین تو نہ دم بھر مکان رہے

اے یہی قبر کسطرح جسے لگایا تھا یہ سے گلے
نہ مغز ہی رہا نہ مری استخوان رہے

پیسا تھا بیگناہ ستایا تھا بخطا
سر پر نہ آسمان گرے بھی کیون آسمان رہے

کچھ ہمسی مرتونکا ہے زندہ تجہی سی نام
تا حشر اے لحد تیرا نام و نشان رہے

انکار میر گہر سے فقط اس کا ہے سبب
دلمین اگر رہے تو مریجان کہان رہے

کہتا ہے اوٹھکے زور مین یہ دود دل مرا
یا مین ہون زمین پہ یا آسمان رہے

آتی ہی یہ مٹے ہوونکی قبر سے صدا
دنیا مین ہم نہون مگر اپنا نشان رہے

کیا یوہین مر گئے تھے جوانان عشق باز
دم توڑ نیکے خاک پہ بسون نشان رہے

ہم اپنی راہ آئے تھے جاتے ہین اپنی راہ
دنیا رہے زمین رہے آسمان رہے

غزل ۱۳۷

دود جگر سے آج ہے ماہر مقابلہ
پشتی پہ آسمانکی نہ کیون آسمان رہے

شعر ۴۳

چھلکا کے جام پاس سے ساقی جو ہٹ گئے
مستونکے قلب صورت انگور پھٹ گئے

اتنا ہوا حضور کے رتبے نہ گھٹ گئے
دل دل سے لگ گیا جو گلے سے لپٹ گئے

بیرنگ طبع ہو گئی بستر سے ہٹ گئے
گل جب ہنسی ہنسی مین نبی پہ لپٹ گئے

سچ ہے مقام رنج ہی دلمین وہ کٹ گئے
پھولون سے پھول عرشیہ اونکی لپٹ گئے

وہ اک ادا سکھا کے صبا کو جو ہٹ گئے
غنچون کے دل گلون کے کلیجے الٹ گئے

تھام اونکا نکھری ہوا رتبے بھی گھٹ گئے
گل اونکا حسن دیکھ کے دل مین کٹ گئے

یہ کیسی پیارے ہاتھ لگا کر وہ ہٹ گئے
پھاہا ہون زخم زخم سے چھپا لپٹ گئے

جوبن جو دیدنی تھا جوانان باغ کا
گل کی جھلسرا کے بھی پردے الٹ گئے

تنگی خانہ باغ جہان تجھ پہ کھل گئی
بو کے بھی پاؤن پھیلا نہ ہوئی جب سمٹ گئے

ممنون انقلاب ہون تیرا فلک مین کیون ن
اوسکے نصیب سبھی دن الٹ گئے

دفتر گنہ کا دیکھ کے کی وہ لحد مین آہ
مثل ورق زمین کے طبقے الٹ گئے

پھوٹے پھپھولے کب مرے کیفیت شراب مین
تابش مین آفتاب کی انگور پھٹ گئے

کچھ بھی ہی اعتبار تمہارے مزاج کا
آئے تو بے بلائے بلایا تو ہٹ گئے

بیچ نے تقاضا سن کا بھی آفت ہی قہر ہے
بہ رنگ بطرے جسے جس سی ملے وہ لپٹ گئے

ہنگامِ نزع آگئی جب یاد قبر تنگ
پھیلے ہوئے جو پاؤن مرے تھے سمٹ گئے

کیسی بہار سب یہ پانت کے رنگ ہین
قینچی جو باغبان کی چلی پھول کٹ گئے

دشمن کی دشمنی سی یونہی منتخب ہوے تو
جیسے اوٹھا کے زخم تبر نخل چھٹ گئے

اہل ریاض سی نہ لڑا اینکو سہل جان
دہقان کے پاؤن کھیت سے کس زور ہٹ گئے

صیاد ایک نوع کی پرواز یہ بھی تھی
کاٹے اوڑے قفس کے مرے پر جو کٹ گئے

دل دیکے بوسہ پاؤن تو کیونکر نہ خوش ہوئین
سودا ایکا تو دام بھی بایع کی پٹ گئے

کیا شی وہ قت بد ہی کہ سمجھا اوسی بھی لطف
شعلہ سقر کے مجھسے جو آ آ لپٹ گئے

مجرم وہ تنہا ہوئی جو مری حشر مین پکار
تھے جرم جتنے تھی مری پلہ سی ہٹ گئے

کیون سخت جان بھی ورِ فلک مین نہ زار ہون
جب چرخ پر چڑھے تو ٹکڑے بھی کٹ گئے

دنیا کی نفرتون سی بڑھی درد اور بھی
دل ہٹ گیا تو زخم کے انگور پھٹ لئے

تلوار رہزنوں نے اٹھائی و نیہ کسطرح — رستے ہی سی غریب مسافر جو کٹ گئے

سوتی ہین اک نہ اک کی ہم آغوش وہ رہے — اوتری قبا تو پھول بدن سی لپٹ گئے

جو نیک تھے نہ حشر کے مجمع مین وہ رکے — اہل گنہ کو جسنے ہٹایا یہ ہٹ گئے

ناحق کی چھیڑ مین لائینگی رنگ ایکدن حضور — غنچوں کے دل نسیم سی آخر کو پھٹ گئے

بوس و کنار بلبل و گل دیکھتے ہو کیا — تم تھوڑی ہو گلے جو لگایا تو ہٹ گئے

لیجاؤ نار مین بھی سنا غل جو حشر مین — سر کو جھکا کے آپ گنہگار ہٹ گئے

کہتے تھے بلبلوں سی کہ نالے کرو نہ یوں — پردے گلوں کے گوش کے آخر کو پھٹ گئے

غنچوں نے سو زبانو نیہ بدلی نہ اپنی بات — اک آپ ہین جو بات کہی اور پلٹ گئے

کیونکر مری دکھوں نے دکھائی جہانکی دل — اللہ میرے درد زمانے پہ بٹ گئے

دیکھا انجانے کیا گل و بلبل نے صبحدم — طائر تک اپنی اپنی نشیمن مین ہٹ گئے

سینے پہ ہو تو لطف ہا دیکھئے ضدین — مشتاق دل پہ ہاتھ جب آیا تو ہٹ گئے

یہان نصف رات اک گرہ سخت ہو گئی
سو ٹھین وہان جو بال کمر سی لپٹ گئے

سچ ہے پناہ مانگی تری نگاہ سے
پردے سے جو کہ جڑ ہوے بیٹھے تھی ہٹ گئے

ای عیب پوش حشر مجھی بھی ہو کو ہی حکم
اب کیا ہے ڈھنے پا بین کے بھی لوگ ہٹ گئے

اوسوقت میری خاک پریشان نے رو دیا
جام گلی سی جب لب نازک لپٹ گئے

شاید ہون میرے قلب کے ٹکڑون سے ہم عدد
لشکر ہزار ہا اسی حسرت مین لپٹ گئے

طالب ہم اونکے وصل کے ہین واہ ری نصیب
پرچھائین کہ جو دیکھکے پر دیکھین ہٹ گئے

جب رنگ عفو حشر مین چہرونپہ آ گیا
یہ جرم مجرمون کی کمر سے لپٹ گئے

غزل ۱۳۸

ماہر غزل نہ کہئے یہ شتاہر اک سی کون
خامے سے بھی یہ کم تھے جو میدان ہٹ گئے

شعر

دلونکا درد نہ کسطرح ہو بیان کے لیے
زبان مرے لیے ہی مزا زبان کے لیے

فروغ شمع نکیون ہو مرے بیان کے لیے
کھلا ہون سر سے قدم تک فقط زبان کے لیے

جہان کے عیش خیز کیون غم ہون اک جہان کے لیے
کہ دور دور ہے گردش ہر آسمان کے لیے

یہ حد تھی میرے پھڑکنے کی بوستان کے لیے
قفس کی تیلیان لایا ہون آشیان کے لیے

یہ کم تھی بات تنکون کی سوز جان کے لیے
زبان شمع ہو گلگیر کے دہان کے لیے

پھڑک پھڑک کی ہا یونہین بوستان کے لیے
کہ منھ قفس کا بھی کھلنے لگا فغان کے لیے

نصیب سوختہ وہ ہون کہ وہ بھی برق بنی
جو لاؤن خس کی بھی تنکا آشیان کے لیے

فلک مین برق کی گرنے کی رمز کو سمجھا
تلاش تھی مجھے جگنو کی آشیان کے لیے

سبب ہے کیف فلک کا مری عرقریزی
یہی شراب تھی مینائے آسمان کے لیے

اوسیکو شمع مین دیکھا او جڑتی آنکھون سے
جہان مین تنکی چنی تھی جس آشیان کے لیے

چھپاؤ لاکھ یہ کہتی ہے نقل باتون کی
زبان بنی تھی تمہاری مری دہان کے لیے

خدا کی شان کہ ہون میر عکس داغ نجوم
مجھے جو دے وہی ہو برج آسمان کے لیے

مین اوس فا سے تو ہونگا لحد مین او رفتا
نشان کیون مٹے جاتے ہین نشان کے لیے

ہے ایک تو کہ محل باغ دہر میں ہے جسکا
ہم ایک تھے کہ ملی جا نہ آشیان کے لیے

ستمگر و ستم ایجادیاں چلی جائیں
نہ اوٹھ رہے کوئی بیداد آسمان کے لیے

دکھا جو قلب تو صیاد نے کہا کمبخت
اوٹھا رکھا تھا یہ درد آہ کی فغان کے لیے

جگہ نہ چھوڑے نکلنے دے نام کو اپنے
سکون مفر نہیں چلتی ہوئی دوکان کے لیے

اونہیں میں جمع جوانی ہوئی ہی عالم کی
شباب چھوٹ گیا سیکڑوں جوان کے لیے

اوسی سے نام ستمگر ہوا ہی گردون کا
جفا جو چھوڑ دی تھی تمنائے آسمان کے لیے

لکھا ہوا مری قسمت کا صاف کہتا ہے
جبین بنی تھی تری سنگ آستان کے لیے

نہ ساتھ دیں مرا صیاد گر تو کیا ہوگا
ہزار اسیر قفس بیٹھے ہیں فغان کے لیے

دنی سی بعد بہتر ہے گو عروج ہو خاک
زمین پست ہوئی فرق آسمان کے لیے

نہیں مجھی کو تلاش مسافران عدم
ہوا بھی خاک اوڑاتی ہی کاروان کے لیے

اوسی سے کھل گیا حال قفس مرا سارا
پروتیں تیلیاں لائی تھیں جو نشان کے لیے

ہماری مایۂ فانی ہی رنج ہے سلطنت کا کیا
ہما زمین پہ گرے ہے چند استخوان کے لیے

زبان بغیر جو خوش ہیں وہ کون ہیں اے ہمدم
زبان پاکے تڑپتا ہوں میں زبان کے لیے

شب فراق میں لوٹونگا کہکشان کی طرح
کمر کسی ہے جو گردوں نے امتحان کے لیے

قفس میں ہاتھ پہ رکھے بیٹھے ہیں کبھی صیاد
پھڑک رہا ہوں میں کس طرح بوستان کے لیے

چمن چھٹا بھی تو کب جب نکل چکے حسرت دل
کھلا تھا منھ بھی نہ پورا ابھی فغان کے لیے

غزل ۱۳۹

قلم کو کیوں نہ میں ہمدرد سمجھوں اے ماہر
نگار دل ہے مرا لکھ رہیں زبان کے لیے

شعر ۳۶

صاحب کمال بھی تو گرسنہ یوہیں رہے
حاتم کے کیوں شکم پہ نہ سنگ نگین رہے

چند میں خاک ہو کے نہ زیر زمین رہے
پروردگار ہم نہیں نا وہیں رہے

نامی بھی نامیوں کے مقابل میں ہیں رہے
جیسی نگین سی کلہ پہ کلہ نگین رہے

تر تمہیں ہم کہیں رہے عصا کہیں رہے
بیانے سے تو بھیل بچھل کے زیر زمین رہے

ہم کیا عجب جو غیر کے غم مین حزین رہے | دکھتا ہے دل ہی درد نہین کہین رہے
جس جگہ ہو چین تو اوسکی زمین رہے | مین ہون کہ مین کہین ہوا اور دل کہین رہے
گر بندگی عادت اہل کمال ہو | کاغذ پہ کیون نگین کا نشان جبین رہے
پامال ہونکا غل ہے ہوا بر خلاف ہے | کیونکر غبار رحم سے جہان کہین رہے
ادنا فقیر اوسکے ہین یہ ہے ہمارا حال | شہر و نمین کہ پھر کبھی صحرا نشین رہے
زخم جگر اوٹھا کے جو پیدا کیا تھا نام | خاتم کے سرکا تاج جہان نگین رہے
اہل جہاز سے تو سنا حال بحر سب | وہ کیا کہے جو موج کا کشتی نشین رہے
مانند شمع ہے وہ دکھائی ضیا فگن | روشن نہ کیون کنول کیطرح آستین رہے
نازک گلی مین یون نظر آتا ہے رنگ خون | شیشے مین جسطرح کہ مے آتشین رہے
حکم بہار اونکی یہ آیا ہے باغ مین | ہو گل کی رگ سے نرم جو کانٹا کہین رہے
کیا نامیونکی قدر ہے اے اہل بزم واہ | بیرون حد حلقۂ خاتم نگین رہے

ای دوست تیری دید کی حسرت ہے اسطرح
مین بھی اوٹھون جو بیچ مین پردہ کہین رہے

آخر زمین پہ لائی ڈبوکر ہوائی دل
کیون آسمان شوق پہ مین سفینہ نشین رہے

صیقل مکان مین وضع کو چھوڑین نہ اہل نام
تنگی اوٹھائے گھر کے نہ باہر نگین رہے

گمگشتہ اہل نام رہے یوہین دہر مین
گردش نصیب ہاتھ مین جیسے نگین رہے

گذرا ہے دلین کو کسطرح سی خیال زلف
کیونکر نہ کوچہ رگ جان عنبرین رہے

شیشہ حیا سے بن تو جلے دل مری طرح
آنکھون مین آپ ہو تو جگر آتشین رہے

چھوڑین مکان تنگ نہ اصحاب نام
تنکا کیا یہ حال کہ تختہ نگین رہے

پھونکا تھا کچھ ہوا نے حبابون کے کان مین
دریا بھی کیون نہ موج سی چین بر جبین رہے

اوس دل کے ڈوبنے کو نہ پوچھو کچھ اہل بحر
جو موج دود آہ کا کشتی نشین رہے

ہم بیکسون کی ناؤ ڈبونے سے کیا ملا
خود بھی تباہ موجہ دریا حبین رہے

اک تھی ہوا کہ خاک اوڑا کر چلی گئی
اک مین کہ ہون طپان تو نہ باقی زمین رہے

قیامت ہنگامہ ہین تیری چال سے
اتنا مجھے لے ہاتھ سے پامال نگین رہے

تیر کا نشان کیا سینکڑون
سایہ کی طرح ساتھ کہین گرے پڑین رہے

پہلے کیا ہین قبر
یا ہم تیری تربت کے سرہانے پائین رہے

کیون پیر خیر سے گرین سا جهان نام
ساتھ ہون مجھی تو منہ کو پھرا کے گین رہے

لیتے ہین تکلفات شو ا م
چھوا دو لیوان تم چھپی آستین رہے

کہتے تھے کو زیبا
لو خوش ہو تم ہی بات کے قابل نہین رہے

قاتل مجھے ہاتھ کو کوئی نہ تھام لے
دیکھو مری لہو سی الگ آستین رہے

ای عشق کہ جگر اس سے کھا
دلمین جو درد ہو وہ دہن کا دہن رہے

نکلے تلاش رزق کو آخر بھی
اللہ کے فقیر جہان تھی وہین رہے

غزل ۱۴۰

ناصر کو قدر در رہے دہین اشک بھی عزیز
تارا صدف کی آنکھ کا در ثمین رہے

شعر ۱۴

تمھاری بروی پر مو سا ہی ستمگر بھی
یہ وہ ہے تیغ کہ خنجر ہین سبکی جوہر بھی

روان ہی عمر کے ہمراہ قلب مضطر بھی
سفر مین ہی ہی سفینہ پڑا ہے لنگر بھی

خوشا مرض کہ عیادت کو آئے دلبر بھی
پھر اپنے سر کہ مرا پھر گیا مقدر بھی

دکھا یہ جذب تو ای حلق خشک ہو تر بھی
سمٹ کے بوند ہو پانی کی آب خنجر بھی

جفا جفا پہ ہو ٹھہرے نہ ہاتھ دم بھر بھی
تمہارا نام ہے سفاک بھی ستمگر بھی

بڑھاپے مین نہ بشر کا ہو کیون زوال بصر
سحر کو ہوتی ہین بے نور چشم اختر بھی

جواب دون تجھی ای عیب جو پس بھیڑ مین کیا
کہ منہ کیطرحسی گھیرے ہین اہل محشر بھی

جنون کا خون بھی فصاد کیا ڈراتا تھا
کہ مین بھی عشق مین ہون بیدم نشتر بھی

لگی تھی جان مری جسطرح سے خنجر مین
گرا نہ پیاس مین پانی یہ یون کبوتر بھی

لفافہ کرکے مین قاصد کو خط نہ دون کیونکر
کہ ہے نظر مین گرہ باز بی کبوتر بھی

ہماری خون سی اتنی تو اونہین جان پڑی
کہ مثل پشہ اوڑین نشترون کے جوہر بھی

نہ آتی تھی یہ وحشت کسطرح عشق آجاتا
لہو کو دیکھ کے اولٹا پڑا ہی نشتر بھی

نہ ایسا ذبح مرا ہوگا اک وحشی کو قتل
کریگا ایک لہو پانی اپنا خنجر بھی

جنون کیون ہو مجھی انتظار قاصد مین
جو خط کو لکھون مین تو تنکی چنین کبوتر بھی

علاوہ اونکی ادا کے مجھے یہ رونا ہے
کریگا ذبح مجھی منہ پھیر اکے خنجر بھی

مری نہ ہونٹ کے اوڑنیکی جد کو پہونچین گے
زمین سی اوٹھکے فلک بند ہون کبوتر بھی

وہ تمسے کرچکین عتب پشیمان تیری
کھڑا ہو نہین بھی تیر آگئے اہل محشر بھی

کسیکی تیغ کا کیا ہے فقط جگر کو خیال
ٹھہر ٹھہر کے تڑپتا ہے قلب مضطر بھی

جو تو نہین لیون مرا کے تہ ہونٹ اوڑ دیتا
رگون کو دیکھ کے کچھ کھو گیا ہے نشتر بھی

تمہاری گیسوئے تنہین بیابان بلا مین پھنسا
نہ کھائی ٹھوکرین ظلمت کی اب سکندر بھی

سبب یہ تھا کہ لہو دوڑ کر خبر لایا
جگر بھی ڈھونڈتا تھا تمکو قلب مضطر بھی

ہوا ایک عالم تو آنسو وہ پونچھین دامن سے
ہمارے اشک تو قطرہ بھی ہین سمندر بھی

نسیم صبح سنی کام زلف [illegible] ‏ / [illegible]

[illegible] ‏ / [illegible]

تمہاری [illegible] ‏ / [illegible]

[illegible] دل [illegible] ‏ / [illegible]

قریب [illegible] ‏ / [illegible]

مری سانس مین تھی جو تپش آئی ہے ‏ / کھڑے ہین سر کو جھکائے سب اپنے مر بھی

یہ کس کا حال ہے کہتے ہین نیند مین شب وصل ‏ / ارے یہ کیا کہ جھپکتی ہے چشم اختر بھی

یوہین رہینگی دھمکتی رگین اے فصاد ‏ / تڑپ کیطرح الگ جا پڑیگا نشتر بھی

یہ کیا وہ ہاتھ کو رکھکر چلے گئے تھے جہان ‏ / اوسی جگہ پہ تڑپتا ہے قلب مضطر بھی

فساد کرکے الگ ہو گئی جو اونکی مژہ ‏ / کھٹک گئی مری بگڑی لہو سی نشتر بھی

ہماری ہجر کی سانسونکا ہے اثر سارا ‏ / کرے نہ رات کو کیون سائین سائین صرصر بھی

نگہ کے دیکھنے سے شاکی ہوا دل اسکا [illegible] کیا
زہے [illegible] کے تو پانی ہو [illegible] تقصیر [illegible]

بہا سے دل کی آگ [illegible]
اولے جو [illegible] ہین [illegible] خنجر [illegible]

پیکار دل [illegible]
لہو کی بوند [illegible] تجھے قلب مضطر بھی

[illegible] سیال
لہو بھی آگ ہے لو دے رہا ہے نشتر بھی

جواب [illegible] پرسش کہو پوچھو ن
کرے دم بخود ہین شفیعان روزِ محشر بھی

روا کو روک کے کرتے ہین مجھسی بات وہ جب
جگر کی آڑ مین روتا ہے قلبِ مضطر بھی

غزل ۱۴۱

فسادِ خون سے کچھ عجب نہین ماہر
رگونکا منہ بھی کھلے اور زبانِ نشتر بھی

۵۴ شعر

یہ حالِ اشکِ دلِ حزین ہی شمول سی جوشِ بحرِ چین سے ہے

جہاز بھی گر کوئی کہین ہے صدف کی مانند تہہ نشین ہے

جگر جلا مجھسا بھی کہین ہے دھوان غبارِ لحد نشین ہے

کسیکو یہ سوزِ دل کہین ہی کہ ساری جلتی ہی زمین ہے

تجھے جو سوزِ دلِ حزین ہے تو حاجتِ شمع بھی نہین ہے

یہ جلوہ داغِ آتشین ہے چراغ گھر کا جو خود نگین ہے

ملال مین خوش کوئی کہین ہے کہ سنگ بھی وہم بجز دمین ہے

جگر خراشی سی یہ حزین ہے یہان یہ ڈالے شکن نگین ہے

عبث جہان میرا عیب بین ہے جو وسعتِ خوئی رہت نگین ہے

مٹانا آسمان مرا نہین ہے کہ نامِ عاشق خطِ جبین ہے

فلک کا رنگ مین زہرِ کین ہے جو داغ سینے کلی مین ہے

ہماری ہمت کو آفرین ہے ہزار ہیت مار اک آستین ہے

فراق کی تاب ہی نہین ہی ملال اس حسن کا کہین ہے

مرا جو لختِ دلِ حزین ہی وہ ایک ترشا ہوا نگین ہے

مثالِ نشانِ ہوس نہین ہی کہ کثرتِ زخمت پر حزین ہے
ہزار رفعی کو آفرین ہے وہی ہی جامہ جو آستین سے ہے
فلک کے ہاتھون کہان کمین ہے ہزار نامی کو آفرین ہے
ہر تنگی خانہ نگین ہے کہ جسمین ملنے کی جا نہین ہے
عجیب نفسِ دلِ حزین ہی بتاؤن کیونکر کھٹک یہین ہے
اسیقدر بس مجھے یقین ہے تمام سینے مین ہان کہین ہے
طلب مین دنیا کی کیون حزین ہے ارے بڑی شی کوئی نہین ہے
سمجھلے اتنی یہ سب زمین ہی کہ خسروون کے تہِ نگین ہے
کہون یہ مین کیون کہ ہی نہین ہی سمجھلو تم خود اگر کہین ہے
یہی نشانِ دلِ حزین ہی تجھے جہان ہاتھ دل وہین ہے
نہ جانین کیون گم دلِ حزین ہی کوئی تو یہان غیر بھی نہین ہے

لیا ہے جست نے یقین ہے اسی گیا ہے [illegible] نگین ہے

او سیہ کاری مین سب بختی ہو [illegible] الرے جو نیا [illegible]

اسی [illegible] بھری بخشی رشید اجہان [illegible] ماثرہ [illegible] ہے

[illegible] سام ہی فقر نیا نہ کہ دل لو تا بیون کا [illegible]

سپے گدائی جو [illegible] پالا وہی [illegible] دامن نگین ہے

بہت ہو نام کا تو خواہان لہ بسقدر رہنی ہی سب سے ایمان

خیال اصلاح او سیہ نام ان جو حط بیٹھا نہ نگین ہے

عجب طریقے جہان مین پاسے کہ نام کے ذکر کچھ نہ آسکے

سبب کہ خاتم نہ سر چڑھائے وہ دل تہی و ترا ہو نگین ہے

و تو ہو کسب ہنر پہ رشید الکمال تجہہ مین بھی ہون ہویدا

کیا ہے اسطرح نام پیدا کہ خون غم سی دل نگین ہے

نہ جانیں کیسی ہی سہم عالم وہ کم ہے جسکے ہیں قدردان کم
ٹھہائے جسکو نہ سر پہ خاتم گرا ہوا دل ہی وہ نگین ہے

وہ دل اُمیدوں کا تھا جو مسکن وہی ہے اب حسرتوں کا مدفن
کبھی جو تھا مثل لعل روشن وہی دل اب تیرہ تر نگین ہے

فلک نے اتنے تو غم دکھائے کمال ذاتی میں حرف آئے
جو چاہے باتیں بھی اب سنائے کہ دلکو چپ کے نگین ہے

ہماری مردہ دلی کی ہیم صدا یہ ہے نامیوں کو ہر دم
کوئی تو ہے دفن قبرِ خاتم کہ جسکا سنگِ لحد نگین ہے

عجب ہیں بیدرد اہلِ عالم جنہیں نہیں نامیوں کا بھی غم
جسے سمجھتے ہیں ظرفِ خاتم وہ حوض خونِ دل نگین ہے

وہ دل جو زندہ ہی لاش بھی ہی صحیح بھی پاش پاش بھی ہے

اوسیکی مجکو تلاش ہی ہی کبہی جو تہا اور اب نہین ہے

عبث ہے ذکر اب کسی [illegible] کہ [illegible] آئی شباب گذرا

علاقہ ناز و ادا سے اب کیا [illegible] دل نہین ہے

جب اپنے پہلو مین ہی نپایا ہر ایک کوچے مین جا کے ڈہونڈہا

کہین نپا اوس دل حزین کا تمہاری سر کی قسم نہین ہے

نہ اب ہے فکر وصال دل مین نہ اب ہی کوئی خیال دل مین

یہ ہے ہجوم ملال دل مین کہ درد کی بہی جگہہ نہین ہے

کہان یہ سوز و گداز دنیا کہان وہ اک رات بہر کا جلوا

ہی جسمین پر تو ہماری دل کا چراغ وہ بجہتا ہی نہین ہے

ہماری ہیئت جو یوہین رکہی نہین فلک سے جگہہ گلے کی

جسے چہتین دیکہی ہون ہٹی لحد کی حاجت اوسی نہین ہے

جہان مین کیون ہون نہ مین خطر مین گہی ہی دوات و قلم نظر مین

قدم تو رکھا ہے مین نے گھر مین سفر کا ہنگام بھی قرین ہے

ستا کسی کو نہ پا کے نے لیس سب دیے نہ کیونکر غریب مکیں

مجھے تو او منعم متین بس کہ ڈر سے تمہی خود آستین ہے

یہ میرے زور و ستک تم سے ہین کہ گو وہ آگے سے ٹل رہی ہین

جنون وہ ہات اپنے اژدہے ہین کہ غار جنکا ہو آستین ہے

کیا تھا جب مین نے دلکو رخصت کچھ ایسی ہی سینہ کی تھی حالت

جدا ہوئے گو ہوئی ہے مدت نشان مگر کچھ کہین کہین ہے

وہ دل کہ جسکے غضب تھے لپٹے جگر مین وہ رہگیا ہے ہٹکے

جو توڑے پہلو تڑپ تڑپ کے وہی دل اب سینے مین کہین ہے

خبر ملی ہی ابھی جگر سے مرا مسافر پھرا سفر سے

نکل کھڑا ہوں نہ کیوں میں گھر سے سنا ہے دل راہ میں کہیں ہے

لحد میں ساکن ہیں کون نوٹے کہو یہ بت نم سی تو بھی ٹوٹے

اندھیرا چھاتا ہے سر کو کھولے مکان جو چھوڑے ہوئے مکین ہے

نہوں نہیں ہیں جو سہنے والے چپتیں تو بیٹھی ہیں دل سنبھالے

فلک کے دورے جو ہیں نرالے مکان اپنا ہی خود مکین ہے

ملے نہ جب چین سر بھی دُھنکے تو کیوں نہ بچاؤں بکلی ستکے

سُنا یہ پہنا جو رخت جسکے چڑھی ہوئی آستین سے ہے

یہ کہتی ہے جلد دستِ منعم دبانا اور دون کا جیب ہی لازم

چڑھا اوسے بھی کبھی تو ظالم جو رختِ اصلی کی آستین سے ہے

نہ سوزِ دل کی وہ سوزشیں ہیں نہ خانۂ غم کی وہ کاوشیں ہیں

نہ اب گریباں کی خواہشیں ہیں نہ فکر داماں و آستین سے ہے

عروقِ پیری مین جو عیان ہین اونھین مین دنیا کے سم نہان ہین

کہان یہ ہاتھون کی جھُریان ہین ہزار ہین مار آستین ہے

جنون نے رسوائی اسقدر کی نہ آبرو بھی کسین کی رکھی

بندھی جو ہے بعدِ فصد پٹی نگٹ وہی مار آستین ہے

ارے غضب کب آرہا ہے تجھکو کسکو ستا رہا ہے

جو تو بتے کو دبا رہا ہے چڑھائے تیوری خود آستین ہے

حباب ستے ڈل جو ہون وہ ٹوٹین یہ تاب ہمکو کہان جو دیکھین

کرین حیا بو نیہ ظلم موجین ہماری آنکھونپہ آستین ہے

نئی جو دورانِ مہروسہ ہون گئے ہون صدمہ ملال گہہ ہون

کدورتین کیون نہ تہہ بہ تہہ ہون زمین بھی تو تہہِ زمین ہے

عبث سب ارمان بھی نکالے عبث بیابان بھی چھان ڈالے

پڑا ہون منھ سے بغل مین شالے او سے جلا قلو دل حزین سے

فشاریون مجکو ہو رہا ہے نکل نکلکر یہ دم رکا ہے

کہین سی سنگ لحد جھکا ہے کہین سے ابھری ہوئی زمین ہے

نہ دیدکیون مرکے اونکی چاہین ہین لا لہ پہ اپ نظر کی راہین

کبھی جو نکلی تہین ترچھی آہین لحد سی تا خانہ شق زمین ہے

گھر وہین جب جاکے ہم پکارے کہا خموشی نے سب سدہارے

جھکے ستون نے کئے اشارے مکین ہمارا تہ زمین ہے

فشار کیا یون ہین سہگیا ہون نجانے کیا منہ سے کہگیا ہون

تڑپ تڑپ کر جو رہگیا ہون تمام بکسی ہوئی زمین ہے

وہ دل ہی شعلہ نکل رہا ہی لحد کا پتھر پگھل رہا ہے

اگر بھی نے آگ جل رہا ہے تمام تڑپتی ہوئی زمین ہے

یہ کون ہاتھون سے مل رہا ہے جگر کہ تو دم نکل رہا ہے

چراغ کی طرح جل رہا ہے مین بجھکے ہوئے دل کو آفرین ہے

جو وہ عصیان ہین مجکو گھیرے کریم رحمت تو منہ نہ پھیرے

لحد مین اک پھینکے کو میرے بھانکی مٹی جو دی زمین ہے

اٹھو الفت کے ہین نرالے لحد پہ کہتے ہین دل سنبھالے

کوئی نہ یہان ہمسے بولے چالے کہ تربت ماہر حزین ہے

قطعہ تاریخ جناب مولوی سید علی صاحب قبلہ متخلص بہ کامل ظلہ

حضرت ماہر سپہر فیض و دریائی کرم	آپ ہین سرحلقۂ اہل سخن قیل و قال
آپکی تعریف مین ہم ناقصونکا ذکر کیا	عقل کل کا نطق اس مشق و مہارت پہ لال
کون لکھ سکتا ہے اس دیوان عالی کی ثنا	بند کرنا بحر کا کوزہ مین ہی امر محال
وہ صفا بندش مین جس آب گوہر شرمسار	شوخیان مضمونکی وہ جنسے خجل چشم غزال

مدح میں بیساختہ دشمن کے کھل جاتے ہیں لب
حق اگر پوچھیں اسی کا نام ہی سحر حلال

سر زمین ہند پر ابتک نہیں پیدا ہوا
آپکا ایسا بلیغ نکتہ دان نازک خیال

مصرع سال: نہ ورہ صفت دیوان میں کیا کامل رقم
سبحان شکر ماہر دیوان کمال

سنہ ۱۲۸۴

بخط خام بندہ اثم محمد تقی خورشید رقم

اعلان

تالیف بے نظیر یہ دیوان عدیم المثال نسخہ بے نظیر خیال دقیق صیف اسکا ... نتائج فکر عالی و انوری خاطر ... جامع الفضائل ... علی القاب فیاض زمان حاتم دوران جناب مولوی سید مہدی حسین صاحب متخلص بہ ماہر لکھنوی دام اقبالہ وضاعف اجلالہ نے اپنی دریادلی سے اس ذرۂ بے مقدار کو معاف فرمایا ہے لہذا تاجران و اہل مطابع و اہل شہر و بیرونجات بدون اجازت حقیر قصد طبع نہ فرمائیں عوض نفع کے نقصان اوٹھائیں کیونکہ حسب قانون ایکٹ (۲۵) سنہ ۱۸۶۷ عیسوی یہ دیوان داخل رجسٹر سرکار گورنمنٹ ہو گیا ہے

قیمت فی نسخہ بدون محصول اہل شہر کو ایک روپیہ آٹھ آنہ (عہ) و بیرونجات مع محصول و دیلو دو روپیہ (عہ) ـ

(نوٹس) جس نسخہ پر مہر و دستخط مصنف نہ ہو سیاہی عام ہو وہ مال مسروقہ ہے نہ خریدیں ـ

راقم

داروغہ سید محمد ساکن لکھنؤ چوہری محلہ تھانہ چوک مکان حکیم شیخ علی محمد صاحب - داروغہ سرکار شریعت مدار جناب محمد حسین صاحب قبلہ مجتہد العصر دام ظلہ - (نمبر مکان ۱۳۳)

HYDERABAD